

سائبان

از قلم ماہ نور فاطمہ

مکمل ناول

وہ دلہن کے لباس میں بیٹھی تھی ابھی ابھی نکاح خوان آکر اسکا نکاح پڑھوا چکا تھا۔
وہ بس خالی خالی نظروں سے سب دیکھ رہی تھی اعصاب شل ہو چکے تھے۔ دماغ سائیں سائیں
کر رہا تھا۔ تبھی دروازہ کھلا تھا اور آنے والی اسکی ماں تھی۔ جو اپنی بیٹی کی قسمت پر بین کر
رہی تھی

"نماش میری گریا آجاؤ باہر۔"

وہ ماں کا سہارا لیتی من بھر کے قدم اٹھاتی باہر آئی جہاں برات کھڑی تھی جس میں محض دولہا
اور اسکے چند ملازم تھے۔۔ اسکو آتے دیکھ سب گھر والوں نے طنزیہ مسکراہٹ سجا کر اسکا
استقبال کیا تھا جبکہ دولہا دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا ہو گیا تھا

جب وہ قریب صوفہ نما سلج پر آئی تو دلے نے اسکا ہاتھ تھاما تھا اور تاشی کو لگا تھا کہ انگاروں پر اسکا ہاتھ رکھ دیا گیا ہو ۔ اسنے ویران نظریں اٹھا کے اپنے شوہر کو دیکھا تھا اور وہ ہر چیز سے بے نیاز اسے اپنے ساتھ بیٹھا چکا تھا ۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو جان من "

وہ اسکے کان کے پاس جھک کر سرگوشی کر رہا تھا جبکہ اسکے دماغ تو کام کرنا بند ہو گیا تھا ۔ اسکے شوہر نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا ۔ اور وہ بس بے حس بے بس بن کے بیٹھی رہی ۔ اپنی قسمت کا تماشہ دیکھتی رہی

عکس کتنے اتر گئے مجھ میں
پھر نا جانے کدھر گئے مجھ میں

وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا وہ جانتی تھی ۔۔ مشکلات آتی ہیں اور صبر آزما وقت کے بعد چلی جاتی ہیں مگر اسکے ساتھ تو سب مختلف ہوا تھا ۔۔ محض چند گھنٹوں میں چند لاکھ کے عوض اسکو ایک ایسے شخص کے حوالے کر دیا گیا تھا ۔۔ جسکی نظروں میں نہ اسکے لئے احترام تھا نہ دل میں محبت ۔۔ جسکی ذات سے جڑے چند ہولناک عیب منظر عام پر تھے

میں نے چاہا تھا زخم بھر جائیں
زخم ہی زخم بھر گئے مجھ میں

اور جو چند عیب کر سکتا ہے نہ جانے پس منظر میں کتنے عیب چھپائے رکھے ہوئے ہوگا۔۔۔
جسے 30 سال کی عمر میں بنگلہ گاڑی ملازموں کی ریل پیل کر لی تھی۔۔ اور جو ہر چلتی لڑکی
کو خباثت کی نظروں سے دیکھتا ہو کیا وہ کبھی اسے اپنی عزت بنا کے رکھے گا

اور اسکے نام نہاد اپنے۔۔ جنہوں نے چند پیسوں کے عوض ایک یتیم کی خوشیاں بچ دی تھی
انہیں بھلا کیا امید کی جاسکتی ہیں۔۔ جبکہ ایک نظر اپنی ماں کی حالت پر ڈالی تو دل اور خون
خون ہو گیا وہ جس نے اپنی جوانی صرف اسلئے بیوگی کی چادر اوڑھ کے گزار دی کہ اسکی بیٹی محفوظ
رہے آج اسے اندھیری کھائی میں گرا دیا گیا تھا جہاں اللہ کے سوا اسکا کوئی حامی و ناصر نہ تھا

ایک نظر اپنے بڑے چچا کو دیکھا جو کہنے کو تو اسکے باپ کا رتبہ رکھتے تھے۔۔ مگر اسکی خوشیوں کے
قاتل بن گئے تھے۔۔۔ اسکی زندگی کو جہنم بنانے کے زمیدار بن گئے تھے۔۔۔ وہ جنہوں نے
باپ کے مرنے کے بعد سے آج تک کبھی اسکے سر پر ہاتھ نہ رکھا۔۔ جسکی بیوی نے ماں بیٹی

سب زمانے گزر گئے مجھ میں

نظر اٹھتی ہوئی جب اپنے گبرو جوان بھائی جیسے کمزوروں پر گئی تو درد سے سینہ پھٹنے کو آگیا۔۔۔ وہ کیسے خاموش تھے ان میں سے ایک تو اسکے لئے پیار کے جذبات رکھتا تھا۔۔۔ یہ کیسا پیار تھا جس میں اعتبار نام کی چیز سرے سے ہی نہیں تھی۔۔۔

اپنے وجود پہ اوڑھی اجرک سے جب اس شخص کے ہاتھ کے لمس کا احساس ہوا۔۔۔۔۔ تو درد کی انتہا ہو گئی کہاں تھا وہ کیوں نہیں تھا اس وقت وہ جو ہر پل سائے کی طرح اسکے ساتھ رہتا تھا۔۔ جو ہر مشکل میں نہ جانے کہاں سے آجاتا تھا آج کہاں تھا آج کیوں نہیں موجود تھا جب وہ قیامت خیز لمحوں سے گزر رہی تھی۔۔۔ کیوں نہیں تھا پاس۔۔ جس نے اسے عزت سمجھا تھا آج کسی اور کا ہونے کیوں دیا۔۔ کیوں نہ جان سکا۔۔ وہ جو بغیر کسے اسکی آنکھوں سے اسکے لفظوں کی تشریح کر دیتا تھا۔۔ وہ جو اسکی سوچ کو لفظوں کے سانچے میں ڈھال دیتا تھا آج کیوں بے خبر تھا۔۔۔

اسے محسوس بھی نہ ہوا کہ وہ رو رہی تھی --- اسکو ہوش کی دنیا میں اپنے بنام نہاد شویر کے کٹیے الفاظ لائے تھے

"ارے جان من یہ انسو سبھال کر رکھو یار اسکی بے حد ضرورت پڑے گی ابھی سے انہیں ضائع نہ کرو" وہ اس کے انسو پونچ رہا تھا --- جبکہ تاشی نے سلہکتی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

"یار ایسا نہ دیکھو قسم سے ڈر لگ رہا ہے ---" اسکا لہجہ تمسخرانہ تھا --- پھر وہ اٹھا اور اس کے بڑے چچا کو بلایا اور اپنی گھڑی دیکھ کر عجلت میں کہا

"بڑے میاں اب ہمیں اجازت دیں --- مجھے اور بھی کام ہیں"

"ہاں ہاں کیوں نہیں لے جاؤ ہم کیا کرے گے اس ہرافہ کو یہاں رکھ کے یہ جتنی جلدی جائے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہے تاکہ ہم تو بدنامی سے بچے" یہ آواز بڑی چچی کی تھی جو بولتے ہوئے یہ بھول گئی تھی کہ

تممت لگانا ایک قرض ہے اور قرض تو ہر حال میں ادا کیا جاتا ہے ---

"چلو مافعہ مل لو اپنی بیٹی سے کیونکہ آج کے بعد اس پر اس گھر کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہو گئے ہیں --- آج کے بعد یہ کبھی یہاں نہیں آئے گی" جبکہ یہ الفاظ سن اسکی ماں تڑپ اٹھی تھی منتوں مرادوں کے بعد عطا کی گئی خدا کی رحمت کو کیسے دنیا کی ٹھوکروں کے لئے چھوڑ دیتی

"نہیں بھائی خدا کے لئے یہ نہ کہے میری بیٹی --- میں کیسے اسکی چھوڑ دوں آپ اسکو ودا تو کر رہیے ہیں نہ --- عزت کے ساتھ جارہی ہیں پلیز آپ ایسے نہ کرے خدا کے لئے مت کریں ایسا" وہ بے اختیار تاشی کو گلے لگا کے رو پڑی تھی -- جبکہ اسکا شوہر انتہائی بے زاری کے ساتھ یہ میلو سین دیکھ رہا تھا

"او بی بی کونسی عزت وہ جو تمہاری بیٹی نے دو کوڑی کی کردی وہ عزت ہاں --- " بڑی چچی نے ایک بار پھر زہر اگلا تھا کیونکہ اپنا بیٹا بھی تو بچانا تھا نہ --- بھلہ ایک یتیم کہاں گوارا تھی اپنے گھر کی بہو بنتی وہ بھی مافعہ کی بیٹی جس سے حسد کا تعلق بہت قدیم تھا

"دیکھے بھابھی آپ لوگوں نے اس شخص کی بات مان کر میری بیٹی کو ایک غیر کے ساتھ ودا کرنے کا کہہ دیا میں خاموش رہی مگر یہ ظلم تو نہ کرے " ایک بار پھر التجا کی گئی تھی

"غیر او بی بی کن خوش فہمیوں میں ہو کہ وہ غیر ہے --- واہ تمہاری بیٹی کا شناسہ ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ غیر ہے --- جس سے ہم نے بیاہ دیا تمہاری معصوم اولاد کو " چھوٹی چچی نے بھی زہر اگلا تھا -- جبکہ وہاں کھڑا نام نہاد محبت کا دعویدار ضبط کے پیرہن تھامے وہاں سے جا چکا تھا ---

"بس بہت ہو گیا ہمارا فیصلہ اٹل ہے آج کے بعد وہ نہیں آئے گی اور بھرجائی اگر تم نے خلاف ورزی کی تو تم --- یہاں سے جا سکتی ہو " بڑے چچا نے اٹل لہجہ میں کہا جبکہ مافعہ بھبھک بھبک کے رودی تھی

"چلو تاشی "

دولہے نے اسکا ہاتھ کھینچا جو اپنی ماں کے آنسو کو ویران آنکھوں سے دیکھ رہی تھی --- اب رونا کس بات کا تھا جبکہ یہ تو ساری زندگی کا مقدر تھا

یہ جو میں ہوں ذرا سہ باقی
جو تم تھے وہ مر گئے مجھ میں

-- اس لمحے اسے یہاں کھڑے ہر شخص سے شدید نفرت ہوئی تھی -- اور اس سے بھی کئی
زیادہ اس سے جو اس سے عشق کرتا تھا --- اسکا شوہر روتی ماں کو دور کر کے اسے باہر کی
جانب لے کے چل دیا جبکہ وہ شل دماغ کے ساتھ سب ہوتا دیکھ رہی تھی -- کب اسے گاڑی
میں بیٹھایا گیا اور کب گاڑی چلی اسے کچھ خبر نہ ہوئی ---



اسوقت اسلام آباد ہیڈ کوارٹرز کے بیٹینگ روم میں سب لوگ موجود تھے -- جب کہ چیف اسوقت
بریفنگ کر رہے تھے --

"جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں یہ معملا اسوقت بگڑتا جا رہا ہے -- اس معاملے کو حل کرنے کی
غرض سے ہم اپنے بہت سے ہونہار اور قابل آفیسرز کھو چکے ہیں اور اب کرنٹلی اس کیس پر
آفیسر شبیر کام کر رہے ہیں --- مگر ہمارا ٹارگٹ ایک تو بہت شاطر ہے اور اسکے علاوہ اسکا
ریکٹ بہت وسیع ہے --- اسکو اچھو کرنے کے لئے ہمیں حکمت عملی سے کام لینا ہوگا

"---

"اب یہ کیس آپ اور شہیر مل کر کرے گے۔۔۔ کیونکہ اسکے اڈوں کا مرکز اسلام آباد اور لاہور میں ہے۔۔ حالیہ رپورٹ میں ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ لاہور میں ہے اب آگے کا ارادہ کیا ہے یہ آنے والا وقت بتائے گا۔۔۔" وہ اس خوبو جوان کی طرف اشارہ کر کے بولے۔۔

"یہ پاشہ ہے! اسکا لیفٹ ہینڈ اسکے زیادہ تر کام وہی دیکھتا ہے جبکہ۔۔ وہ بذات خود کسی بھی ایک جگہ پر نہیں ٹیکتا اگر ہمیں اس مسئلہ کو ٹیکل کرنا ہے تو اسے کمزور کرنا ہوگا!" اب وہ انہیں تصویر دیکھا رہے تھے۔۔۔ اور ساتھ ساتھ بتا رہے تھے۔۔

"آپکو شہیر ہر چیز سے آگاہ کر دیگے۔۔ ناؤ دا میٹنگ از اوور۔۔ یو گاٹز کین لیو" وہ آرڈر دیتے ہوئے جیزیں سمیٹ رہے تھے جبکہ وہ اب شہیر کے پاس گیا تھا

"آپ مجھے ساری ڈیٹیلز بھیج دے تاکہ میں سڈی کر لوں اور پھر انشا اللہ اس مشن کو حل کرے گے۔۔۔"

"اوکے۔۔ میں آپکو بھیج دوں گا"

وہ سر ہلا کے باہر کی جانب چل دیا۔۔۔ دل کی عجیب حالت ہوئی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے سب ختم ہو رہا ہے دل حد سے زیادہ گھبرا رہا تھا اسنے اپنی پراڈو سٹارٹ کی تاکہ جس قدر جلدی ہو وہ لاہور پہنچ جائے

اور اپنی کل حیات کو دیکھے، اپنی زیست کو دیکھے جسکی ایک دید میں اسکا سکون چھپا ہوا ہے ساتھ ہی اسنے سٹریو بھی چلا دیا تھا جس میں اسوقت "جب وہی میٹ" کا گانا "آؤ گے جب تم او سا جانا لگا ہوا تھا

آؤ گے جب تم او سا جانا
آنگنا پھول کھیلے گے
بر سے گاساون بر سے گاساون
جھوم جھوم کے

یہ بول سنتے ہوئے ایک جاندار مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا تھا جانتا تھا کہ اسکی "عشقا" بارش سے ڈرتی تھی وہ اسکی معصومیت ہی تو اسکی زندگی کا اثاثہ تھی

نینہ تیرے کجراے ہیں
نینوں پہ ہم، دل ہارے ہیں
انجانے ہی تیرے نینوں نے
وعدے کیے کئی سارے ہیں
سانسو کی لہہ مدہم چلے
تو سے کہے برسے گا
برسے گا ساون
جھوم جھوم کے
دو دل ایسے ملے گے

اسکی آنکھوں میں اس حسینہ کے نین کٹورے آئے جن میں اسنے بیک وقت بہت سی چیزے
دیکھی تھی

ادا سی --

عزت ---

ڈر ---

مسکراہٹ --

اور سب سے خوبصورت اپنا عکس ---

بہت تیز ڈرائیونگ کے باعث بھی وہ 8 گھنٹے بعد لاہور آیا تھا --- اور اسوقت وہ اپنی عشقا کے گھر کے باہر تھا --- رات اپنے پر پھیلا چکی تھی وہ دبے قدموں سے بیک سائڈ سے داخل ہوا جب ایک کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے اسکے کانوں جو الفاظ پرے تو اسے اپنی دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی

"ارے اچھا ہوا جو آپنے اس کلموہی کا نکاح اسکے ساتھ کر کے اسے رخصت کر دیا اسنے اچھی خاصی رقم بھی دیدی ہے --- یہاں رہیتی تو میرے بچے کا بھی دماغ خراب کر دیتی تاشی --- اب اسکی ماں کو بھی نکال دیں گے --- اور اسکا وہ جانے جو اسے لے کہ گیا ہے --- خیر اچھی خاصی رقم ہے ہمارا اچھا گزارا ہو جائے گا --- اور گریبا کی شادی بھی دوم دھام سے ہو جائے گی" یہ آواز اسکی بڑی چچی کی تھی جو انتہائی پرسکون تھی --- اسکی زندگی برباد کر کے انتہائی پرسکون تھی

جبکہ اسے لگ رہا تھا کہ اب وہ سانس نہیں لے پائے گا --- اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ سب کچھ تھس تھس کر دے وہ کیسے کسی اور کی ہو سکتی ہے --- کیسے؟ ---

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر آیا تھا اور بامشکل گاڑی تک پہنچ پایا تھا۔۔ انکھوں سے گرم سیال بہہ رہے تھے جسکا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اسنے گاڑی کو چلایا تھا تھوڑی دور جا کر گاڑی روک دی۔۔ آسمان سے جھاجھو جھاج مینہ برس رہا تھا۔۔ وہ اسوقت سیاہ شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔۔ گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر آیا تا کہ سانس لے سکے مگر وہ آہی نہیں رہی تھی بارش ہنوز جاری تھی آسمان سے بھی اور آنکھوں سے بھی وہ اونچا لمبا مرد اسکے غم میں رو رہا تھا۔۔

پھر کہی پناہ نہیں ملتی
محبت جب بے پناہ ہو جائے

وہ انتہائی زور سے چخا تھا اور پھر زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔ اسوقت اگر کوئی اسکا ساتھی اسے دیکھتا تو حیرت سے مر جاتا کہ وہ شخص جو نازک ترین حالت میں بھی کبھی نہیں دگمگایا آج وہ رو رہا ہے ہر چیز فراموش کئے ہوئے تھا۔۔

محبت جب مل جائے تو انسان کو بادشاہ بنا دیتی ہے اور اگر نہ ملے تو فقیر کے مترادف حثیت
کر دیتی ہے



کتنے پل کی مسافت تھی وہ اندازہ نہ لگا سکی --- گاڑی جھٹکے سے روکی تو اسے ہوش آیا --- اسکا شوہر اسکے ساتھ بیٹھا تھا -- اب وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا اور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر وہ اپنے لوہے کی طرح مضبوط ہاتھوں میں اسکی بازو کو لیے اسے باہر نکال رہا تھا۔ اسکی گرفت اتنی سخت تھی کہ سنہری آنکھیں ایک بار پھر لباب پانی سے بھر گئی تھی -- اور شگرفی لبوں سے بے اختیار چیخ برآمد ہوئی تھی ---

"پپ--پپل--پلیز--- درد--- ہو-- رہا ہے آپ آہستہ پکڑے"

وہ اسے لئے اندر جا رہا تھا گیٹ وہ لوگ عبور کر چکے تھے اب گھر میں داخل ہونا تھا --- جب تاشی کے ہچکی لیتے وجود نے اسے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ درد ہو رہا ہے جسے سن کہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ پلٹا تھا اور اسکی دوسری بازو بھی پکرتا جب بولا تو لہجہ سرد تھا

"میری ننھی سی جان! ابھی تو یہ ایک ڈیو تھا --- ابھی تو تمہیں یہ بھی بتانا ہے کہ کسی کی تذلیل کرو تو کیسا محسوس ہوتا ہے -- جب کسی کی ذات کی نفی کی جائے تو کیا محسوس ہوتا ہے --- ابھی تو رات بھی باقی ہے"

اسکی آخری بات سن کہ وہ اور سرخ ہو گئی تھی وہ کم عمر تھی مگر کم عقل نہیں تھی۔۔۔ جہاں کچھ جانتی تھی وہاں ہزار باتوں سے ناواقف بھی تھی اسکا پورا وجود ہچکیوں کی زد میں تھا۔۔۔ آنکھیں سمندر بن چکی تھی اور وہ اس سب سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

وہ اسے لیتے ہوئے اپنے کمرے میں لایا تھا اور لاتے ساتھ ہی اسنے اسے ایک تھپہ مارا تھا جس سے اسکو اپنا ذہن سن ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جو اسے اپنی مرضی سے اپنے نکاح میں لایا تھا بھری محفل میں اسے ذلیل و رسوا کر کے وہ اپنے ساتھ لایا تھا اور اب وہ اس کے ساتھ ایسے کر رہا تھا

"آپ۔۔۔ میرے۔۔۔ ساتھ۔۔۔ ایسا۔۔۔ کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ میں آپ سے معافی۔۔۔ مانگتی۔۔۔ ہوں۔۔۔ بھری۔۔۔ محفل میں۔۔۔ آپ۔۔۔ مجھے ذلیل کر کے اپنے ساتھ۔۔۔ اپنے نکاح میں لائے میں خاموش رہی۔۔۔ مگر اب ایسا نہ کریں"

وہ اٹھارہ سال لڑکی اس مرد کا تھپہ کھا کے سن ہوتے دماغ کے ساتھ بلکتے ہوئے رو پڑی تھی

"نانا ڈارلنگ ابھی کیسی معافی تلافی ابھی تو آغاز ہے ابھی سے ہی تم پناہ مانگ رہی ہو۔۔۔
میری جان ہمت نہ ہارو ابھی تو بہت کچھ دیکھنا ہے۔۔۔ ویسے ایک بات ہے ہو تو تم بہت
کمال"

وہ کہتے کے ساتھ ایک ایک قدم آگے بڑھا رہا تھا جبکہ تاشی کے قدم پیچھے کی جانب اٹھ رہے
تھے اس سے زیادہ پیچھے وہ جا نہیں سکی کیونکہ وہاں بیڈ تھا جس سے ٹکرا کے وہ اس پر ڈھ گئی
تھی۔۔

"نہیں۔۔۔ دیکھے۔۔۔ آپ نے جو کرنا تھا کر لیا۔۔۔ مگر پلیز دور رہے۔۔۔ مجھے مزید مت رسوا
کرے۔۔۔ پلیز۔۔۔"
وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑ گئی تھی اسکی معنی خیز بات سے تپشزدہ نظریں اسے بہت کچھ باور کروا
گئی تھی۔۔

"اونہوں میں نے تمہیں بیوی بنایا ہے اسکا درجہ تو دینا ہی ہوگا نا!" معنی خیز مسکراہٹ ہونٹوں
پر سجائے وہ اسپر جھکا اور اسکے سر سے دوپٹا اتار چکا تھا

"نہیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ دور۔۔۔ رہے۔۔۔ خدا۔۔۔ کے لئے" وہ اسے ہٹانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی جبکہ اسکی آہیں سن کے ایک بار پھر اسکا ہاتھ اٹھا تھا اور تاشی کے نازک رخسار پر نشان چھوڑ چکا تھا جبکہ وہ اب اور شدتوں سے رودی تھی۔۔۔

"خبردار اگر ایک لفظ بھی اب نکالا۔۔۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ یہاں تمہارے کوئی واسطہ کام نہیں آنے والے۔۔۔ سنان داود کبھی بھی اپنے دشمن پر رحم نہیں کھاتا تو تم پر کیسا کھالوں۔۔۔ اب آواز نہ آئے"

وہ دھاڑا تھا اس سے پہلے کے وہ روتے ہوئے کوئی اور بات کہتی وہ اسکی آواز دبا گیا تھا جبکہ تاشی اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی تھی جس میں وہ کامیاب نہ ہوئی کچھ دیر بعد جب اسنے سر اٹھایا تو وہ گہرے گہرے سانس لے رہ تھی سنان نے اٹھ کر لائٹ بند کر دی تھی۔۔۔

"اب میں تمہیں بتاؤ گا کہ ذلت کی تکلیف کیا ہوتی ہے" کہتے ساتھ ہی وہ اسپر جھکا تھا۔۔۔ کمرے میں سنان کی بربریت جبکہ تاشی کی سسکیاں گونج رہی تھی جسپر کان بند کیے وہ اپنا انتقام پورا کر رہا تھا۔۔۔



مسز احمر آج اپنے بیٹے کو لے کر سائیکل کے پاس آئی تھی -- انہیں انکی دوست نے بتایا تھا کہ انکا علاج بہت اچھا ہوتا ہے اور مریض ٹھیک ہو جاتا ہے -- اسوقت وہ لوگ یہی انکے کلینک میں بیٹھے ہوئے تھے -- اور اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے -- جب مریض باہر آیا اور پھر انکی باری تھی وہ ارجم کو لے کے اندر چلی گئی تھی

اندر کا انکا کلینک شاہانہ طرز کا بنا ہوا تھا -- سامنے ہی 40, 45 سال کا ایک ڈاکٹر بیٹھا ہوا تھا --- یہ تھے ڈاکٹر صارم شیخ جانے مانے ماہر نفسیات -- مسز احمر ارجم کو لے کے اندر آئی تھی

"اسلام علیکم!" ارجم نے بامشکل ناگواری دبائے سلام کیا

"وعلیکم السلام! جی کیسی ہے آپ؟ اینڈ ہاؤز دالٹل بوئے (and how's thw little boy?) اسنے ایک بھرپور نظر 18 سالہ احمر پر ڈالی

"i am quite well but ahmar is not ! he is depressed"

انہوں نے تفصیل سے آگاہ کیا جسپر ڈاکٹر نے تاسیف سے اس بچے کو دیکھا جسکی آنکھوں کے گرد ہلکے بہت زیادہ تھے -- اور اسکی گروتھ اپنی عمر کے لحاظ کے بچوں سے زیادہ ویک تھی ---

"آپ ہمیں اکیلا چھوڑ دے تاکہ میں اس سے سوال کر کے اسکی کنڈیشن کا بہتر پتا لگا لوں گو کہ آپ مجھے بتا چکی ہیں مگر مین پر سنلی جاننا چاہتا ہوں"

وہ انہیں اسی کنڈیشن سے متعلقہ کر چکی تھی -- احمر انکا اکلوتہ بیٹا تھا اور بہت برائٹ سٹیونڈٹ تھا مگر میڈیکل میں ایڈمیشن نہ ہونے کی وجہ سے وہ بہت ڈیپرس ہو گیا تھا اسی لئے وہ اسے لائی تھی

"جی ٹھیک ہے" وہ یہ کہہ کے باہر چل دی تھی اب روم میں بس احمر اور ڈاکٹر ہی تھے

"جی تو لٹل بوئے کیا ہوا ہے تمہیں"

"میں مجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا ہے موم پتا نہیں کیوں مجھے پے آئی ہیں" اسکے اچھے میں حد درجہ ناگواری تھی

"تم یہ بتاؤ کرتے کیا ہو؟"

"کچھ نہیں پڑھتا تھا میڈیکل کالج میں جانا تھا مگر میں نہیں جاسکا انہوں نے مجھے پاس نہیں کیا"

پہلے لفظ اسنے آرام سے ادا کئے تھے مگر بعد میں لفظوں کو کہنے کے ساتھ وہ جینے لگ گیا تھا
--- وہ حد درجہ ڈیپرس تھا ---

یہ حقیقت ہے جب بچوں کا داخلہ انکی ریلیٹڈ فیلڈ میں نہیں ہوتا تو وہ ڈیپرس ہو جاتے ہیں مگر بجائے depression کے انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اللہ نے انہیں کسی اور اچھے کام کے لئے چنا ہوگا

"ہممم ریلیس تم یہ ٹیبلٹ لو اور نیکسٹ ویک پھر آنا!" اسنے پراسرار اور عجیب سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا جسے احمر تو نہ جان سکا تھا ---

وہ دوائی لے کے باہر چلا گیا تھا جبکہ ڈاکٹر اب جاندار مسکراہٹ سجاتے اپنے شکار پر مسکرا رہا تھا



صبح اپنے پر پھیلا چکی تھی۔۔ کھڑکی سے آتی روشنی نے اسے آنکھیں کھلنے پر مجبور کیا تھا رات کچھ سٹریس، کچھ سنان کے تھپڑ اور رہتی سہتی کثر اسکی بڑبڑیت نے نکال دی تھی وہ سہ نہ سکی اور نیم بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

اب تھوڑی آنکھیں کھلی تو دیکھا کہ سنان اسکی طرف سے رخ موڑے لیٹا ہوا تھا۔۔

رات کے انسوجور کے ہوئے تھے ایک بار پھر سب یاد آیا تو بہہ نکلے۔ جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔۔ منہ پر پڑے تھپڑ کی وجہ سے ہونٹ پھٹ چکا تھا۔۔ اسپر بھی درد ہو رہا تھا۔۔ فوراً سے پہلے اٹھ کر اپنی بکھیرے وجود کو با مشکل سنبھالتے وہ کبرڈ کے پاس آئی اسکا پٹ کھولا تو وہاں اپنے کپڑے لے کہ اٹھی اور واش روم میں فریش ہونے چل دی۔۔

سنان اسکی نظریں خود پر محسوس کر کے ہی اٹھ چکا تھا۔۔۔ اسکے اندر جاتے ہی وہ بھی اٹھ گیا۔۔۔ پاس پڑے انٹرکوم کو اٹھا کر اسنے اپنے خاص آدمی پاشا کو آنے کا حکم دیا اور ساتھ میں

کچن میں موجود ملازمہ کو بھی ہدایت دی کہ آج ناشتہ تاشی بنائے گی! اور اسے یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ اسکے ساتھ نرمی نہ کی جائے۔۔ چند پل بعد دروازے پر دستک ہوئی

"یس کم ان" پاشا دروازہ کھول کر اندر آیا۔۔

"ہڈ مارنگ سر!" ایک 30 سال کا آدمی اسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا

"ہممم! آج کا شڈیول بتاؤ" اپنی ہلکی بیڑ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سرد لہجہ میں کہا۔

"سر آج مال پہنچ چکا ہے نیا اور تمام ڈیلرز کو بھیج دیا گیا ہے آج شام تک قیمت آجائے گی!"

"ہڈ اور کچھ!"

جی۔۔۔ سر۔۔۔ وہ ہم نے نعیم۔۔۔ کی طرف جانا۔ ہے۔۔۔ وہ دینے۔۔۔ میں مسئلہ کر رہا ہے "اسنے ڈرتے ڈرتے اپنی بات پر اسکے بگڑے زاویے دیکھ رہا تھا

"تم الو کے پھٹو سارے کے سارے نکمے ہو ایک کام بھی تم حرام خوروں سے نہیں ہوتا" وہ دھاڑا تھا اسکی دھاڑ سن کہ واشروم سے نکلتی ہوئی تاشی لرز گئی تھی حسین نین کٹورے ایک بار پھر شفاف پانی سے بھر گئے تھے --

سنان کی نگاہ اسپر پڑی تھی پینک کلر کا شفون کا سوٹ پہنے گیلے لمبے بالوں کو دپٹے سے چھپائے اپنی آنکھوں میں انسو لئے ہاتھ روم کے ہینڈل کو زور سے پکڑے وہ کھڑی تھی اور خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی --- جسے بلیک کلر کا سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا سرخ و سفید رنگت اسوقت غصہ کی زیادتی سے خطرناک حد تک سرخ ہوئی ہوئی تھی چہرے پہ ہلکی سی داڑھی وہ پیارا تھا مگر کیا پیارا ہونا ہی کافی ہے؟

حسین مرد اصل میں وہ ہے جسکی شکل و صورت نہیں بلکہ اخلاق بھی اعلیٰ ہو -- اور اگر ایسا نہ ہو تو حسین مرد بھی بد صورت ترین ہو جاتا ہے --

"گم کرو اب اپنی سڑی ہوئی شکل" اسنے ڈپٹنے کے انداز میں پاشا کو کہا --

"ججی سر" وه كهه كه باهر چلديا

جب كه سنان اب تاشي كي طرف ديا جو اسے اپني طرف آتا ديكھ كر دروازے كه ساتھ چپك
كئي تهي --- وه آهسته آهسته اسكي طرف بڑھ رها تها -- اسكه قريب پہنچ كر اسنے تاشي كه سر
سے دوپٹہ اتارا اور اور اسكه گيلے بالوں كي مھك كو محسوس كرنے لگا جبكه تاشي اپني آنكھيں سختي
سے بند كر چكي تهي جن ميں سے ايك ايك كر كه آنسو بهہ رہے تھے

وه اسكه كان كه پاس جا كر سرگوشي كه انداز ميں بولا

"يه كيا صبح صبح نحوست پھيلا رهي هو جان من!" لب ولجھ نرم تها مگر عجيب سہ نرم --- اسنے
كهتے ساتھ هي بے دردي سے اسكه گالوں سے انسو رگڑے تھے ---

"بيبيں --- تنٹو" لب كانپ رہے تھے مگر آواز نكلنے سے انكاري تهي

"سویٹ ہارٹ شاباش اپنا یہ آہ وبکا بند کرو اور جاؤ اچھا سا ناشتہ بناؤ!" وہ اسکا گال تھپتھپا کے
واشروم چل دیا تھا۔۔ جبکہ وہ اپنے آنسو چھپائے باہر۔۔۔ اسکی ماں نے اسے کھانا بنانا سیکھا دیا تھا
۔۔ ویسے بھی وہاں سارا کام، دونوں ماں بیٹیاں ہی تو کرتی تھی۔۔

وہ باہر نکلی تو گھر کا جائزہ لیا گھر بڑا اور ویل فرنشڈ تھا۔۔۔ سیڑھیاں نیچے اتر کر دائے ہاتھ پر
کچن تھا جہاں ملازم کام کر رہے تھے۔۔ وہ انکے پاس گئی اور جھجکتے ہوئے کہا

"بیبی، مجھے۔۔۔ سننان کے۔۔۔ لئے ناشتہ۔۔۔ بنانا۔۔۔ ہے۔۔۔ آپ مجھے۔۔۔ بتا دے۔۔۔ کہ
سب۔۔۔ چیزیں کہاں۔۔۔ ہیں؟"

جبکہ ملازمہ نے اسے کڑے تیوروں سے دیکھا تھا

"یہاں ساری چیزیں ہیں صاحب کے آنے سے پہلا سب بنا لو" یہ 45 برس ک ملازمہ تھی جو
چہرے پہ غمغض و غضب لئے اسے کہہ رہی تھی۔۔

"نجیجی" اسے دیکھ کہ تاشی خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔ اور یہ بھی وہ پوچھ نہ سکی کہ آیا صاحب کھاتے کیا ہیں۔۔۔ بہت ڈرتے ہوئے اسنے چائے، ٹوسٹ، جیم، بٹر اور ساتھ میں پرائٹھا، اور انڈے فرائی کر لئے تھے کیونکہ اسکے گھر میں یہی کھایا جاتا تھا۔۔۔

"چلو لڑکی صاحب آگئے ہیں ناشتہ لے کے چلو!" وہی ملازمہ ایک بار پھر نمودار ہوئی تھی۔۔ جبکہ تاشی ٹرالی سجاتی لمبے لمبے ڈنگ بھرتی ڈائینگ ٹیبل تک پہنچی تھی۔۔ جہاں سنان اف وائٹ سلوار پر بلیک شال پہنے کلف موڑے محو انتظار تھا۔۔۔ اسکے آتے ہی اسنے اشارے سے سب ملازم کو جانے کے لئے کہہ دیا تھا۔۔۔

"ڈئیر ڈادلنگ! یہ کیا بنایا ہے تم نے" کھانے پر نظر پڑتے ہی منہ کے زاویے بگاڑے بظاہر نرم لہجہ مگر بالوں پر سخت گرفت رکھے وہ استفسار کر رہا تھا

"آہ! چچھو بیبی۔۔ پلیز!" اتنی سخت گرفت پر اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے وہ روتے ہوئے پوئی۔۔۔

"ہنی! آئی ہیو آسکڈ سمٹھنگ!)! (honey! I have asked something میں
اس قسم کا کھانا نہیں کھاتا کیا تمہیں میری پسند ناپسند نہیں پوچھنی چاہیئے تھی؟" گرفت میں
تھوڑی اور سختی آگئی تھی

"جججی --- پوچھنی --- چچا ہے --- متکھھی!" ہچکیاں لیتے اسنے بامشکل آواز نکالی۔

"ہہمم --- سواب غلطی ہوئی ہے سزا تو بنتی ہے۔! کیا خیال ہے؟" اسکے بال چھوڑ کر
وہ نرمی سے اسکے چہرے کو پکڑے اپنے انگھوٹھے سے اسکے گال صاف کر رہا تھا جو سرخ ہو گئے
تھے۔۔ بھرے بھرے سرخ گال اسے بے خود کر رہے تھے۔۔

اسکی بات سن کر وہ کچھ نہ بولی اب سنان ٹرائی کے پاس جا کر چائے کپ میں انڈیل رہا تھا
--- اسے ایسا کرتے دیکھ تاشی کی بڑی آنکھیں بے یقینی سے اور پھیل گئی۔۔ اتنا تو جان گئی
تھی کہ سنان سے بھلائی کی امید نہیں اب وہ اسکے پاس آگیا تھا


"ہنی ناؤ لٹ می ٹیل یو کہ میں ناشتے میں کیا کھاتا ہوں --- اب سے تم میرے لئے کافی بناؤ
گی بلیک کافی --- اور ساتھ میں بوائڈ ایگ۔" وہ سرد لہجہ میں گویا ہوا جبکہ اسکے اس طرح سے

کہنے پر وہ دور ہونا چاہتی تھی مگر کچھ کہنے سننے کا موقع دیئے بغیر ہی اسنے گرم چائے اسکے
دائے ہاتھ پر گرا دی تھی -- جبکہ تاشی کی چیخیں گونج رہی تھی ---

اسی ہاتھ سے اسنے سنان کو تکلیف دی تھی مگر انداز، تکلیف، نوبت وہ الگ تھی ---

وہ روتے روتے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی --- جبکہ وہ بھرپور طریقہ سے لطف انوز ہو رہا تھا
--- پھر پنچو کے بل بیٹھا

"کیسا محسوس کر رہی ہو اذیت سہہ کر ایسی ہی اذیت مجھے بھی ہوئی تھی -- خیر ابھی باہر جا
رہا ہوں لنچ میں آؤں گا -- گرین چکن ریڈی رکھنا -- اور پلیز اپنی اس نحوست کو بند کرو اور کام پر
لگو -- شاباش " اسکا گال تھپتھپا کر وہ باہر کی طرف چلا گیا تھا جبکہ وہ اس ظالم کی پشت کو
دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کہ رودی تھی

ایک بار پھر نفرت کے جذبے نے سر اٹھایا تھا وہ بھی پوری شدت سے ---!


"سونو پتر حیدر نہیں جاگا"

رات جب حیدر گھر آیا تھا تو کمرے میں بند ہو گیا تھا بی جان اسوقت سو رہی تھی --, ابھی بھی جب وہ ناشتے کے لئے نہیں آیا تو انہیں تشویش ہوئی --

"بی جان میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا مگر وہ دروازہ نہیں کھول رہے تھے شاید تھکے ہوئے ہیں اسی لئے" میز پر ناشتہ رکھتے ہوئے سونو نے تفصیل سے آگاہ کیا

"ایسے کیسے تھکا ہوا ہے -- وہ جتنا بھی تھکا ہو مگر یوں دیر سے نہیں اٹھتا تو جا چابی لے کے آ میں دیکھتی ہوں اپنے لعل کو," وہ پریشانی سے گویا ہوئی اور اسے ڈبلیکیٹ چابی لینے کے لئے بھیجا

"اچھا جی"

خود اٹھ کر وہ اسکے کمرے کی جانب چل دی تھی کمر فرسٹ فلور پر تھا -- آرام آرام سے قدم رکھتی وہ وہاں پہنچی اور جا کہ ایک بار دستک دی

"حیدی جان اٹھ جا -- پتر دیر ہو رہی ہے" جواب ندار

"یہ لیں بی جان" انھوں نے فٹ چابی لی اور دروازہ کھولا۔۔ اندر کنگ سائز بیڈ پر حیدر اڑھا
ترچھا لیٹا ہوا تھا اے سے کی خنکی میں بھی اسکا چہرے سرخ ہوا ہوا تھا وہ اسکے پاس گئی

"حیدی میرے گڈے اٹھ۔۔۔" انھوں نے پیار سے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا مگر تپتی پیشانی نے
انکے باقی الفاظ منہ میں ہی دبا دیئے تھے

"یا اللہ کرم۔۔۔ سو نو جا جلدی اے سی بند کر اور ٹھنڈا پانی اور پٹیاں لا اور ہاں ڈاکٹر کو بھی فون
کر" وہ اسے ہدایات دے کر حیدر کی طرف موڑی آنکھوں میں آنسو لئے وہ اپنی نخت جگر کی
نشانی کا گال تھپتھپا رہی تھی۔۔۔

"حیدی بی جان کی جان اٹھو۔۔۔"

"میری جان آنکھیں کھولو"

"حیدی گڈے" بہت مشکلوں سے اسنے سن ہوتے دماغ سے دکھتی آنکھیں کھولی بی جان کے
ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس اسے سکون دے رہا تھا۔۔۔ مگر دل وہ اب بھی شدت سے پھٹ رہا تھا
۔۔۔ بڑی مشکلوں سے بی جان کا سہارا لے کر وہ سیدھا لیٹا

"پپاننی" اسے پانی کی طلب ہوئی تی بی جان نے فوراً اسے پانی کا کلاس دیا جگ اور کلاس وہاں پہلے ہی تھے انہیں نے اس کے سر کے نیچے دو تین تکیے رکھ کر اس کا سر اونچا کیا اور اسے پانی پلایا

"میرے چندا کب سے بخار میں تڑپ رہے ہو مجھے رات کو جگا دیتے میں اپنے دلاڑے کے پاس آجاتی --" اسکی پر حدت پیشانی چومتی وہ گویا ہوئی

"بی جان -- وہ -- وہ میری --- میں نے کھو --- دیا "" وہ بے ربط بول رہا تھا اتنی دیر میں سونو پٹیاں لا چکا تھا --

"بی جان ڈاکٹر راستے میں ہے آرہا ہے ---" انہوں نے سر ہلایا اور حیدر کے سر ہانے بیٹھ گئی --- بڑے پیار سے ماتھے پر بکھیرے بال پڑے کئے اور پٹیاں کرنی شروع کی --

"کون نہیں رہی حیدی"

"بی جان -- وہ وہ جو -- دل مین بستی تھی وہ --- میری نہیں رہی" لہجہ دردناک تھا اور ادھ کھولی آنکھوں سے انسو بہ رہے تھے

"تمہاری نہیں رہی تو کہاں گئی" وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی جانتی تھی اگر بخار کی حدت زیادہ نہ ہوتی یا وہ ہوش میں ہوتا تو اپنے پر بیتے غم نا بتاتا

"اماں میری لٹل فیری کل وہ کسی اور کی ہو گئی -- میں -- میں اسے پروٹیکٹ نہیں کر سکا --- مین --- مین - پروٹیکٹر نہیں ہوں اماں نہیں ہوں" وہ اس وقت ماں سے مخاطب تھا شاید بے ہوشی کے عالم میں وہ بی جان کو اپنی اماں سمجھ رہا تھا جو سالوں پہلے اسے چھو کر اگلی دنیا میں جا چکی تھی

"نہیں دلاڑے آپکو بتا ہے رئیل پروٹیکٹر تو وہ ہوتا ہے جو اپنی ذات کی پرواہ کئے بغیر انسانیت کی خدمت کرے انہیں تحفظ دے -- آپ بھی تو کل انسانیت کے لئے ہی گئے تھے -- تو کیسے اپ پروٹیکٹر نہیں ہو؟" وہ اسے سمجھا رہی تھی

"اماں کیا تھا اگر اللہ اسے میرا کر دیتا" وہ کہتے ساتھ ہی انکی گود میں منہ چھپائے وہ رو پڑا تھا

"نہ چنڈا اللہ سے شکوہ نہیں کرتے اسکی مصلحت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں --- اللہ رحیم، ہے گڈے اسنے بہتر چیز بہتر ذات سوچ رکھی ہے تمہارے لئے " اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے کہا تھا

"اماں اسے کہے --- کہے کہ --- اسکا خان مر جائے گا آجائے --- مر جائے نہیں"

"اونہوں حیدی ایسے نہیں کہتے چنڈا دعا کرتے ہیں"

"نہیں میں نہیں --- کرتا --- نہیں --- کبھی نہیں --- کروں گا ---" وہ حفگی سے ہجکیاں بھرتے ہوئے بولا

- "کیوں دلاڑے " انہوں نے اسکا سر اونجا کیا

"وہ --- میری نہیں سنتا --- اسنے مجھے سے اسے لے لیا --- مجھے عطا نہیں کی ---"

"نہیں چننا جب ہماری دعا قبول نہیں ہوتی تو ہم اس سے گلے کرتے ہیں کہ اللہ نے دیا کیوں نہیں -- ہم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اس وقت اس چیز کا عطا ہونا یا اس دعا کا مستجاب ہونا ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتا۔۔ وہ تو ستر ماؤں سے بھر کر پیار کرتا ہے بھلا وہ بھی کبھی اپنی مخلوق کو رنجیدہ دیکھ سکتا ہے؟"

"نہیں" کچھ دیر بعد دستک ہوئی تھی تو سونو اور ڈاکٹر آیا تھا حیدی کا سر ہنوز انکی گود میں تھا بخار زیادہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اسے دوائی اور نیند کا انجکشن دیا تھا جبکہ بی جان اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی سورہ رحمان کی تلاوت کر رہی تھی تاکہ اسے سکون ملے --



وہ نعیم کے گھر کے باہر پاشا اور باقی کریندوں کے ساتھ موجود تھا

نعیم کا باپ چند عرصہ قبل ہی وفات پا چکا تھا نعیم کی ایک بہن اور ماں ہی تھی جو کہ ایک ایکڑ زمین کی مالک تھی -- جب یہ بات سنان کے کان میں پڑی کہ نعیم ابھی سولہ سال کا ہے اور اس زمین کا اسکے علاوہ اور کوئی وارث اور محافظ نہیں تو وہ قبضہ کرنے کے لئے آگیا تھا کافی دنوں سے وہ انہیں دھمکا رہا تھا مگر جب ان دھمکیوں کا اثر نہ ہوا اور نعیم کے گھر والے ڈٹ گئے تو اسے مجبوراً اپنا نعیم کی بہن اٹھارہ سال کی تھی

"بی بی چلدی دروازہ کھول " پاشا کے ہاتھ میں اسلحہ تھا وہ جارہا نہ انداز میں دروازہ بجا رہا تھا

"پاشا یہ ایسے نہیں کھولے گے تم دروازہ توڑ دو " سنان نے کہا جبکہ اندر نعیم کی ماں نے اپنی بیٹی کو کمرے میں جانے اور وہاں سے نہ نکلنے کے لئے سختی سے کہہ دیا تھا آخر کار انکے نہ دروازہ کھولنے پر وہ لوگ زبردستی دروازہ توڑ کر اندر گھس گئے تھے سامنے نعیم اور اسکی ماں کھڑے تھے سنان دھیمی چال چلتا نعیم کے پاس آیا اور آکہ سرد لہجہ میں گویا ہوا

"لڑکے میری شرافت اور پیار سے کہی گئی بات تمہیں سمجھ نہیں آئی؟ جو مجھے آیا تک آنے کی زحمت دی!" اسنے نعیم کا گال تھپتھپایا

"ہو بیچھے ہم لوگ تم سے ڈرتے نہیں ہے جو چیز ہماری ہے ہم وہ کیوں تمہیں دے -- نکل جاؤ ہمارے گھر سے یہاں تمہیں کچھ نہیں ملنے والا " وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر اسکا گریبان پکڑتے ہوئے شولہ باز لہجہ میں بولا --

"ہمم گڈ آئی ایپریشنیٹ یور کونفیڈنس لٹل بوائے!" (hmmm. good I appreciate your confidence little boy) "عجیب لہجہ میں بولا تھا

"تم لوگ جاؤ اور جا کر باقی گھر کی تلاشی لو۔۔۔"

"نہیں اندر مت جانا۔۔۔ جو کہنا ہے مجھ سے کہو تم لوگوں کو کاغذات چاہیئے ہم دینے کو تیار ہیں۔۔۔ لے لو" اسکی ماں نے فوراً انہیں لڑکے تھا آخر ایک جوان بیٹی تھی انکی وہ رسک نہیں لے سکتی تھی

"ارے ارے آنٹی جی حوصلہ۔۔۔ اگر یہی آپ پہلے کر دیتی اور مجھے یہاں نہ آنا پڑتا تو کچھ سوچا جا سکتا تھا مگر اب نہیں۔۔۔"

"دیکھو میں ابھی سب لے کہ آتی ہوں تم انہیں واپس بلاؤ" وہ روتے ہوئے بولی تھی اور بھاگتے ہوئے کاغذات لینے گئی تھی کاغذات انکے کمرے میں تھے جبکہ سیما انکی بیٹی اپنے کمرے میں تھی وہ لے کر باہر آئی۔

جبکہ دوسری طرف وہ لوگ تلاش کرتے ہوئے سیما کے کمرے تک پہنچ گئے تھے ---

وہ معصوم بیڈ کے کونے پر سر ٹیکائے بے آواز رو رہی تھی جب وہ لوگ اس کے پاس آئے تھے انہیں آتا دیکھ کر وہ بیڈ کے ساتھ چپک گئی تھی وہ لوگ اگے بھرتے ہوئے اسکا بازو پکڑتے اسے لے جا رہے تھے جبکہ اس افادیت پر وہ چیخ کر رہ گئی تھی --

"چھوڑو" مگر وہ ان سنی کر چکے تھے ---

وہ اسے لے کر باہر آئے تھے جہاں سنان ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا

"تنتم اس کو کیوں لائے ہو میں سب دے تو رہی ہوں" وہ گرگڑائی تھی

"اونہوں آنٹی آپکے اس لاڈلے نے میرا گریبان پکڑا تھا تو سزا دیئے بغیر میں چلا جاؤں!" وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑتا ہوا بولا تھا اور ساتھ ہی اٹھ کر سیما کے پاس آیا تھا جو اپنے آپ کو چڑوانے کی جہد و جہد میں تھی

"بچہ ہے وہ غلط ہو گئی ہے نتنم اسے چھوڑ دو" نعیم بے بسی سے خود کو دیکھ رہا تھا کیونکہ
سنان کے کمرندوں نے اسے بھی پکڑا ہوا تھا

"غلطی کا ازالہ بی تو ضروری ہے نہ!" اب اسکا لہجہ سرد تھا وہ سیما کہ پاس آ کے اسکا جائزہ
لے رہا تھا سیما چھوٹی اور معصوم تھی

"دیکھوں نتنمتھیں اپنے کسی بہت پیارے کا واسطہ" انکے الفاظ سے اسکے دل میں ٹیس اٹھی
تھی -- جبھی اسنے بے اختیار پیچھے قدم اٹھائے تھے --

"آئندہ ایسا نہ ہو کبھی بھی اور سارے پیپرز ٹھیک سے سائن کیے ہیں یہ چیک کر لینا تم؟"
وہ پاشا سے کہہ کر چلا گیا تھا جبکہ وہ لوگ اسے دیکھتے ہی رہ گئے تھے

ماضی نے پھر حملہ کیا تھا اور وہ سن ہو گیا تھا



صبح اسکی طبیعت میں تھوڑا سا سدھار تھا ناشتہ اسنے کمرے میں ہی کھایا تھا اب دوپہر کے وقت
وہ نیچے آیا تھا

"اسلام علیکم بی بی جان" بی بی جان ڈرائنگ کے پاس رکھے صوفہ پر بیٹھی تھی غالباً عصر پڑھ کر بیٹھی ہوئی تھی وہ انکے پاس گیا اور انکو سلام کر کے انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا

--

"و علیکم اسلام دلاڑے اٹھ گیا اب کیسی طبیعت ہے آپکی؟" اسکے بالوں میں انگلیاں چلائے وہ کہہ رہی تھی

"اب ٹھیک ہوں۔"

وہ خفیف سا ہوا تھا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ساری باتیں ماں کی بجائے بی بی جان سے کر چکا تھا۔۔ کیونکہ وہ کبھی بھی انہیں کوئی پریشانی والی بات نہیں بتاتا تھا آگے ہی اپنے بہو اور بیٹے کی موت نے انہیں توڑ دیا تھا۔۔ اگر بی بی جان بھی اسکے پاس نہ ہوتی تو وہ کیا کرتا۔۔ انہیں سے تو اسکی زندگی تھی۔۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟" اسکی محویت نوٹ کرتے ہوئے وہ بولی

"دیکھ رہا ہوں کہ آپ میرے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے آپ نا ہوتی تو کیا ہوتا میرا
-- کیا تھا اگر بابا اماں بھی ہوتے "

"اللہ بہت کریمے میری جان --- وہ کبھی بھی اپنے بندے کے ساتھ برا نہیں ہونے دیتا --
رہی بات میرے بچوں کی تو ہم سب اللہ کی امانت ہیں ایک نہ ایک دن تو جانا ہی ہے اس میں
یہ شکوہ کے وہ نہ جاتے تو یہ شکوہ جائز نہیں ہے --- اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے
"وہ پیار سے سمجھا رہی تھی

"کسی محبوب ہستی کے جانے میں کیسی مصلحت بی جان " وہ اسوقت بچہ لگ رہا تھا اور بی
جان مسکرا دی تھی

"حیدی جان اللہ اپنے صالح بندوں کو آزماتا ہے اور انکی محبوب چیزوں کو لے کر آزماتا ہے جانتے
ہو کیوں؟" انکی بات پر وہ انکی گود سے سر اٹھا کر براہ راست انکی آنکھوں میں سولہ نظروں سے
دیکھا

"کیونکہ وہ اسکو بھول گئے ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور اللہ سے محبوب ترین بھلا کون ہے ! اسی لئے وہ اسے متوجہ کرواتا ہے اسے باور کراتا ہے کہ سب فانی ہے ماسوائے میرے ! تم اسکی اس آزمائش میں پورے اترو وہ تمہیں اس انعام سے نوازے گا جو تم نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا " وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرے کہہ رہی تھی جبکہ حیدر کی آنکھوں میں پہلے ملال ابھرا اور پھر چمک

"بی جان میں تو پروٹیکٹر نہیں ہوں آپکو یاد ہے نہ کہ اماں کہتی تھی ایک میں پروٹیکٹر ہوں مگر میں تو نہیں ہوں ! " اسکے لہجے میں ملال تھا

"جانتے ہو پروٹیکٹ کرنے کے کتنے طریقے ہوتے ہیں اگر آپ فریگیلی کسی کو تحفظ نہ دے سکو تو آپ دعا کے ذریعے اسکی حفاظت کرو --- اسکے لئے اللہ سے دعا کرو بھلا اس سے بھر کر کون "حفیظ " ہے ؟" وہ اسکی ساری گرہیں کھول چکی تھی جبکہ وہ پرسکون ہو گیا تھا

ابھی وہ کچھ کہتا کہ اسافون بجا تھا

"جی اسسٹنٹ کمیشنر حیدر سپیکنگ!" دوسی جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا جسکے وہ جواب دے رہا تھا

"ہوں اوکے --- ٹھیک ہے --- we will get that soon ---" وہ فون بند کر کے انکی جانب مڑا تھا

"حیدی گڈے کھانا لگواؤں؟"

"جی بی جان آپ لگوائے میں فریش ہو کہ آتا ہوں"

جواب میں انہوں نے سر بلایا اور سونو کو کھانا نکالنے کا کہا



صبح ناشتے کے بعد اسے حکم ملا تھا کہ سنان کے کپڑے دھوئے مگر ہاتھ سے یہ ایک اور سزا دینے کا طریقہ تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکا ہاتھ جلا ہے وہ مزید اذیت دینے کے لئے یہ کہہ چکا تھا کپڑے لے جا کہ جب سرف ڈالا تو پانی اور سرف سے ہاتھ میں مزید تکلیف ہوئی تھی ٹپ ایک طرف رکھ کر وہ بے اختیار وہ سسکی تھی

"اللہ امی بابا کیوں نہیں ہے آپ پاس وہ وہ بہت ظالم ہے بہت ظلم کرتا ہے بچا لے مجھے بچا لے" ہچکیوں میں روتے ہوئے اسنے مشکلوں سے کپڑے دوئے ہاتھ میں ابلا بن چکا تھا

کپڑے دھو کر وہ باہر کھانا بنانے آئی تھی صبح کا نہ اسنے ناشتا کیا تھا نہ ہی اسے اجازت تھی سر درد سے پھٹ رہا تھا کھانے بناتے ہوئے جب بھی مہچوں کو ہاتھ لگا تھی یا چولہے کے پاس لے کے جاتی تو ہاتھ مزید دکھتا تھا -- اللہ اللہ کر کے کھانا بنایا --- ٹیبل خود سبائی کیونکہ ملازم کو اجازت نہیں تھی کہ وہ اسکی مدد کر سکے اس سارے کام کے دوران وہ رو رہی تھی

ٹیبل پر کھانا لگا کہ ہی تو اسکی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا جسے سن کہ اسکا مزید سانس سوکھ گیا تھا --

"اسللام و علیکم" اسے اندر داخل ہوتا دیکھ اسنے سلام کیا جبکہ سنان نے سر ہلا کر اسے سلام کا جواب دیا اور اسکا جائزہ لیا صبح والے سوٹ میں ہی تھی سرخ ہوا چہرے متورنم سرخ سوجی ہوئی آنکھیں وہ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی اور اپنی فرسٹیشن نکالنے کا ذریعہ --

"ہم کھانا بنا لیا ہے" اسکے قریب آکر اسکے گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلائے وہ کہہ رہا تھا جبکہ اسکے ایسے کرنے سے وہ بے اختیار اپنی آنکھیں میچ گئی تھی

"ججی بنا لیا ہے -- لگا -- بھٹی دیا ہے -- آپ -- آجائے" وہ ہکلاتے ہوئے کہہ رہی تھی کیونکہ اب اسکا ہاتھ تاشی کی آنکھوں پر تھا وہ اسکی پلکوں کو اپنے ہاتھوں سے چھو کہ محسوس کر رہا تھا --

"گڈ امپرسو! آؤ" وہ اسکا جلا ہوا ہاتھ اپنے سخت ہاتھوں کی گرفت میں لیے بولا جبکہ اسکے منہ سے ایک سسکی نکلی

"کیا ہوا" بظاہر بہت معصومیت سے اسکے ہاتھ چھوڑ کر دریافت کیا گیا تھا

"میرا -- ہاتھ -- درد کر رہا ہے بہت ---" وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی تھی

"اوہوں -- یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے بے بی کو بہت درد ہو رہا ہے؟" اسکا لہجہ تمسخرانہ تھا -- جبکہ وہ سمجھ نہ پائی تھی اور بچوں سر ہاں میں ہلاتے ہوئے رو رہی تھی

"اب تمہیں اندازہ ہوا کہ درد اذیت یہ کیا ہوتا ہے بند کرو اپنے یہ ٹسوئے اور آؤ آکہ کھانا نکال کہ دو۔۔" وہ اسکا منہ دبوچے کہہ رہا تھا اور ڈائینک ٹیبل کی طرف چلا گیا تھا جبکہ وہ بے بسی سے آنسو صاف کئے وہ کھانا نکال کر دے رہی تھی

"ہمم ٹیسی کافی ٹیسٹ ہے تمہارے ہاتھوں میں" کھانا کا پہلا نوالہ لیتے ہوئے اسنے تعریف کی اور سیر ہو کر کھایا مگر اسے نہیں اجازت دی کہ وہ بھی کھالے

"اب تم کھا سکتی ہو" اپنی پلیٹ بجا ہوا کھانا اور چپاتی اسے کھانے کے لئے کہہ کر اسنے ملاز کو آواز دی تھی کہ وہ آکہ ٹیبل سے کھانا اٹھا لے ابھی وہ کھانے کو بھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جب سنان کی آواز آئی

"کیا دیکھ رہی ہو۔ ایک دوسرے کا جوٹھا کھانے سے محبت پیدا ہوتی ہے اب جلدی سے کھاؤ اور اپنا حلیہ درست کر کے آؤ میں کمرے میں انتظار کر رہا ہوں" یہ کہہ کر اسکی سنے بغیر وہ اوپر کی جانب چل دیا تھا جبکہ وہ ٹیبل پر سر رکھے رو دی تھی ایک دن میں ہی زندگی عذاب ہو گئی

تھی کل رات کی تکلیف صبح ہاتھ کا جل جانا یہ سب کر کہ بھی سکون نہ ملا اسے جو وہ اب
ایک بار پھر اس سے اپنا حق وصولنا چاہ رہا تھا۔۔



ابھی ہی مافعہ نماز ادا کر کہ فارغ ہوئی تھی جب ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے تو انسو بے اختیار
انکھوں سے پھسلے تھے

"اللہ میری بیٹی کی حفاظت کرنا وہ بہت معصوم ہے اللہ۔۔ جسے تہمت لگائی ہے تو اس سے
میرا بدلہ لے۔۔ میں کمزور کچھ نہیں کر سکتی ماسوائے دعا کہ تو میری بیٹی کو دوجہان کی
خوشیاں دے اسے سکون دے میرے مالگ میری مدد کر" ہچکیوں میں روتی وہ اسکے لئے دعا کر
رہی تھی

۔۔ جب انکے گھر تاشی پیدا ہوئی تھی تو ابرار بہت خوش ہوئے تھے وہ ان میں سے نہیں تھے جو
بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہو۔۔ اور تاشی میں انکی جان تھی مگر جب تاشی 10 سال کی ہوئی تو
انکی روڈ ایکسڈینٹ میں دیتھ ہو گئی تھی۔۔

اور تب سے انکی زندگی تاریک ہو گئی تھی --, کل سے اب تک وہ رو رہی تھی بلیڈ پریشر ہائی تھا مگر انسو پر بندھنا باندھ سکی تھی اور وہ ظالم لوگ سکون سے رہ رہے تھے ابھی بھی وہ جائے نماز تہہ کر کے اٹھی تھی جب جب چچی کی آواز آئی

"بھابھی اگر سوگ منا لیا ہو اسکا تو باہر آ جائے سو کام پرے ہیں کرنے کو!" وہ دروازے پر ٹک کے کہہ رہے تھے

"ردا انسان کو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور اتنے بڑے بول نہ بولو کہ کل کو تم سے انکا وزن نہ اٹھایا جاسکے"

"اپنی یہ ہکایات مجھے نہ بتاؤ اور آؤ کام کرو"

"بد کی رسی دراز ہے مگر جب کھنچی جاتی ہے نہ تو سب پل میں فنا ہو جاتا ہے"

"اپنی بیٹی تو سمجھاں نہ سکی تم بات کرتی ہو نیک اور بدی کا فرق کی"

"میری بیٹی کیسی ہے یہ تم، بھی جانتی ہو اور مجھے بہت جلد اس وقت کا انتظار ہے جب
قدرت میرے بدلے لے گی تب میں پوچھوں گی کہ نیکی اور بدی کیسی لگی " - وہ یہ کہہ کے
اسکے پاس سے گزر کر چل دی تھی
جبکہ چچی منہ بنا کہہ رہ گئی



وہ کمرے میں ٹیرس پہ کھڑا تھا۔ اسکے اپنے کانوں میں آواز گونجی تھی

"بابا جانی! میں بڑا ہو کہ ایک بہت بڑا بزنس مین بنوں گا پھر ہمارا بڑا سا گھر ہو گا۔ جہاں پہ
میں آپ اور ماما جانی رہے گے! اور میں ہر آسائش وہاں لونگا۔۔ ہمیں کسی خواہش کو پورا
کرنے کے لئے پیسوں کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا " 10 سالہ بچہ اپنے باپ کی گود میں بیٹھ
کے اپنی ماں جو کہ باپ کے ساتھ ہی بیٹھی اسکے رخسار پر ہاتھ رکھ کے کہہ رہا تھا

"کسی کو آپ پر یقین ہو یا نہ ہو میں۔۔۔ مجھے ہے آپ پر یقین۔۔۔۔۔ آپ کبھی بھی کچھ غلط
نہیں کر سکتے۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ نہیں مانتی۔۔ ایسا ہو ہی نہیں۔۔ سکتا!" اسکی ماں اسکے باب
سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ ماضی کی ایک اور یاد آئی تھی جو اسکی آنکھوں کو ضبط سے
لال کر گئی تھی

"مما بابا اٹھے ماما آنکھیں۔۔۔ کیوں۔۔ نہیں۔۔ کھول رہی آپ۔۔ بابا۔۔ دیکھے اپکا شیر آیا ہے
آنکھیں کھولے۔" بارہ سالانچہ اپنے ماں باپ کو اٹھا رہا تھا جو لگے جہان کا سفر طے کر چکے تھے

"انکل انکل پلینز کیا کچھ کھانے کو ملے گا پلینز! بیہت بھوک لگی ہے!" بارہ سلہ بچہ جو بھوک
سے نڈھال ہو چکا تھا ایک ڈھالے کے مالک سے مانگ رہا تھا اس امید کہ شاہد کہ لوگوں میں
نیک دلی اور نیکی کی چاہ موجود ہے۔۔۔

"چل چل یہاں کچھ نہیں ہے۔۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں مانگنے" اسنے اس
بچے کو دھکا دیا تو وہ باقاعدہ سڑک پر اندھے منہ گرا۔۔ اور اسکی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے

"اونچے کیا تم میرے لئے کام کرو گے" پندرہ سالہ بچے سے ایک آدمی کہہ رہا تھا۔۔ جو شکل
سے ہی باروب لگ رہا تھا۔۔ وہ بچہ دو دن سے بھوکا تھا اور اچھائی کی امید سے متنفر۔۔ اسے
کھانا دے کہ اس شخص نے پوچھا تھا۔۔۔

"کیا پیسہ ملے گا؟" اسنے کھانا ختم کر کے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

"بلکل ملے گا اور تمھاری سوچ سے بھی زیادہ" وہ اسکو نیم رضامند ہوتا دیکھ بولا

"میں کروں گا۔۔" اس سے پہلے کے کوئی اور یاد بھٹکتی ذہن میں فون کی چنگاڑتی آواز اسے حال میں لائی

"یس!" اسنے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور دوبارہ ٹیرس پہ آگیا۔۔ نمبر دیکھ کے ایک نامعلوم مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا تھا

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم تین دنوں سے کہاں بڑی تھے؟" آگے سے لیزہ کی نروٹھی آواز سنائی دی۔۔ جس پر سنان نے مسکراہٹ دبائی

"اگر میں کہوں کہ تمھیں سوچنے میں مصروف تھا تو۔؟"

"تو میں کہوں گی کہ خوشفہمیوں میں رہنا سراسر حماقت ہے --- اور لیزہ ایسی حماقتیں نہیں کرتی" اسنے ایک ادا سے کہا تھا اسکی بات سن کے سنان کا قہقہہ گونجا

"آئی نو دیٹ یو آر ڈیم وائس ! اور تم اچھے سے جانتی ہو کہ میں کہاں مصروف تھا

"ہاں جانتی ہوں -- بس جلد ہی انتقام لو اور دور کرو اسے خود سے اور ہم سے -- میں تم میں کسی کی شراکت نہیں برداشت کر سکتی" اسنے منہ بنا کہہ کہا تھا

"ہاں کیوں نہیں -- بائی داوے بیب ائی مسڈ یو !" اسنے ایک نظر تاشی کو دیکھا اور مسکاتے لہجہ میں گویا ہوا

"اگر اتنا ہی مس کر رہے ہو تو آئے کیوں نہیں ؟"

"مائی لائف کہو تو ابھی آجاؤں ؟"

"اگر میں کہو ہاں تو ؟"

"تو میں کہوں گا کہ کچی ڈوری سے سرکار بندھے آئے ہیں!"

"ایم ویٹینگ!" اسنے کھلکھلا کہہا تھا

"ایم کمنگ"

یہ کہہ کہ سنان نے فون بند کر دیا تھا اور اندر کمرے کی جانب چلا گیا تھا
- ایک نظر موڑ کر اس معصوم کو دیکھا جو عمر میں اس سے 12 سال چھوٹی تھی اور اسے ان دو
دنوں میں وہ زندگی کا اصل رنگ دیکھا چکا تھا اسکی نظر اسکے جلے ہوئے ہاتھ پر گئی جو وہ اپنے
پیٹ پہ رکھے ہوئے تھی اسنے جھک کر اسکے ہاتھ کو چوما پھر سرچھٹک کر شاور لینے چلا گیا اور
جب شاور لے کہ بلیو جینز اور بلیک شرٹ پہن کر باہر آیا والٹ چابی اور موبائل اٹھا کہ باہر کو
چل دیا تھا جبکہ وہ ہنوز سو رہی تھی --



"ارحم بابا نے کھانا کھایا؟" اسکے گھر کی ملازمہ نے دوسرے ملازم سے پوچھا تھا

"نہیں۔۔ انکے کمرے میں جاؤ یا ان سے بات بھی کرنے کی کوشش کرو تو اگے سے اتنا ڈانٹتے اور غصہ کرتے ہیں کہ ال آمان۔۔۔ مجھے تو بہت خوف آتا ہے" اسنے منہ بسورا

"حیرانگی تو مجھے صاحب اور بیگم صاحبہ پہ ہو رہی ہے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں اور وہ سیر سپاٹے میں مصروف ہیں۔" اسکا لہجہ تاسیف زدہ تھا

"ہاں بھئی امیر لوگ ہیں انہیں کیا کہ اولاد کہاں ہے کہاں انہیں تو بس سرکل پاڑی اور ڈیل انہی چیزو سے سروکار ہے۔۔۔"

"ہممم صحیح کہہ رہی ہیں آپ"

"چلو ہم چلتے ہیں باقی بھی بڑے کام پرے ہوئے ہیں"

اج ارحم کی میڈیسن ختم ہوئے تین دن ہو گئے تھے۔۔ احم اور سارہ اپنے بزنس ٹور پر گئے ہوئے تھے۔۔ اور ارحم کی حالت خراب تھی نہ اسکا کھانے کو من کر رہا تھا اور وہ ٹیمپر بھی جلد

لوز کر جاتا تھا۔۔ اسی لئے ملازم بھی اسکے پاس نہیں جا رہے تھے کیونکہ جو بھی جاتا تھا ارحم اسے مارنے لگتا تھا اور اسپر چلاتا تھا۔۔۔ کمرے میں اندھیرا کئے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔



"اسلام علیکم!" حیدر لاؤنج میں آیا تھا ہاتھ میں سفری بیگ تھا۔۔ شاید وہ کسی جا رہا تھا بی جان صوفہ پر بیٹھی خبریں دیکھ رہی تھی وہ بیگ چھوڑ کے انکے پاس آیا تھا۔۔ اور انکی طرف جھکا تھا انہوں نے پیار سے اسکی پیشانی چومی تھی

"وعلیکم اسلام! حیدی کہاں کی تیاری ہے؟"

"بی جان میں کام کے سلسلے سے اسلام آباد جا رہا ہوں"

"اور واپسی کب تک ہوگی؟"

"بی جان جب تک کام مکمل ہو گا آپ بس دعا کرے کہ میں کامیاب ہو کہ لوٹوں"

"انشاللہ میرے گڈے۔ کب تک نکلتا ہے؟"

"بس بی جان تھوڑی دیر تک"

"اوکے"

"بی جان میرے پیچھے اپنے اپنی میڈیسن ٹائم پر لینی ہے کسی بھی قسم کی بدپرہیزی میں افوڈ نہیں کروں گا اور ایک اور بات مجھے آپکی پل پل کی خبر ملتی رہے گی لہذا نو چیٹینگ!" وہ پیار سے انکے ہاتھ چوم کے آنکھوں سے لگاتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ وہ مسکرا رہی تھی

"اتنا خیال ہے میرا؟"

"بلکل آپ میرے لئے سب سے اہم ہے" وہ پیار سے بولا

"تو پھر کوئی لے کیوں نہیں آتا جس کے ساتھ میں بھی خوش ہو گی میری تنہائی بھی کٹ جائے گی اب اس مٹوے سونو سے کیا باتیں کروں" سونو جو چائے لے کہ آ رہا تھا اس تبصرے بے اختیار منہ بسور گیا جبکہ حیدر نے لب بٹخے

"بی جان یہ تو غلط بات ہے بھئی" سونو نے احتجاجاً کہا

"اچھا بی جان فلحال تو آپ سونو کے ساتھ ہی رہے اس موضوع پر پھر کبھی بات ہوگی اپنا خیال رکھیں گا مجھے نکلنا ہے ابھی" اسکے موبائل پر مسج آگیا تھا

"فی امان اللہ میری جان" انہوں نے پیار سے اسکی پیشانی چومی --- جبکہ وہ ان سے پیار لے کہ باہر کی جانب چل دیا اور بی جان اور سونو چائے پینے لگ گئے



وہ ابھی ہی لیزہ کے گھر پہنچ تھا جو کہ ایک فلیٹ تھا یہ بھی سنان نے ہی اسے لے کے دیا تھا --- تاکہ وہ سکون سے رہ سکے --- اسکے ایک ہاتھ میں بکے اور دوسرے ہاتھ میں ڈونٹ کا ڈبہ تھا جو کہ لیزہ کی ہی پسند تھی --- ویسے بھی وہ خود کو پر سکون کرنا چاہتا تھا اسنے بیل بجائی تھوڑی دیر کے بعد لیزہ نے دروازہ کھولا

"یو آر لوکنگ ڈیم مسمرائزنگ" لیزہ نے بلیک کلر کا ویسٹن طرز کا ڈریس پہنا ہوا تھا جو اسکے تمام تر نشیب و فراز کو ظاہر کر رہا تھا سنان سے گلے لگاتے ہوئے بولا

"تھینکیو ڈئیر" وہ اسکے گال چومتی ہوئی بولی

"لک واٹ آئی گوٹ فار یو" (look what i got for you)

"واٹ" (what) وہ ہنوز اسکے ساتھ لگی ہوئی پوچھ رہی تھی جب سنان نے اسے خود سے الگ کیا۔ اور اسے بوکے اور ڈونٹ دیا

"او تھینکیو سنان! یو آر سو سوئیٹ" وہ چمک گئی تھی

"اب کیا یہی کھڑے رکھنا ہے؟"

"آہ نو سوئیٹ ہارٹ آو" وہ اسے لئے اندر آئی یہ فلیٹ جدید طرز کا بنا ہوا تھا ایک ٹی لاؤنچ اوپن کچن اور دو کمروں پر مشتمل تھا

"سو سوئی کیا کرتی رہی سارا دن" وہ اسے لئے اپنے کمرے میں آئی تھی سنان اور وہ بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے مگر ایک دوسرے کے قریب اور سنان اسکا ہاتھ پکڑتا ہوا کہہ رہا تھا

"کچھ نہیں بس شوپنگ کی پھر عائش کے ساتھ ایک پاڑی لیٹینڈ کی اور اب یہاں ہوں تمہارے پاس" وہ اس کے اٹھے پہ آئے بال سنوارتے ہوئے کہہ رہی تھی

"یعنی آج پھر میرا اکاؤنٹ خالی ہوا۔" وہ اس کے گال چومتے ہوئے بولا

"اونہوں اتنا نہیں بس تھوڑا سا" جواب میں اس نے بھی سنان کے گال چومے

"جی میڈم آپکا تھوڑا مجھے معلوم ہے" وہ اسکی ناک دبا کے بولا

"تم اس بات کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ اسکا کیا ہوا؟ کب پورا ہوگا یہ انتقام؟"

"ہممم جلد چھوڑ دوں گا" وہ اسے مزید قریب کر گیا تھا

"میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ اسے ہم راز کو دے دیتے ہیں اسکے تو ویسے بھی کام آجائے گی" وہ اسکی ناک چومتے ہوئے بولی

"ٹھیک سوچتے ہیں اس بارے میں بھی ابھی وہ باہر گیا ہوا ہے ایک ہفتہ تک لاہور آئے گا پھر دیکھتے ہیں خیر اس سب کو ابھی تم چھوڑو اور میری سنو!" آخری بات مخمور لہجہ میں کہتا وہ اسپر جھک گیا تھا جبکہ اسنے بھی انکھیں موند لی تھی



وہ صبح اٹھی تو خود کو کمرے میں اکیلے پایا۔۔ بیڈ کے سامنے لگی سنان کی انلارج فوٹو دیکھ کے اسے بے اختیار رات کا منظر یاد آیا جب وہ کمرے میں خود کا حلیہ درست کر کے آئی تھی۔۔

"تم بہت پیاری اور معصوم ہو" وہ دروازے کے وسط میں کھڑی تھی جب وہ بیڈ سے اٹھ کر اسکے پاس آیا وہ لال رنگ کے شوار قمیض میں ہم رنگ دپٹہ سر پر لئے اس وقت لال ہوئی ہوئی

تھی -- جبکہ جھیل سے نین آج بھی پانیوں سے بھرے تھے --- سنان نے ہاتھ برہا کر دوپٹہ اتارا تو وہ بدک کے پیچھے ہی -- اسکے دوپٹہ اتارنے سے سیاہ بال کمر پر کھل گئے تھے --- اسے اور بھی حسین بنا رہے تھے

"سوئیٹ ہارٹ ریلکس!" وہ اسکے بالوں کی خوشبو محسوس کرتے ہوئے کہہ رہا تھا

"سننان --- مجھے --- اُمیمی --- سسے --- مم --- ممل --- ملن --- مملنا --- ہسے" اسکے ایسا کرنے سے وہ ہچکیوں میں روتے ہوئے التجا کر گئی تھی -- جبکہ وہ تھوڑا سا پیچھا ہوا اور اسکے سندری چہرے کو دیکھا تھا --- جو رونے کی وجہ سے اور بھی پیارا ہو گیا تھا --- اسنے بے اختیار اسکی آنکھوں کو اپنے لبوں سے باری باری چھوا تھا

"میری جان --- تم --- میرے --- ساتھ --- سب --- کی --- خوشی --- سے نہیں آئی بلکہ بے عزت

کر کے بھیجی ہوئی ہو -- اور جس گھر سے تمہیں ذلیل کر کے نکالا گیا ہو وہاں تم کیسے جاؤ گی " وہ سرگوشاں بولا -- جبکہ تاشی نے بے اختیار ہاتھ لبوں پر رکھ کر اپنی سسکی کو روکا تھا

"میں۔۔۔ کبھی۔۔۔ ماما۔۔۔ سے۔۔۔ دور۔۔۔ نہیں۔۔۔ گئی۔۔۔ نہ ہی۔۔۔ رہی ہوں۔۔۔ آپ پلیز
مجھے ملوالائے" اسنے ایکبار پھر کوشش کی

"چپ کیا تم نے ملوانے کی رٹ لگئی ہوئی ہے۔۔۔ تم اب یہاں آگئی ہو اور یہاں سے نہیں
جا سکتی اب کہی بھی۔۔۔ لہذا بند کرو اپنی یہ رٹ اور سکون کرو خود بھی اور مجھے بھی کرنے دو
"وہ دھاڑا تھا جبکہ تاشی ڈر کر دو قدم ہی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔ ایسا۔۔۔ نہیں۔۔۔ کر سکتے۔۔۔" وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی

"سوئیٹ ہارٹ میں سنان داؤد کچھ بھی کر سکتا ہوں" یہ کہتے ساتھ ہی وہ اسکے اپنی طرف کھینچ
چکا تھا جس سے تاشی اسکے سینے سے آگئی تھی۔۔۔

"چھوڑ بیس۔۔۔ مجھے ماما۔۔۔ سے ملنا ہے" وہ خود کو چھوڑوانے کی انتھک کوششوں میں لگی
ہوئی تھی

"تاشی -- وہ تمہارے لئے مر چکی ہے اور تم انکے لئے لہذا اب میں یہ فضول بکواس نہ سنوں"

وہ اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا چکا تھا مگر اسکی بھرائی ہوئی نظریں دیکھ کے اسنے ہاتھ نیچے کر لیا تھا

"کیوں۔ کلکمر --- رہے -- ہیں -- یہ ظلم؟" وہ روتے ہوئے چلائے تھی مگر اسکا چلانا بھی دھیماتا تھا -- جس پر وہ بے اختیار نسا مگر اسکی مسکراہٹ طنزیہ تھی

"لو (love) ڈونٹ یو نو؟ کہ میں کیوں کر رہا ہوں" وہ اسے ایک بار پھر قریب کر کے بیڈ تک لے آیا تھا

"تو۔ تو۔۔ میں۔۔ معافی۔۔ تو۔۔ مانگ۔۔ چکی۔۔ ہوں" اسنے ہچکیوں میں بات مکمل کی تھی

"معافی۔؟ جان من معافی کیا قبول کی میں نے؟۔۔۔ لہذا اپنے دماغ پر زیادہ زور نہ دو۔۔ اور خود کو بھی سکون دو۔۔۔ اور مجھے بھی سکون کرنے دو۔۔۔" یہ کہہ کے وہ اسے بیڈ پر گرا چکا تھا اور ہاتھ بڑھا کر اسنے لیمپ بھجا دیا تھا جبکہ تاشی نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھی اور ان بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گر رہے تھے مگر اسے ترس نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ لگن تھا۔۔۔۔ اپنے

حقوق لینے میں جبکہ فرائض کی ادائیگی کے بارے میں نہ کبھی اسنے سوچا تھا۔۔۔۔۔ نہ کبھی ادا کرنے کی زحمت کی تھی۔۔۔

درازے پر ہونے والی دستک نے اسے ماضی سے حال میں پٹھا تھا۔۔

"بی بی۔۔ صاحب کے لئے آج کھانے میں چکن منچورین اور فرائڈ رائز بنانے میں جلدی آجائیں گا
"ملازم دروازہ میں کھڑا ہوا تھا

"ججی۔ چلیں۔۔ میں آرہی ہوں" اپنے آنسو پونچ کہ اسنے اسے جانے کے لئے کہا اور خود شاور
لینے چلی گئی۔۔



کہنے کو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں
امجد مگر وہ شخص مجھے بھولتا نہیں

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسلام آباد پہنچا تھا --- یہاں پر اسے ایک فلیٹ دیا گیا تھا جو کہ دو کمروں پر محید تھا -- ایک بیڈروم اور دوسرا خالی روم جسے اسنے آفیس کے طور پر استعمال کرنا تھا -- اوپن کچن جو جدید طرز کا بنا ہوا تھا -- اسنے آتے ساتھ چیزیں بیڈروم میں رکھی اور کچن میں اپنے لئے چائے بنائی --- سردرد سے پھٹا جا رہا تھا -- اور اپنی فیری کی یاد الگ ستا رہی تھی -- وہ جانتا تھا کہ اب اسپر حق نہیں رکھتا مگر کیا دل نے بھی کبھی کسی کی سنی ہے ؟

چائے بنا کر وہ بیڈروم سے ملحقہ ٹیرس پر آگیا تھا -- دن کے سائے ڈھل رہے آفتاب غروب ہو رہا تھا --

ڈرتا ہوں انکھ کھولوں تو منظر نہ بدل جائے
میں جاگ تو رہا ہوں مگ جاگتا نہیں

اس منظر کو دیکھ کے اسکے کانوں میں ایک دھیمی، میٹھی اور پیاری، پرشوش بچوں سے لہجہ کی آواز گونجی --

"مجھے آفتاب کے غروب ہونے کا منظر بہت مسمراؤں کرتا ہے" حیدری نے اچنبے سے اسکی طرف دیکھا

"جب رات کی سیاہی ہر سوں پھیل رہی ہو۔۔۔ اور۔۔۔ وہ سورج جس سے دن کے وقت آپ نظریں نہیں ملا پاتے وہ اس وقت اپنی تمام تر طاقتوں سے دستبردار ہو کر جا رہا ہوتا ہے۔۔۔ اس منظر سے کوئی کیسے مسمراؤں ہو سکتا ہے فیری؟" وہ دونوں اس وقت سڑک کے کنارے چل رہے تھے۔۔۔ فیری کالج سے واپس جا رہی تھی اور حیدر کی ڈیوٹی تھی جب تک وہ واپس گھر نہیں پہنچ جاتی تھی حیدر اسکے ساتھ ہوتا تھا مگر دو قدم پیچھے۔۔۔ حیدر کے سوال کرنے پر وہ روک گئی اور پھر مڑ کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے مخاطب ہوئی

"آپ جانتے ہیں آفتاب کے غروب ہونے سے مجھے لگتا ہے کہ جب آپکی زندگی میں ناامیدی آجائے۔۔۔ جب آپکی زندگی بھی شب کی طرح تاریک ہو جائے۔۔۔ تو جیسے شب کے بعد روشنی پھر سے آتی ہے۔۔۔۔ اسی طرح امید رکھے کہ آپکی زندگی میں بھی روشنی پھر آئے گی۔۔۔۔ اور پورے جو بن کے ساتھ جیسے سورج دنیا کو منور کرتا ہے۔۔۔۔ ایسے ہی وہ روشنی آپکی زندگی کو منور کر دے گی۔۔۔ ہر دکھ ہر تکلیف کا ازالہ کر دے گی" وہ بول رہی تھی اور حیدر سن کھڑا اسکی بات کو سن رہا تھا۔۔۔ جو کہنے کو تو اس سے چھوٹی تھی مگر اپنی مثبت سوچ سے کسی کو بھی

تاریکی سے نکال سکتی تھی -- وہ اپنی سوچ کو الفاظ میں بیان کر کے آگے چلنے لگ گئی تھی --
جبکہ حیدر نے بے اختیار اسے پکارا تھا

"فیری!" وہ مڑ کر سوالیہ نظروں سے اس شاندار مرد کو دیکھ رہی تھی جو پولیس کی وردی میں
پیارا لگ رہا تھا --

"آپ میرے لئے آفتاب کی طرح ہے -- جو ہمیشہ مجھے نئی امید دلاتی ہے -- جو مجھے تاریکی سے
کئی میلوں دور کھینچ لاتی ہے" وہ اعتراف کر رہا تھا مگر احترام کے ساتھ -- اسکی بات سن کر وہ
مسکرا دی تھی -- صاف شفاف مسکراہٹ --

محبت کی پہلی شرط احترام ہے -- جو دل کے پاس ہوتے ہیں انکے ساتھ احترام کا رشتہ سب
سے مقدم ہوتا ہے

فون کی بیل نے اسے ہوش میں پٹھا تھا -- اب یہاں نہ تو وہ تھی نہ سورج کی کرنیں ہر سوں
تاریکی تھی اور حیدی کی نم آنکھیں -- اسنے جیب سے فون نکالا اپنی آنکھ کے بھیکے گوشے صاف
کیے اور گہری سانس لے کے فون رسپو کیا

"جی حیدر سپیکنگ"

"ہمم اوکے ---- ٹھیک ہے -- جی جی -- اوکے -- انشالہہ -- وئی ویل ریچ دا ٹرگٹ

("inshalaa we will reach the target") پر مبنی بات میں دوسری

طرف سے نا جانے کیا کہا گیا تھا جسکا جواب وہ دے رہا تھا -- فون بند ہوا تو وہ پلٹا چائے ٹھنڈی

ہو چکی تھی اسنے کمرے میں آکے اپنا سامان نکالا اور اسے سیٹ کرنے لگ گیا

خود کو مصروف رکھ کر اس سے غافل ہونے کا ایک طریقہ -- جس میں صرف کچھ حد تک ہی

کامیاب ہوا تھا



وہ ابھی لیزہ کے گھر سے واپس آیا تھا شام کے چھ بج رہے تھے جب گھر میں داخل ہوتے اس

کی نظر تاشی پر گئی جو اسکا انتظار کر رہی تھی --- سبز رنگ کی قمیض لال رنگ کی کیپری اور

لال دوپٹہ کو سر پر اوڑھے وہ پیاری لگ رہی تھی مگر اسکے دل میں نہ اتر سکی --- پھر بھلا

جہاں پہلے ہی کوئی آباد ہو وہاں کسی دوسرے کی جگہ کیونکر بنے گی --

"اسلام علیکم" اسے دیکھ کے تاشی نے سلام کیا جسکے جواب میں اسنے سر ہلایا وہ خود سفید رنگ کے شلوار قمیض میں اچھا لگ رہا تھا

"کھانا لاؤں"

"ہمم لے آؤ" وہ یہ کہہ کے ڈائینگ ٹیبل کی طرف چل دیا تھا جبکہ وہ کھانا گرم کر کے لا رہی تھ سنان کے آڑ کے مطابق جب بھی وہ یہاں ہوتے تھے کسی بھی ملازم کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی --- سوائے پاشہ کے جسے ابھی سنان نے ہی بلوایا تھا --

"پاشہ مال اسلام آباد آیا ہے اس وقت وہاں کچھ فورجن ڈیلرز نے بھی آنا ہے تو تم ایک مہینہ کے لئے وہاں چلے جاؤ -- یہاں کا کام میں سنبھال لوں گا --" پاشہ نے اسکی بات سن کر اثبات میں سر ہلایا

"اوکے سر -- کل کی فلائٹ بک کرواؤ یا آج"

"آج ہی کروا لو۔۔ اور ہاں کسی بھی قسم کی غلطی نہیں ہونی چاہیئے! بی وجیلینٹ (be vigilante) وہ اسے تنبیہ کر رہا تھا۔۔"

"جی سر آپ بے فکر ہو جائے"

"اوکے اب تم جا سکتے ہو"

اس کے جانے کے بعد تاشی کھانا لے کے آئی تھی۔۔۔

"سو سوئیٹی۔۔ واٹ ہیو یو میڈ ٹوڈے (what have you made today?)"
"کھانا رکھتے ہوئے جب تاشی اسکی کرسی کے قریب ہوئی تو اسنے سرگوشی کی

"چکن منچورین" اسنے بامشکل الفاظ ادا کیئے

"ہمم گڈ۔۔ اریٹس ویری ٹیسیٹی!" وہ کھانے کا نوالہ لے کے تعرف کر رہا تھا جبکہ تاشی ایسے ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔

"ویسے ماننا پرے گا تمہارے ہاتھ میں ذائقہ بہت ہے بائے داوے سوئیٹ ہارٹ -- والے آریو سٹینڈگ دئیر (sweetheart why are u standing there) آو تم بھی کھاؤ" اسنے اسے بھی کرسی پر بیٹھایا اور اسکے لئے کھانا نکالنے لگا جبکہ وہ ورطہ حیرت میں گم یہ دیکھ رہی تھی کہ سنان اور مہربانی؟ یہ ناممکن ہے

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو -- میں ہیئنڈسم ہوں آئی نو دیٹ -- ناؤ لیٹ اٹ ---" اسنے پلیٹ آگے کرتے ہوئے کہا -- جبکہ وہ ہڑبڑا کر کھانے لگی مگر جب کھانے کا پہلا نوالا اسنے حلق سے اتارا بے اختیار وہ کھانسنے لگ گئی -- کھانسی اتنی زیادہ تھی کہ انکھیں پانیوں سے بھر گئی تھی -- زبان چلنے لگی تھی -- کیونکہ سنان نے سوس بہت زیادہ ڈال دی تھی --

"او ہنی واٹ ہیپینڈ (oh honey what happened) وہ اسکی طرف اٹھ کر آیا اور مصنوعی فکر مندی سے بولا -

"پپانی" کھانتے ہوئے بامشکل وہ یہ کہہ پائی تھی

"جان من نو پانی -- تم حد سے میٹھی ہو تھوڑا تو تیکھا کرنا ہی تمہا نا تمہیں سو ابھوئے یور میل
(enjoy your meal) یہ کہتے وہ پھر بیٹھ گیا اور پانی اسکی پہنچ سے دور کر دیا جبکہ وہ
بامشکل تین سے چار نوالے لے پائی تھی جب اس کی حالت سے بھرپور لطف اندوز ہونے کے
بعد اسنے نیا حکم صادر کیا

"میری کوفی لے کے آؤ کمرے میں" یہ کہہ کے وہ چل دیا تھا جبکہ وہ سسکیاں لیتی پانی کے
تین گلاس پی گئی مگر مرچیں کم نہیں ہو رہی تھی --- زندگی مشکل تھی مگر اب تنگ ہو چکی
تھی

اسے اس گھر میں رہتے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا -- اس ایک ہفتہ میں اسکی زندگی بد سے بدتر
ہو گئی تھی سنان ہر بات پہ اسے ٹوچ کر کرتا تھا اور وہ خاموش رہتی تھی --

اسنے اپنے گھر جانے کی ضد کی تھی جسپر سنان نے اسے اندھیرے والے کمرے میں سارے
دن کے لے بند کر دیا تھا -- اور اسے نا کھانے کو دے رہا تھا نا پانی پینے کے لئے اس دن کے
بعد اسنے ضد کرنا چھوڑ دی تھی

وہ خاموش ہو گئی تھی -- اسے یہ سات دن سات صدیوں کی طرح لگ رہے تھے -- جن میں اس سے اسکے جینے کی آس تک چھین لی ہو -- ان تمام دنوں میں ہوئے ظلم نے اسے بے حس بنا دیا تھا

اب سبنان کے درد دینے پر وہ روتی یا چیختی نہیں تھی بلکہ اب تو اسنے محسوس کرنا ہی چھوڑ دیا تھا --- ایک چیز اسکی زندگی میں آگئی تھی وہ تھی نماز اور تہجد کی پابندی --

ہر رات جب سنان اس سے اپنا انتقام لے لیتا تو وہ اپنے بکھرے وجود اور مردہ احساسات کو لئے رب کی بارگاہ میں چلی جاتی اور خوب روتی جبکہ سنان سکون سے سو رہا ہوتا --

وہ اکثر اسے پرسکون سویا ہوا دیکھ کے سوچتی تھی کہ کوئی کیسے کسی پر اتنے ظلم ڈھا کے ، کسی کی عزت نفس کو مجروح کر کے کسی کی زندگی تباہ کر کے سکون سے سو سکتا ہے ؟

برائی کی طرف اٹھایا گیا پہلا قدم مشکل ہوتا ہے مگر جب آپ اٹھا لیتے ہو پھر راستہ آسان ہو جاتا ہے اور آخرت مشکل !

ابھی بھی وہ مصلے پر بیٹھی اپنے رب سے ہم کلام ہو رہی تھی

"پیارے اللہ جان میری زندگی میں یہ جو آزمائش آئی ہے مجھے اس میں سرخرو کر دے -- اللہ جان میں جانتی ہوں آپ مجھے ستر ماؤں سے بھی بڑھ کر پیار کرتے ہیں آپ کبھی کچھ برا کر ہی نہیں سکتے میرے لئے -- اللہ جان میری امی کو ٹھیک رکھیے گا -- انہیں سلامت رکھیے گا -- اور زر کو --" آخری الفاظ ادا ہی نہیں ہو پارہے تھے کیونکہ انسوؤں کا ایک گولا اسکے بولنے کی کاوش کو ناکام بنا رہا تھا --

وہ شخص اسے بھلا کیسے بھول سکتی تھی ہر سانس اسکی سانس کی سلامتی کی دعا کرتی تھی مگر جب وہ بھی نہ بچا سکا اور سنان کے نے جو سلوک روا رکھا تھا اسنے اسکے سارے احساسات ختم کر دیے تھے

"اللہ جی اسے آنا چاہیئے تھا -- اسے -- بھی میری -- پروا نہیں -- ہاں -- ہاں اسے ککیسے ہوگی وہ بھی -- مجھے قصور وار -- سمجھتا ہوگا -- جب اپنوں -- نے ہی اعتبار نہیں کیا -- وہ -- وہ تو پھر غیر ہے --" وہ ہچکیوں میں روتی خود سے سوال کرتی خود ہی سے جواب دے رہی تھی

سنان کے کسی دوست نے آنا تھا تبھی وہ ایئرپورٹ گیا ہوا تھا۔۔ تاشی کھانا بنا کر ابھی روم میں آئی تھی اور آ کے نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔ اب وہ جائے نماز تہہ کر کے رکھ رہی تھی۔۔ سو تو وہ تب تک نہیں سکتی تھی جب تک سنان نہ آئے۔۔ لہذا اسکا انتظار کرنے کے لئے کاؤچ پہ آ کے بیٹھ گئی تھی اور آنکھیں موند گئی تھی۔۔

"بند آنکھوں میں اس کی شج لہرائی تھی۔۔ وہ اتنا پیارا شخص جسکا دل، نیت پاک تھی۔۔۔۔ آج کہاں ہوگا وہ کیا اسے نہیں معلوم ہوا ہوگا کہ مجھ پہ کیا ستم ہوا۔۔ کہیں اسنے بھی تو سبکی طرح یقین تو نہیں کر لیا؟

یہ سوچ آتے ہی وہ رو پڑی تھی اتنا روئی تھی کہ سارے کمرے میں اسکی آواز آرہی تھی۔۔۔



"ویلکم ڈئیر!" سنان اس وقت ایئرپورٹ پر تھا اور اسکے ساتھ لیزہ بھی تھی وہ دونوں رامز کو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے

۔۔ اسنے سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔ جبکہ اسکے دوست نے بلیو پینٹ اور ریڈ شرٹ پہنی ہوئی تھی 5.8 انچ قد۔۔ گورا رنگ۔۔ آنکھوں پر سن گلاسز لگائے۔۔ سنان کے

سامنے کھڑا رامز کسی کو بھی اڑیکٹ کر سکتا تھا۔۔ مگر اسکی سیاہ گھور آنکھیں اور انکی حوس وہ سب کو اندر تک ہلا دیتی تھی

سنان اسکے گلے ملتے ہوئے کہہ رہا تھا
"اور سناؤ کیسا رہا وہاں کا موسم" لیزہ کی بات سن کے رامز کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیل گئی تھی۔۔

"یار کیا بتاؤ وہاں کے موسم کا۔۔ اتنا پیارا اور دلنشین موسم تو شاید پہلے نہ دیکھا ہو جتنا وہاں کا دیکھا تھا۔۔" اسکی بات پر تینوں کا قمقہ گونجا۔۔ وہ لوگ گاڑی کی طرف آرہے تھے جو کہ پارک ایریا میں تھی،۔ رامز لیزہ اور سنان کے درمیان میں تھا

"ویسے یہاں کا موسم بھی ایک ہے خوبصورت اور صرف تمہارے لئے ہی ہے!" لیزہ کی معنی خیز بات پر وہ رک گیا اور آنکھیں سکیر کے اسے دیکھا اور پھر بولا۔

"کون ہے؟ اور کہاں ہے؟"

"وہ تو بہت خوبصورت ہے دلنشین , خوابناک , اور اپنے سحر میں قید کر دینے والا " جواب سنان کی طرف سے آیا تھا ۔۔ جبکہ رامز کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر اس تک پہنچ جائے

"تو بھائی کب دے گا؟" اسکے لہجے میں بے تابی تھی

"جلد ابھی تو تو گھر جا اور فریش ہو پھر ملے گا تب تک میں بھی کچھ انتظامات کر لوں ۔۔ تیری ملاقات کے " سنان نے کمینگی سے آنکھ دبا کے کہا جسپر وہ دونوں ہنس دیئے ۔۔۔ سنان کار کو انلوک کر رہا تھا جب رامز نے پوچھا

"یہاں کام کیسا چل رہا ہے"

"کام اچھا جا رہا ہے تین چار اور زمینیں مل رہی ہیں اور ڈیلنگ کے لئے ایک ڈیلگیشن آیا ہے باہر سے پاشا سے دیکھنے کے لے گیا ہے " سنان نے گاڑی میں سیٹ بلیٹ باندھتے ہوئے کہا سنان اور رامز آگے جبکہ لیزہ پیچھے بیٹھی ہوئی تھی ۔۔

"یار اب تم آگئے ہو تو کیوں نہ ایک پاڑی ہو جائے" لیزہ نے پرجوش ہو کے کہا

"ہاں ہاں" رامز نے بھی خامی بھر لی

"ہمم تو ٹھیک ہے پھر تمہارا تحفہ تمھے وہی ملے گا" سنان نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یار جلدی کر لینا۔ مجھے زیادہ انتظار نہیں ہوگا" رامز نے بے تابی سے کہا جسے سن کر سب ہنس دیے اور سنان نے باقاعدہ اسے گالیوں سے نوازا تھا



اسے اسلام آباد میں آئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔۔ اس وقت وہ ایک کلب میں تھا جہاں لڑکے لڑکیاں اپنی حدود بھلائے شیطان کے ارادوں کو کامیاب بنا رہے تھے۔

- حیدر نے ایک ناگوار نظر ان لوگوں پر ڈالی اور اپنی توجہ دروازے پر مرکوز کی جہاں سے اسکے شکار نے آنا تھا۔۔ حیدر سگریٹ پی رہا تھا جب اسے اپنے کندھے پر کسی نازک لمس کا احساس ہوا

جب اسنے پلٹ کر دیکھا تو ایک لڑکی اسکے پاس کھڑی تھی -- جسنے بلیک کلر کی گٹنوں تک آتی
مغربی طرز کا لباس پہن رکھا تھا بالوں کو بلونڈ ڈائی کروائے -- میک اپ سے چہرہ لتھڑے -- وہ
لگ بھگ 20 سال کی لگ رہی تھی

"او ہائی ہینی -- دس از مائرہ (o hi honey . this is mahira) اسکے گلے میں
بانہیں ڈالے وہ کہہ رہی تھی

"سے ان یور لمٹس مس" ایک جھٹکے میں اسے اپنے پاس سے ہٹاتے ہوئے وہ غرایا تھا
"وائس رونگ -- ہینی" وہ مدہوش طریقہ سے بولی اسکے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ حرام مشروب کو
اتار کر آئی تھی ---

"تم مجھ سے دور رہو" اسنے اسے کہا اور اس سے دور دوسری طرف جانے لگا جب وہ ایک بار
پھر اسکا بازو کھینچ کے بولی


"ہنی تم -- کیوں - جارہے ہو -- کیا میں تمہیں پسند نہیں آئی " وہ معصوم بن کے بولی اس سے پہلے کہ وہ اسے سخت سناتا اسکی نظر اینٹرس پر گئی جہاں وہ اور اسکا ٹارگٹ تھا وہ لوگ ڈانس بار کی اس سائیڈ پے گئے تھے جہاں ٹیبل لگی ہوئی تھی --

اگر اس طرف جایا جائے تو انکی باتیں سنی جا سکتی تھی اسنے ایک چست سے مائرہ کو کمر سے تھاما اور ڈانس فلور پر لے آیا -- اب وہ اسکی کمر کو تھامے آہستہ آہستی ہل رہا تھا جبکہ مائرہ خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی --

وہ رئیس ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی -- ماں باپ بزنس سنبھالتے تھے اور اسپر توجہ نہیں دیتے تھے اسی لئے اس نے وقت کو گزارنے کے لئے کلب کا رخ کیا تھا -- اور یہاں اسے حیدر دیکھا تھا جو اتنا پیارا تھا وہ بے اختیار ہو کر اسکی طرف آئی تھی اور اسکے پہلے رویے سے اسکا دل دکھا تھا مگر اب وہ خود کو خوش قسمت تصور کر رہی تھی

جبکہ سنان اسے تھامے آہستہ آہستہ موو کر رہا تھا اور انکی باتوں کو سن رہا تھا اسے جب اپنے رخسار پر مائرہ کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوا تو اسنے بے اختیار اسے گھورا -- وہ لوگ بھی اپنا

پلین ڈسکس کر چکے تھے ڈیل فاسٹل ہو گئی تھی --- حیدر نے انکی باتوں کے ختم ہوتے ہی ایک جھٹکے سے اسے روکا اور بنا اسکی طرف دیکھے باہر کی جانب چل دیا اب اسے آگے کا لائحہ عمل تیار کرنا تھا ---

جبکہ اسکے یوں جانے اور چھوڑنے پر مائرہ دھک سے رہ گئی ---


آج پھر اسکے کلینک پر مریضوں کی بھرمار تھی آج پھر ڈاکٹر صارم اپنے شکار پر مسرور تھا -- مگر جب وہ مریض دیکھ کر فارغ ہوا تو اسکے کمپوڈر نے آکر اسے جو اطلاع دی تھی وہ اسکے ہوش آرا گئی تھی

"کیا بکواس کر رہے ہو تم یہ سب کب ہوا اور تم نے مجھے اتنی دیر بعد آکر کیوں اطلاع دی اس وقت کہاں ہے وہ؟" اسے ایک سانس میں سوال کئے اور اپنے کمپوڈر پر خوب برسا

"سسر --- ووہ --- آپپ" وہ گھبرایا تھا

"جلدی اپنی بات مکمل کرو کیا وہ وہ اور سسر لگا رکھی ہے --" وہ ایک بار پھر دھاڑا

"سر آپ کو بتانے کی بہت کوشش کی مگر رش زیادہ تھا آپکو فرصت نہیں ملنی تھی تبھی میں خاموش --"

"تمہیں مجھے فوراً بتانا چاہیئے تھے باقی سب بیچ کرنا میرا کام تھا --- چلو اب لے کے چلو" وہ اسکی بات مکمل کرنے سے پہلے ہی غرایا تھا

اور اسے چلنے کا کہ کے خود باہر نکل گیا جبکہ وہ بیچارا التو جاللتو پڑھ کر اسکے پیچھے چلا آیا وہ لوگ گاڑی میں سوار ہو کر نجی ہسپتال کی طرف جا رہے تھے جہاں اسکے بہت خاص بندے سلیمان کا ایکسڈینڈ ہوا تھا اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ اسکے بچنے کے چانسز زیرو ہیں

وہ لوگ وہاں پہنچے تو ایک اور خبر نے انکا استقبال کیا تھا۔۔۔ سلیمان بہت زیادہ زخمی ہونے کی وجہ سے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مر چکا تھا اس خبر نے صارم کے اعصاب شل کر دیئے تھے۔۔

اسکے کاروبار کی مکمل نگرانی سلیمان ہی کرتا تھا جو پچھلے چار سال سے اسکے ساتھ تھا۔۔ اور ہر کام ایمانداری اور وفاداری سے کرتا تھا اب وہ نہیں رہا صارم کو اسکی جان کے جانے سے زیادہ دکھ اپنے کاروبار کے ہلنے کا تھا۔۔

اور اس چیز کا تھا کہ اب اسے ایک نیا شخص ڈھونڈنا پڑے گا۔۔۔ اور کم وقت میں وفادار آدمی تلاش کرنا بھی بہت مشکل کام ہے۔۔۔

سلیمان کے گھر والوں میں اسکی بیوی اور 10 سالہ بیٹا ہی تھے جو اپنے قیمتی نقصان پر نوہ کنا تھے۔۔ جبکہ صارم نے چند لاکھ انہیں دے کر اپنی طرف سے انکا بہت بھلا کیا تھا مگر اسے کون یہ بات بتائے کہ زندگی پیسوں سے نہیں اپنوں سے گزاری جاتی ہے

وہ انہیں دے کر گھر کی جانب چل دیا تھا نہ اسے سلیمان کی آخری رسومات سے غرض تھا نہ ہی اسکے دکھ سے --- اسے بس اپنے لاس سے غرض تھا --- جس کے لئے جیتی جاگتی جانیں معنی نہیں رکھتی اسے کسی کے مرنے سے فرق کیا پرے گا؟



اسلام آباد میں اس وقت موسم آبر آلود تھا --- آسمان پر کالی گھٹ چھائی ہوئی تھی حیدر کو آج رات اپنا کام مکمل کرنا تھا --- اس وقت وہ ریلیکس کرنے کے لئے پارک میں آگیا تھا

کبھی یہ دعا وہ میرا ہے فقط میرا
کبھی یہ ڈر کہ وہ مجھ سے جدا تو نہیں

سیمنٹ کے بنے بیچ پر بیٹھے آج بھی انکھوں میں اسی پری پیکر کا عکس سموئے وہ اسے یاد کر رہا تھا ایسا موسم اسکی فیری کی جان نکالنے کا باعث بنتا تھا -- اس قسم کے موسم میں وہ باہر نہیں نکلتی تھی اور اگر کمرے میں ہوتی تو اپنی مام کے ساتھ ہوتی تھی

کبھی یہ دعا کہ اسے مل جائے سارے جہان کی خوشیاں

کبھی یہ خوف کہ وہ خوش میرے بنا تو نہیں

اسکے ذہین کے پردوں پر ایک منظر لہرا جب وہ معمول کے مطابق ڈیوٹی کر کے گھر جا رہا تھا جب
بادل گرے گاڑی میں گانا چل رہا تھا

ساگر کی بانہوں میں موجے ہیں جتنی
ہم کو بھی تم سے محبت ہے اتنی
کہ یہ بے قراری کہ یہ بے قراری
نہ اب ہوگی کم
بہت پیار کرتے ہیں
تم کو صنم

گانے کے بولوں نے ایک دھیمہ اور پرکشش تبسم اسکے چہرے پر بکھیر دیا تھا -- وہ خوشدلی سے
مسکرایا تھا اور گھر جانے کی بجائے گاڑی اسکے گھر کے راستے پر ڈال دی تھی --

گاڑی میں گانا ہنوز چل رہا تھا

ہماری غزل ہے تصور تمہارا

تمہارے بنا اب نہ

جینا گوارا

تمہیں یونہی

چاہے گے

تمہیں یونہی چاہے گے

جب تک ہے دم

بہت پیار کرتے ہیں

تم کو صغم

وہ گانے کو انجوائے کرتا وہاں تک پہنچا اسکے گھر جا کر حیدر کو چوروں کی طرح پائپ سے چڑھنا پرا
-- گھر میں آج معمول سے بڑھ کر خاموشی تھی

--- جب اسنے فیرمی کے کمرے کے باہر بنے ہوئے ٹیرس پر قدم رکھے -- دروازہ کھلا ہونے
کی وجہ سے اسے دبی دبی سسکیوں کی آواز آئی وہ متفکر ہو گیا کہ یہ کیوں رو رہی ہے --

اسنے جلدی سے اپنے قدم آگے بڑھائے اور اسے دیکھا جو اپنے کالے بالوں کو کھلے بیڈ کی ایک طرف گٹنوں میں سر دیئے سسک رہی تھی

وہ جلدی سے اسکے پاس گیا۔۔ اور بیڈ سے ایک قدم دور کھڑا ہو کر اس سے دریافت کیا

"فیری۔۔ گریا کیا ہوا ہے آپ رو کیوں رہی ہیں؟" اسکی آواز سن کر فیری کا ہچکیہ کھاتا جسم ساکت ہو گیا تھا اسنے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ اور پھر یکلخت ہی اٹھ کر اسکے سینے سے لگ گئی

"یہ۔۔ یہ۔۔ ببار شش۔۔ ببادل۔۔ مجھے۔۔ کچھ۔۔ اچھا۔۔ نہیں۔۔ لگتا۔۔ ڈر۔۔ بہت۔۔ ڈر۔۔ میری ججان۔۔ نکل۔۔ ججاتی ہے" بے ربط جملے بولتی وہ اسکے سینے سے لگی اسکا چین لوٹ گئی تھی اسنے اپنے ہاتھ اسے اپنے حصار میں لینے کے لئے بڑھائے تھے

کبھی یہ تمنا کہ بس جاؤں اسکی نگاہوں میں
کبھی یہ ڈر کہ اسکی نگاہوں کو کسی نے دیکھا تو نہیں

اسنے اپنے بڑھئے ہاتھ اسکے گرد حصار باندھنے کی بجائے ایک ہاتھ اسکے بالوں میں رکھ کر انہیں
سہلانے لگ گیا وہ ہنوز اسکے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھی اسکا ایک ایک آنسو حیدر کے دل پر گر رہا
تھا

جب تھوڑی دیر کے بعد اسے تحفظ کا احساس ہوا تو وہ خاموش ہوئی -- جب اسنے یہ دیکھا کہ وہ
اپنے دُر میں اسکے سینے سے لگ گئی ہے تو وہ فوراً دور ہوئی اور کچھ خفت کچھ اسکی قربت کچھ
رونے کی وجہ سے اسکا شہابی مکھڑا اسوقت سرخ ہو گیا تھا --

سیاہ رنگ کی کیپری اور شورٹ شرٹ ڈالے دپٹہ کو ایک طرف ڈھلکائے وہ اپنے سرخ چہرے
کے ساتھ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی --- حیدر نے آگے بڑھ کر اسکے ایک طرف ڈھلکے دپٹہ
کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا اور سلیقہ سے اسے اسکے سر پر اوڑھایا --

فیری دُر میں نہیں تھی کیونکہ عورت اپنی طرف اٹھنے والی نگاہ جان جاتی ہے کہ کس میں حوس
ہے کس میں محبت اور کس میں احترام -- اور حیدر کی نگاہوں میں احترام اور محبت نہیں بلکہ
عشق تھا -- اسے حیدر سے دُر نہیں لگتا تھا بلکہ اسے اسکی مودگی تحفظ دیتی تھی اعتماد بخشی تھی

--

کبھی یہ آرزو کہ وہ جو مانگے مل جائے اسے محسن
کبھی یہ وسوسہ کہ اسنے میرے سوا کچھ مانگا تو نہیں

"فیری -- اپنے ڈر پر قابو پانا سیکھے --- جو لوگ اپنے ڈر پر قابو پاتے ہیں وہی سکندر ہوتے ہیں
-- اور بھلا بارش سے کیسہ ڈر؟ --- جب بادل گرجتا ہے تو دل کانپ ضرور جاتا ہے مگر مسرت
سے -- ہمیں اس بات پر مسرور ہونا چاہیئے کہ اللہ جسنے یہ سب تخلیق کیا ہے وہ کتنا عظیم اور
قدرت رکھنے والا ہے --- ہر شہ کو بہتر طریقہ سے کرنے والا ہے -- بادل کا گرجنا اور برسنا
ہمیں یہ بتاتا ہے کہ وہ ذات بہت قوی ہے -- ہمیں تو اس بات پر خوش ہونا چاہیئے کہ ہم
اسکے ماننے والے ہیں --- اب آپ ڈرے گی نہیں بلکہ اسکے قادر ہونے کی گواہی دے گی
ٹھیک ہے " وہ اسے اس طرح سے سمجھا رہا تھا جیسے کوئی کسی بچے کو سمجھتا ہے اور وہ بھی
تعبداری سے سر ہلا رہی تھی

"ویسے میری فیری اکیلی کیوں ہیں؟" ان دونوں میں دو قدم کا فاصلہ تھا

"اما اور باقی سب شادی میں گئے ہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی مجھے گھر پر رہنا پڑا"
اسکی بات سن کر حیدر نے بے چینی سے پوچھا

"کیا ہوا ہے آپکو؟"

"کچھ نہیں بس صبح تھوڑا بی پی لو ہو گیا تھا"

"اور اب؟"

"اب بہتر ہے"

"کیا کرتی ہیں یار آپ بھی --- اپنا خیال رکھا کرے کیونکہ آپ اہم ہیں بہت اہم ہیں۔۔۔
مڑے لئے آپ میری زیست ہیں۔۔۔ میری کل اثاث ہیں۔۔۔ مجھ میں آپ سانسوں کی طرح
ہیں۔۔۔ اور مجھے اپنی سانسیں بہت عزیز ہیں" اسکا ہاتھ اپنی رخسار پھیرتا عقیدت سے اسکی
ہتھیلی پر بوسہ دے کے اپنی آنکھوں سے لگاتا وہ ساحر کوئی سحر چھونک رہا تھا اور وہ اس سحر کھو
کے بارش بادل سب بھول رہی تھی --- یاد تھا تو اسکا لمس اور اسکے الفاظ

"اپنا خیال رکھیں گا" اسکے سر پر ایک بار پھر دوپٹہ درست کرتا وہ جہاں سے آیا تھا وہی چلا گیا
تھا مگر فیری اب تک اسکے الفاظ سے باہر نہ نکل پائی تھی

بارش کی پڑتی بوند نے اسے حال میں لوٹایا تھا --- دل چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کے رو دے -- مگر
خود پر ضبط کئے وہ چلا آیا تھا گھر کی طرف اپنے لائے عمل کو تیار کرتا ہوا --



رامز کو چھوڑ وہ سیدھا لیزہ کی طرف چلا گیا تھارات وہاں گزار کر وہ ابھی گھر آیا تھا اپنے کمرے
میں آتے ہی تاشی کو دیکھا جو اسکے انتظار کرتے کرتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہی سو گئی
تھی

اسے دیکھ کے کمینی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیل گئی تھی فریش تو لیزہ کے گھر سے ہو
کر آیا تھا اور ناشتہ بھی کر آیا تھا اپنے کمرے کو لاک کرتا پردے باہر کر کے وہ تاشی کی طرف آیا
-- پردے برابر کرنے سے ایک بار پھر کمرے میں اندھیرا ہو گیا تھا --

وہ چلتا ہوا اسے پاس آیا اور سگریٹ سلگا کر اسکے ساتھ بیٹھ گیا اور سگریٹ کا دھواں اسکے
چہرے پر پھونگا

تاشی جو رات دیر تک اسکا انتظار کرنے کے بعد -- سوئی تھی اپنے نکتوں میں ناگوار بو محسوس
کرتے مندی مندی آنکھیں کھول کے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی --- مندی آنکھیں اپنے ساتھ
بیٹھے سنان کو دیکھ کر پھر پوری کھل گئی تھی

"او جان من اٹھ گئی تم" اسکے چہرے پر بکھیری ہوئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑتے ہوئے وہ
گویا ہوا

"آپ -- آپ کب آئے" وہ ڈرتے ڈرتے ہوئے بولی

"بس ابھی جب تم محو خواب تھی" ایک ہاتھ سے سگریٹ کو ایش ٹرے میں رکھتا ہوا وہ اسکے
گال چوم کے بولا جبکہ تاشی نے ضبط سے آنکھیں بند کی تھی

"نناشتہ لللاؤؤں؟" اسنے فرار چاہا جبکہ سنان نے اسکے کندھے پر دباؤ ڈالتے ہوئے اسے لیٹایا۔۔۔ جبکہ تاشی کو اب معلوم ہو گیا تھا کہ فرارنا ممکن ہے

"نہیں سوئیٹ ہارٹ مجھے جو چاہیے میں لے لوں گا" اسنے اسکا ناک چومتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر دوبارہ سگریٹ سلگا کر اسکے پاس آیا

"آپ اسے دور کرے مجھے اسکی سمیل پسند نہیں" اسنے ہوا میں تحلیل ہوتے دھوئے کو ہاتھ سے دور کیا

"شیور جان من" اسکی اسقدر تعبداری پر تاشی حد درجہ حیران ہو گئی تھی اسکی آنکھیں اور بڑی ہو گئی تھی مگر اسکی اگلی حرکت تاشی کی سانسیں تھمنے لگی تھی۔۔

سنان نے اسکے کندھے قمیض کو سرکایا اور وہاں جلتا ہوا سگریٹ رکھ دیا۔۔۔ تاشی کی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ جبکہ وہ بے رحموں کی طرح ایک کندھے کو داغنے کے بعد دوسرے کی طرف آ رہا تھا

"میں چاہتا ہوں کہ جس طرح تم نے میرے چہرے پر نشان چھوڑا تھا۔۔ میں بھی تمہارے وجود پر اپنی مہر لگا دوں تاکہ تم مرتے دم تک سنان داد کو نہ بھولو" یہ کہتے اسنے دوسرے کندھے پر سے قمیض سرکائی اور وہاں پہلے اپنے ہونٹ رکھے اور پھر جلتا ہوا سگریٹ

تاشی اسے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی چیخ رہی تھی مگر نہ وہ ہٹ رہا تھا نا باز آ رہا تھا سگریٹ لگانے۔۔ جب وہ اپنا کام کر چکا تو جھک کر اسکے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے صاف کرنے لگا اور پھر بولا

"جانے جانا میں چاہتا ہوں کہ کچھ پل یادگار ہو جائے جو تمہیں پوری زندگی نہ بھولے" کہنے کے ساتھ وہ اسپر جھک گیا تھا اور وحشیانہ انداز میں اسکے وقاکی دھجیاں اڑا رہا تھا۔۔ جبکہ وہ اب آواز سے رو رہی تھی اسکے ہٹانا چاہتی تھی مگر وہ اسکا مقابلہ کیسے کر سکتی تھی؟

کھانا ساری رات کا سنے کھایا نہیں ہوا تھا اسپر سنان کا یہ سلوک وہ زیادہ دیر برداشت نہ کر سکی۔۔ اور ہوش حواس سے بے گانا ہو گئی تھی جبکہ سنان اٹھ کر فریش ہونے چل دیا تھا اسنے ایک نگاہ غلط بھی تاشی پر ڈالنا گوارا نہ کی تھی



ایک ہیوی ٹرک اور اسکے پیچھے احتیاط کے طور پر گاڑز کی گاڑی تھی اسوقت کراچی کی بندرگاہ کی جانب جا رہے تھے جہاں سے انہوں نے مال کو باذریعہ شپ بھیجنا تھا۔۔۔ ٹرک ڈرائیور ہر بات سے بے نیاز بس ٹرک چلا رہے تھے۔۔۔ ٹرک میں موجود پلیئر میں اس وقت عطا اللہ عیسوی کا گانا زور و شور سے سنا جا رہا تھا

حقیقت ہے کہ مر کر بھی
انہیں ہم یاد رکھے گے
یہ کلشن انکی یادوں کا صدا آباد رکھے گے
میرے ساتھ انکا وعدہ ہے
میری کوئی قبر نہ کھودے
میرے اس آخری گھر کی
وہ خود بنیاد رکھے گے

دفعاتن ٹرک کو جھٹکا لگا جس کے ساتھ پیچھے والی گاڑی بھی رک گئی تھی۔۔ اور ایک چست
میں ڈرائیور کو ٹرک روکنا پڑا کیونکہ آگے تین ہیوی بانیکس اور ایک چیب تھی جس میں سے چند
مسلح افراد اتر کر آئے تھے

ان دونوں نے حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا
"یار اس وقت یہ لوگ کون ہے --؟ عموماً ہمارے راستے میں کوئی آتا نہیں ہے مگر یہ ہے
کون؟" ایک نے دوسرے سے کہا

"چل چل کر دیکھتے ہیں" اس سے پہلے کے وہ نیچے اترتے -- مسلح نقاب پوش افراد انکی طرف
بڑھے تھے -- پیچھے موجود گاڑی میں گاڑز بھی اپنی گن سمیت باہر نکل آئے تھے ---

گاڑز جن کی تعداد 8 تھی ان میں سے ایک نے آگے جا کر مسلح افراد سے جا کر پوچھا

"کون ہو آپ لوگ اور اس طرح سے کیوں آگے آئے ہو --- گاڑی ہٹاؤ اپنی!" اسنے کراخت
لجے میں کہا

جب ایک مسلح افراد نے دوسرے کی طرف دیکھا -- گویا اجازت لینے چاہی ہو -- وہ شخص ان
سب میں سے نمایاں تھا --- اسکا اشارہ ملتے ہی بغیر کوئی وقت ضائع کیے انہوں نے فائرنگ کرنا
شروع کر دی تھی ..

گاڑز بھی جاوای کاروائی کر رہے تھے۔۔ مگر مسلح افراد کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے گاڑز زیادہ دیر تک ٹک نہ سکے اور زخمی ہو گئے تھے ان لوگوں نے ٹرک ڈرائیور کو بھی زخمی کر دیا تھا

سارا مال وہ لوگ اپنی گاڑی میں ٹرانسفر کر چکے تھے۔۔ سب کے لب نے ایک بار ایک آواز ہو کر کہا تھا

اللہ اکبر!

یہ قوم کے محافظ ہمارے قیمتی سرمائے ہیں اللہ پاک ان سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے!
🔥🔥🔥🔥

آج اسکی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔۔ ڈیل فاسٹل ہو چکی تھی اور آج تاشی کو بھی وہ سرپرائز دینے والا تھا۔۔ لیزہ اور رامز کو بھی پارٹی دینی تھی تبھی وہ آج گھر رہ کر سارے انتظامات کر رہا تھا

اسوقت وہ کمرے میں بیٹھا سارے انتظامات کو ایک بار پھر چیک کر رہا تھا۔۔ لیزہ کا فلیٹ اسنے اپنی پارٹی کے لئے سجوایا تھا وہ تیار ہونے کے لئے پارلر گئی ہوئی تھی۔۔ سنان کی جو ڈیل فائل ہوئی تھی اس کی وجہ سے اسے کڑوروں کا منافع ہوا تھا

"فائیلی سب ہو گیا اب بس تاشی کا کام کرنا ہے" خود ہی خود بربراتا وہ کمرے سے باہر نکلا تھا اور تاشی کو ڈھونڈنے کی غرض سے اسکارخ اب کچن کی طرف تھا

کچن میں جب پہنچا تو تاشی وہی کھڑی تھی۔۔ سبز رنگ کے لباس پہنے وہ بہت کیوٹ مگر چہرے سے تھکی تھکی لگ رہی تھی۔۔ شہابی چہرے پر ذریا گھلی ہوئی تھی وہ پہلے سے کمزور لگ رہی تھی

اسکی یہ حالت دیکھ کے سنان کے دل کی دڑھکن تیز ہوئی تھی وہ کچھ بھی کہے بغیر اسکے پیچھے جا کے کھڑا ہو گیا جو نجانے کیا سوچ رہی تھی اور ساتھ چائے کو بنا رہی تھی سنان نے اسے اپنے حصار میں لیا

اسکے کندھے پر تھوڑی رکھ کر اسنے تاشی کا گال چوما تھا۔۔ جبکہ تاشی جو اپنی زندگی کے متعلق سوچ رہی تھی آج صبح سے بے نام کی اداسی اور بے چینی تی۔۔ نجانے آنکھیں کیوں بھیک رہی تھی۔۔ یک دم ڈر کر پیچھے ہوئی تھی جب سنان نے اس سے کہا

"سوئیٹی! ڈرو نہیں میں ہوں" اسکی آواز سن کر وہ ساکت ہوگئی تھی اسکی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل کئی تھی سنان کو وہ اور کیوٹ لگی تھی اسنے تاشی کو رخ اپنی طرف موڑ کر اسکی آنکھیں چومی تھی

"آپ۔۔ کو۔۔ ککوئی۔۔ کام تھا" اسنے جھجکتے ہوئے لرزتے لہجہ میں کہا۔۔

"ہاں بالکل مجھے بہت سے کام ہیں پہلے تم کمرے میں چلو" اسکی چھوٹی سی ناک چومتا اسکی بات سنے بغیر وہ اسے کمرے میں لے گیا تھا۔۔

"تو ہنی! اب میں تمہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں" اسے کمرے میں لا کر اپنے پاس صوفہ پر بیٹھایا اور خود اسے اپنے حصار میں لئے بیٹھ گیا

"ججی -- کلکے " اسنے لرزتے ہوئے کہا -- سنان کا قرب اسے وحشت میں مبتلع کر رہا تھا جبکہ سنان کی اسکی حالت سے بے بہرہ اب اسی گردن پر جھکا تھا -- اور تاشی ضبط سے آنکھیں میچ گئی تھی --

"یہ مت سمجھنا کہ مجھے تم سے محبت ہے --- مجھے ہمیشہ سے تم سے نفرت تھی اور نفرت ہی رہی گی - وہ الگ بات ہے کہ میرا انتقام لینے اور درد دینے کا طریقہ مختلف ہے -- " وہ اسکا گال سہلاتے ہوئے بولا تھا

"مگر -- میں آپ سے معافی ہزار بار مانگ چکی ہوں " اسنے دہائی دی تھی --- اتنا خود کو زلیل کروانے کے بعد بھی وہ معافی کی طلبگار تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ایک بتھر سے مسلسل سر پھوڑ کر وہ خود کو اور لہو لہان کر رہی ہے

"ہمم -- مانگی تھی -- مگر معاف کرنا تو میں سرے سے ہی جانتا نہیں ڈیر -- تم نے میری تزیل کی میں اس وقت خاموش رہا --- کیونکہ میں اپنا ہر کام ڈنگے کی چوٹ پر کرتا ہوں اور ایسے کرتا ہوں کے سامنے والا میرے وار سے بے حال ہو کر مر جائے " اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو اب جھیل بن چکی تھی --

"مگر۔۔ اب آپ نے اپنا انتقام پورا کر لیا آپ مجھے درد دیتے رہے میں خاموش رہی۔۔۔
جتنی تکلیف۔۔ جتنی زلالت آپ نے مجھے دی ہے میں نے تو اتنی نہیں دی تھی اب آپ بس
کردے۔۔" وہ سراپا التجا تھی مگر افسوس ایک کھڑور انسان کے آگے

"ہمم انتقا تو آدھا پورا ہو گیا آدھا آج کے بعد ہو جائے گا۔۔ تم پناہ مانگو گی اپنی زندگی سے۔۔۔
مگر کبھی بھی سنان داود کو نہیں بھول سکو گی" وہ خطرناک لہجہ میں بول رہا تھا۔۔

"کلیا۔۔ مطلب" وہ لرز گئی تھی سنان داود تاشی کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا ماسوائے
بھلائی کے

"پتالگ جائے گا تمہیں۔۔ مگر اب ایک اور بات ہے جو مجھے کہنی ہے۔۔ تم جانتی ہو مجھے تم
سے کیوں محبت نہیں ہے؟"

"نہیننن" اسنے روتے ہوئے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا جب کہ اس ادا پر سنان نے
جھک کے اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنے

"کیونکہ -- میں اپنی بیوی لیزہ سنان داود سے بہت پیار کرتا ہوں وہ مگر زندگی ہے دکھ سکھ کی ساتھی ہے --- مجھے جتنی محبت اس سے اتنی کسی سے نہیں "

"تو مجھے کیوں رکھا " وہ پیار نہ سہی اس سے کرتی ہو مگر ہے تو ایک عورت جو اپنے شوہر کو بانٹ نہیں سکتی کسی سے بھی --

"تو کون رکھ رہا ہے تمہیں؟" وہ کمینگی سے مسکراتے ہوا اسکے لبوں پر جھکا تھا -- جب تھوڑی دیر بعد اس سے جدا ہوا تو وہ وہ آنسو بہاتی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی --

"کلکيا-- ممطلب " اسے اپنے ارد گرد گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی --

"ہمم مطلب یہ کہ -- میں سنان داود اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں" یہ کہتے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اسکے پاس سے اٹھا تھا۔۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ وہ پیچھے سناٹوں کی زد میں آگئی تھی۔۔۔ زندگی نے ایک بار پھر پلٹا کھایا تھا مگر اسے ایک بار پھر برباد کر کے

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی ہنسے یا روئے۔۔ وہ بس ساکت تھی۔۔ سمندر کے ٹھہرے پانی کی طرح ساکت مگر اندر ایک طوفان پرپا تھا جو اسے بدل گیا تھا۔۔ وہ روشن آنکھوں والی۔۔ مثبت سوچ رکھنے والی لڑکی کیا سے کیا ہو گئی تھی۔۔ اندر خود سے خود پر نوحہ کنا تھی۔۔

حالات سے بے بہرہ۔۔۔ کہ ایک آزمائش اور بھی باقی ہے !



آج جب وہ مشن سے واپس آیا تھا تو تب سے بے چین تھا۔۔ اب بس پاشا کو پکڑنا رہ گیا تھا کیونکہ سب لوگوں کو تو وہ زخمی کر چکے تھے اور انوکوائری کے لئے لے جا چکے تھے۔۔

وہ جانتا تھا کہ پاشا کو اس کے بارے میں صبح معلوم ہوگا۔۔۔ سو اب بس وہ رہ گیا تھا پھر اسکے بعد اسے دوبارہ لاہور جانا تھا۔۔ لاہور اسکی جانان کا شہر وہ اب بھی وہاں تھی وہ جانتا تھا۔۔

وہ حیدر تھا اپنی محبت سے دور کیسے رہ سکتا تھا۔ صبح کو زانے کے اگے سٹون مین بنا ہوا شخص
اندر سے کتنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا وہی جانتا تھا یا اسکا خدا

کوئی انجمن ہے نگاہ میں نہ تو ہمسر کی تلاش ہے
وہ جو لے چلے تیرے در تلک اسی راہگزر کیتلاش ہے

اسلام آباد میں اسوقت موسم خوشگوار تھا مگر انکے لئے جو عشق کے مارے نہ ہو۔۔۔ حیدر نے اپنی
انکھیں آسمان پر آب و تاب سے چمکتے چاند پر ٹکائی اور پھر دل میں مخاطب ہوا

"اللہ جان آپ تو جاتے ہیں نہ کہ میرا عشق پاک تھا۔۔۔ حوس، مفاد، اور انا سے پاک۔۔۔ بے
لوٹ عشق۔۔ جو میں نے صرف فیری سے کیا۔۔ اور جب مانگا اسے تو وہ بھی بے لوٹ ہو کہ
۔۔۔" انکھوں میں نمکین پانی بھر گیا تھا۔۔۔ گلے میں انسو کا گولا سا اٹک گیا تھا۔۔۔
اسنے بے اختیار گہرے گہرے سانس لئے تاکہ پر سکون ہو سکے

کبھی عشق میں ڈوب کر سوئے انجمن کبھی پیار سے
نہ سہی تو بہر جفا سہی تیری اک نگاہ کی تلاش ہے

"پتا نہیں کیسی ہوگی وہ --- جس کے ساتھ اسکو بیاہ دیا گیا ہے وہ کوئی اچھا انسان نہیں ہے
--- نا جانے کیا حال ہوگا اسکا --- کیوں آج ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ اداس ہے جیسے اک
طوفان ہے جو اسکی زندگی سے گزر رہا ہے --- "آنسو پے در پے گالو کو بھگور ہے تمھے حلق میں
تکلیف ہو رہی تھی جو یقیناً انسو کو روکنے کے چکر میں تھی

میرے عشق کی ہے وہ داستان میرے پیرہن کا جو چاک ہے
میں مریض عشق ہوں دوستوں مجھے چارہگر کی تلاش ہے

"اللہ اس کی حفاظت کرنا ہر حال میں -- وہ میری سانس کا جواز ہے --- میرے مالک
میری سانسیں اسکے وجود سے ہیں اسے سلامت رکھنا --- چاہے مجھ سے میرا سب لے لے مگر
اسے خوشیاں دے میرے پروردگار اسے خوشیاں دے --- "وہ مرد زار و قتار روتا اسکی خوشیاں
اور سکون مانگ رہا تھا جو فقط حیدر سے ہی منسلک تھی

اللہ رحیم ہے -- آپ دعا کرے وہ عطا کرے گا -- جب دعا کی قبولیت میں تاخیر ہوتی ہیں تو مایوسی کی بجائے اسکی مسلیحت کو سمجھے وہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے بندے کو کب اور کس چیز سے نوازا ہے



"ہاں ہیلو! تم لوگ کدھر ہو؟" کمرے سے باہر نکل کر سنان سپاٹ لہجہ میں رامز سے پوچھتا ہے -- جسے لیزہ کو پارلر سے لے کر ہی فلیٹ پر جانا ہوتا ہے

"یار ہم بس راستہ میں ہے پہنچنے والے ہیں" وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہہ رہا تھا

"ہممم گڈ تجھے تیرا سرپائز بھی وہاں مل جائے گا! اب جلدی پہنچ میں بھی آ رہا ہوں" یہ کہہ کہ اسنے فون بند کر دیا تھا -- اور خود مضبوط قدم اٹھاتا وہ کمرے کی جانب چلا گیا تھا جہاں تاشی اب بھی نوحہ کنا تھی --

تاشی کو جب سے وہ کمرے میں چھوڑ کر گیا تھا --- وہ تب سے خاموش تھی -- نہ آنسو بہا رہی تھی بس بے حس و حرکت تھی -- نہ آنکھ میں آنسو تھا نہ دل میں کوئی جذبہ -- کچھ دنوں میں زندگی کیا سے کیا ہو گئی تھی اسکی ---

پہلے اتنی تزلیل -- پھر ماں کا ساتھ چھوٹ جانا --- سنان کا اذیت ناک رویہ -- اسکے زہریلے الفاظ اور اب طلاق جسکی نہ اسے خوشی ہوئی تھی نہ افسوس -- وہ ساکت تھی

سنان جب اندر آیا تو اسے بے حس و حرکت بیٹھے دیکھ اسکے چہرے پہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ آئی --- وہ زمین پر بیٹھی ہوئی تھی --- بیڈ کے آگے -- سنان اسکے پاس گیا کچھ فاصلہ پہ روک کر وہ اسکے پاس بیٹھ گیا تھا

"محترمہ تاشی صاحبہ معرکہ سے باہر نکل آئے ! اپنا حلیہ درست کریں اور اٹھ کے آئے میرے ساتھ" اسکا لہجہ تمسخرانہ تھا

اسکی آواز سن کہ نہ صرف وہ ہوش میں آئی مگر اشتعال میں بھی آگئی تھی اپنی زندگی میں ایک بے جان چیز کی حثیت دینے والا وہ شخص اب بڑے آرام سے اسے فرمان دے رہا تھا ---

"کیوں --- کیوں جاؤں میں --- آپ کا اب کوئی حق نہیں ہے مجھ پر --- آپکو کوئی حق نہیں کہ آپ یوں مجھ پر حکم چلائے --" وہ چیخ کر ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی تھی جسے سن کر سنان نے لب پہنچ لئے -- اسکا رنگ سرخ ہو گیا تھا

"میں کچھ حق نہ رکھنے کے باوجود بھی تم پر ہر قسم کا حق رکھتا ہوں۔۔ اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ تمہیں اپنی زندگی سے دور کردوں گا تو یہ غلط بات ہے۔۔ تمہیں تو میں ساری زندگی بھی خود سے دور نہ کروں" بات کے اختتام پر اسنے اپنے تاشی کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا جسے تاشی نے بے دردی سے جھٹک دیا

"دور۔۔۔ دور۔۔ رہے اب۔۔ خبردار جو مجھے اپنے ان ناپاک ہاتھوں سے چھونے کی کوشش بھی کی۔۔ اب میں اپکی شرعی بیوی نہیں ہوں۔۔۔ لہذا اپنے آپ کو مجھ سے دور رکھے" وہ درشتگی سے بولی

"بکواس بند رکھو اپنی۔۔ مجھے بھی کوئی خاص شوق نہیں ہے تمہیں چھونے کا۔۔۔۔ جو شوق تھا وہ میں پورا کر چکا ہوں۔۔ اب میرا وقت برباد نہ کرو اور جا کہ منہ دھو کر آؤ جو کپڑے رکھے ہیں انہیں پہنو" وہ اسے حکم دیتا ہوا بولا جبکہ اسکی بات سن کہ تاشی کا رنگ ابانت سے سرخ ہو گیا تھا۔۔ مگر وہ پھر بھی ہڈتھرمی سے کھڑی رہی تھی

"مجھے کہی نہیں جانا ہے۔۔" ابھی اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب وہ زبردستی اسکا بازو تھامتا اسے واشروم میں لے گیا تھا۔۔۔ اسکا منی زبردستی دھلوا کر اسنے اسے باہر نکال دیا تھا

"تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اپنے کپڑے پہنو اور باہر آؤ۔۔ زیادہ دیر مت لگانا مانیڈ
اٹ" اسے غصے سے حکم دیتا وہ باہر چلا گیا تھا۔۔ جبکہ تاشی نے چکڑا کر میزک سہارا لیا تھا

--
سر الگ بھاری ہوا ہوا تھا۔۔۔ پورا جسم درد سے دکھ رہا تھا۔۔ غصہ۔۔۔ اضطراب۔۔۔ اداسی۔۔۔
خوشی نہ جانے کیا کیا فیلینگ تھی جس سے وہ بھری ہوئی تھی۔۔ عجیب سا حال ہوا ہوا تھا
۔۔۔ اسنے دو منٹ بیٹھ کر خود کو پرسکون کیا۔۔ اپنے آنکھوں سے بہتے ان آنسوؤں کو زبردستی
بے دردی سے صاف کیا۔۔۔ اور پھر کپڑے بدلنے چلی گئی۔

سیاہ رنگ کا نیٹ کا لباس۔۔ جسکے بازوؤں پر گولڈن لیس لگی ہوئی تھی۔۔ اسکا متناسب سراپا
اس میں بہت بھلا لگ رہا تھا مگر اسکے چہرے پے چھائی اداسی اسے اور پیارا کر رہی تھی۔۔

اب اسکا رخ باہر کی طرف تھا۔۔۔ جہاں سنان کھڑا تھا۔۔۔ اسے دیکھ کر سنان نے ہونٹوں کو گول کر کے آوارہ انداز میں واؤ کہا۔۔۔ جبکہ تاشی نے ناگواری سے اپنا رخ بدلہ وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ گئے تھے جہاں اسے تاشی کو پاڑی میں لے کے جانا تھا۔۔۔

مگر وہ بھول گیا تھا انسان کے لئے ایک حد کا تعین کیا گیا ہے جس سے تجاوز وہ نہیں کر سکتا

گاڑی رواں دواں تھی۔۔۔ اپنی منزل کی جانب۔۔۔ حقیقتن منزل کی جانب
🔥🔥🔥🔥🔥

پاشا اس وقت نائٹ کلب میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ہاتھ میں وسکی کا گلاس تھا مے وہ اپنی حوس پرست نظروں سے فلور پر پھیلے صنف نازک کے وجود کو دیکھ رہا تھا جو کہ خود عریاں لباس پہن کر دعوت عام کا سا حال لگ رہی تھی

اسنے گونٹ گونٹ وسکی پی۔۔۔ جب اسے اپنے پاس ایک وجود دیکھا تھا خوبصورت دوشیزہ جو اس وقت لال رنگ کے وسن لباس میں تھی۔۔۔ جس میں اس کے نشیب و افراز پاشا کا ایمان بھٹکانے کو کافی تھے

وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی "ہے ڈیئر اٹس علیہ" جبکہ وہ معنی خیز مسکراہٹ سے اسکا ہاتھ تھام کر اسے ایک جھٹکے سے اپنے ساتھ لگا چکا تھا اسکا ہاتھ اب علیہ کی کمر میں تھا جبکہ وہ مسکرا رہی تھی۔۔

اپنے مال کے پکڑے جانے کی فرسٹیشن میں وہ کلب آیا تھا جہاں اس نے پانچ پیک پی لے تھے وہ خود کو پرسکون کرنا چاہتا تھا تاکہ اگے جا کے سنان کا سامنہ کر سکے۔۔۔

یہ سب منظر کوئی اور بھی دیکھ رہا تھا وہ بھی بڑی دلچسپی سے۔۔۔
پاشا اب اسے کہہ رہا تھا

"سوئیڈی دس از ناٹ آپراپرٹ پلیس۔۔ کم ود می" وہ اسکے ہاتھ پکڑتا چھومتا چھوماتا اسے باہر کی جانب لے گیا تھا جبکہ اسکے پیچھے ایک اور شخص بھی تھا۔۔

علیہ بھی اسکے ہاتھ میں ہاتھ لیے باہر جا رہی تھی۔۔۔ جب وہ لوگ گاڑی کے قریب پہنچے تو وہاں لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔۔۔ جگہ سنان تھی۔۔ پاشا نے علیہ کو گاڑی کے ساتھ کھڑا کیا اس سے پہلے جھک کر وہ اسے کچھ بھی کرتا پاشا کو اپنے سر سے تیز درد اٹھتی ہوئی

محسوس ہوئی تھی -- پھر خون اور آخر میں اندھیرا پھر اسے نہ کسی شخص کا ہوش تھا نہ کسی چیز کا -- وہ بے ہوش ہو گیا

جب مال کی خبر اسے پہنچی تھی وہ ٹینس ہو گیا تھا --- سنان کے ساتھ رہ کر اسکی بھی عادت بن گئی تھی کہ جب بھی وہ ٹینس ہوتا -- اسکا رخ ہمیشہ کلب کی طرف ہوتا تھا -- مگر اکثر عادتیں بدلنا ضروری ہے اگر نہ بدلی جائے تو وہ نقصان پہنچاتی ہیں اس بات کا صحیح مظاہرہ پاشا کو اب ہوا تھا

جبکہ پیچھے کھڑا سنان اور ساتھ کھڑی علیہ نے ایک دوسرے کو مسکرا کے دیکھا انکے پیچھے کھڑے پولیس کے جوان پاشا کو انکوائیری سیل میں لے جانے کے لئے تیار تھے -- سب نے یک زبان ہو کر کہا "اللہ اکبر"



"سر جی ایک بند آیا ہے آپ سے ملنے" ڈاکٹر صارم ابھی بیٹھا ہوا تھا جب اسکے کمپوڈر نے اطلاع دی

"ہمم بھیجو اسے اندر" وہ ایزی چیر جھلاتا ہوا بولا

"او کے سر"

کچھ دیر بعد ایک شخص آیا تھا کالے رنگ کا شلوار قمیض پہنے۔۔ کندھوں تک آتے بال جنہیں
خوب تیل لگایا گیا تھا۔۔ آنکھوں میں ایسے سرما ڈالا گیا تھا جیسے فری میں بانٹا گیا ہو۔۔ منہ میں
پان۔۔ وہ حلیہ سے عجیب لگ رہا تھا

"ہاں بھئی کیا کام ہے۔" اسے اس بات کا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ شخص علاج کرائے نہیں
آیا ہوگا

"صاحب میں سلیمان کا جگری یار ہوں کام کی تلاش میں آپ کے پاس آیا ہوں" اسکی بات
پر ڈاکٹر نے ایک نظر بھر کر اسے دیکھا تھا۔۔ پھر کچھ سوچ کے بولا

"ہمم تمہیں کس نے کہا کہ یہاں کام ملے گا"

"صاحب میرے کو سلیمان نے ایک بار بتایا تھا کہ آپ کام دیتے ہو تبھی میں گاؤں میں تھا
اس وقت ابھی آیا ہوں کام کے واسطے شہر"

"جو کام میں ددوں گا تمہیں وہ ایمانداری سے کرنا ہے"

"صاحب ہم بہت ایماندار بننا ہے ہر کام ایمانداری سے کرتا ہے پھر بھی اگر تمکو کوئی کھوٹ
دیکھے تم چاہے تو ہماری جان بھی لے لینا"

"ہمم نام کیا ہے تمہارا؟"

"ہمارا نام بابو ہے"

"سوٹھیک ہے بابو تم کل آجانا"

"بہت مہربانی صاحب" وہ خوشی سے نہال ہوتا باہر چل دیا تھا جبکہ ڈاکٹر مطمئن ہو گیا تھا اسے
بابو معصوم سا گاؤں کا رہنے والا لگا تھا --- تبھی اس نے اسے اس کام کے لئے رکھ لیا تھا



گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی --- جب تاشی کی آواز نے سکوت کو توڑا

"اپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں -- اور کیوں" اسکی آواز میں لرزش اور کھبراہٹ تھی --
سنان کا چہرہ اسکے انداز اسکا دل انہونی سے دھڑک رہا تھا --- جبکہ وہ اسکی بات سن کر اسکی
طرف رخ کر کے بولا

"میں نے کہا تھا نا کہ میں تمہیں خود سے دور تو نہیں جانے دوں گا"

"میں عدت میں ہوں شرعیت کے مطابق آپ اب نہ پاس رکھ سکتے ہیں --- مجھے --- اس
بات کا کیا جواز کہ آپ خود سے دور نہیں جانے دے گے --- اگر آپ کو اپنا مذہب اور اسکے
احکام یاد ہو تو طلاق کے بعد عورت عدت میں رہتی ہے مجھے بھی رہنا ہے"

"سوئیٹ واٹ ایور --- جہاں بھی رہنا ہے مگر خود سے دور تو نہیں - فرق بس یہ ہوگا کہ پہلے تم
میرے گھر میں تھی اب رامز کے پاس ہوگی" اس کی بات سن کر تاشی نے صدمہ کی حالت

میں اسے دیکھا کیا وہ اس قدر گھٹیا بھی ہو سکتا ہے ؟ خود چھوڑ چکا ہے مگر ۔۔ مگر اپنے دوست کے لئے ؟

"آپ اس قدر گھٹی ہے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی ۔۔۔"

"میں اس سے بھی زیادہ ہوں جان من"

"بند کریں مجھے ان واہیات ناموں سے پکارنا ۔۔۔ روکے گاڑی مجھے اتارنا ۔۔۔، روکے اسے اتارے مجھے ۔۔۔"

"تاشی آرام سے بیٹھ جاؤ" ایک ہاتھ سے سٹرنگ اور دوسرے ہاتھ سے اسکے تھامنے کی کوشش میں وہ ہلکان ہو رہا تھا ۔۔ جبکہ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی

"ہٹے مجھے اتارنا ہے گاڑی روکے" اب وہ ناچار سٹرنگ کو ہلا کر ہر ممکن کوشش کر رہی تھی اس دلدل سے بچنے کی آنکھوں سے گرم سیال جاری تھے اور دل میں دعا

ڈسبیلنس ہونے کی وجہ سے گاڑی الٹ گئی تھی اور جو آخری اواز اسنے سنی تھی وہ سنان کی اور اسکی چیخ تھی پھر انکھووں اور سماتوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا



ماضی :

"لناشو میری جان ! میری چندا اٹھ جاؤ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے " مافعہ بیگم اپنی اکلوتی بیٹی کو اٹھا رہی تھی جو کہ ابھی سترہ سال کی تھی لگے ماہ تک اسکی سالگرہ تھی --- اسنے اٹھارہ کا ہونا تھا

ابھی فجر کی اذان ہوئی تھی آسمان پر ملجھا سا اندھیرا تھا

اس کمرے میں جہاں وہ رہتی تھی -- یہاں ایک بیڈ تھا سائیڈ پر ایک ٹیبل اور دو صوفہ --- سامنے ایک ڈریسنگ ٹیبل جس میں انکا اور انکی بیٹی کا سامان رکھا ہوا تھا اور اسکے سائیڈ پر ایک الماری تھی جہاں انکے کپڑے رکھے ہوئے تھے

ابھی مافعہ بیگم نے نماز ادا کی تھی -- اور اب آکر زرتاش کو جگا رہی تھی ---- جو کہ معصوم بچوں کی طرح اپنے تکیہ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے سوئی ہوئی تھی --

سیاہ لمبے بال چہرے کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے --- سوئے ہوئے وہ اپنی شادابی رنگت میں بچوں کی سی معصومیت لئے منفرد اور پیاری لگ رہی تھی ۔

انہوں نے پیار سے اسکی پیشانہ چومی --- اسکے چہرے سے بال ہٹاتی وہ ایک بار پھر گویا ہوئی

"گریٹا اٹھ جاؤ آج آپکا پہلا دن ہے نہ یونی میں پھر کھانا بھی بنانا ہے پتا ہے نہ اگر دیر ہو تو ڈانٹ پڑے گی اٹھ جاؤ " زرتاش جس نے ان کی آواز سن کر تکیہ کو اور زور سے بیچ لیا تھا --- انکی یونی والی بات سن کے مکمل حواس میں آگئی تھی ---

"اسلام علیکم ماما جانی" آہستہ سے سیدھی ہو کر بیٹھتی اپنی میٹھی سی آواز میں بولتی وہ انہیں کوئی موم کی گریٹا لگی تھی --- وہ تھی ہی نازک اور پیاری سی --- سرخ و سفید رنگت , سیاہ گھنے لمبے بال جو کہ کمر تک آتے تھے , بڑی بڑی سنہری انکھیں جن میں معصومیت کا ایک جہان آباد تھا --- اسپر تضاد اسکی تھوڑی پر پڑتا خم اور ہونٹوں کے نیچھے تل ! وہ حسن کا مکمل مجسمہ تھی

"ماشاء اللہ! وعلیکم اسلام میری گریٹا جلدی وضو کرو! نماز قضا ہونے سے پہلے پڑھ لو شاباش! میں کچن میں ہوں پھر وہی آجانا" انہوں نے اسکے بال سنوارتے ہوئے کہا۔"

"اوکے ماما" وہ اٹھ کر نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنے چلدی۔۔ وضو کر کے باہر آئی اور جائے نماز بیچھا کر نماز ادا کرنے لگ گئی جب نماز پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو چند آنسو آنکھوں سے بے اختیار لڑک گئے

"میرے مالک میری ماما کو سلامت رکھنا! اور میرے بابا کو جنت میں جگہ دینا! انہیں بتانا کہ انکی تاشی انہیں بہت مس کرتی ہے۔۔۔ انکے بغیر زندگی ادھوری ہے۔۔ میرے اللہ جو میرے حق میں بہتر ہو آپ کر دے مجھے اپنے نیک اور صالح بندوں میں شامل کر! بے شک آپ ہی عبادت کے لائق ہے!" اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی وہ جائے نماز تہہ کر کے رکھ چکی تھی



اب اسکا رخ باہر کی طرف تھا جہاں اسکی ماما گھر کے ہر فرد کے لئے کھانا بنا رہی تھی۔۔ اور باقی سب ابھی اپنے اپنے کمروں میں محو خواب تھے۔۔۔ بس یہ دونوں ہی اٹھتی تھی جلد آج ویسے بھی تاشی کی یونی کا پہلا دن تھا۔۔

اپنے کالج میں فرسٹ پوزیشن تھی تاشی کی اسی وجہ سے اسکا ایڈمیشن لاہور کی بہترین یونی میں
سکالرشپ پہ ہوا تھا --- اپنی ماما کے پاس آکر اسنے کہا

"ماما جانی آج کیا بنانا ہے ناشتے میں؟"

"گریٹا میں نے انڈے فرائی کر دیئے ہیں۔ پڑاٹھے بھی بن گئے ہیں بس آپ جوس بناؤ۔۔۔"

"اوکے ماما" تقریباً آدھ گھنٹے میں وہ لوگ کھانا بنا چکی تھی ---

"جاؤ آپ فاریہ اور سامعہ کو اٹھا کر لاؤ" معافہ بیگم ڈائینگ ٹیبل سیٹ کرتے ہوئے کہہ
رہی تھی -- جبکہ زرتاش تعبداری سے سر ہلاتی ہوئی اپنی بڑے اور چھوٹے چچا کی بیٹیوں کو
اٹھانے کے لئے چلی گئی تھی

انکا کمرہ سکینڈ فلور پر تھا -- جہاں دو کمرے ایک ساتھ تھے ایک کمرہ سامعہ کا تھا اور دوسرا فاریہ
کا تھا --- انکے کمرے کے باہر جا کر وہ رک گئی کیونکہ اسے اندر جانے کی اجازت نہیں تھی
--- اسنے باہر سے ہی انہیں آواز دی -

"سامعہ آپنی، فاریہ آپنی اٹھ جائے" اسنے تین چار آوازیں دی جس کے جواب اسے کچھ سرد ملا تھا

"ٹھیک ہے جاؤ تم کیا آجاتی ہو صبح صبح اپنی بسوری آواز لے کے" اسے برا نہیں لگا تھا کیونکہ اسے عادت تھی سننے کی اور عادتیں پکی ہو جائے تو کہاں بری لگتی ہیں ---

کچھ دیر بعد ڈائینگ ٹیبل پر سب لوگ آگئے تھے سربراہی کرسی اور اسکے آگے والی کرسی پر بڑے چچا (ثقلین اور انکی بیوی ردا) بیٹھے ہوئے تھے --- انکی اگلی سیٹز پر چھوٹے چچا - (جمیل اور انکی رافعہ بیٹھے ہوئے تھے انکے آگے سامعہ اور فاریہ تھی جبکہ انکے بیٹے صائم اور شایان تھے -- اور مافعہ بیگم اور تاشی کو ڈائینگ ٹیبل کے سب سے آخر میں بیٹھایا تھا -

وہ سب لوگ ناشتہ کر کے فارغ ہوئے تھے یہ اصول تھا کہ ناشتہ کرتے ہوئے کوئی بھی نہیں بولتا تھا -- جب وہ لوگ فارغ ہوئے اپنے اپنے کام پر جانے لگے -- انکا ایک سٹور تھا -- اور ساتھ چند دوکانیں بھی تھی جن کا کرایا آتا تھا --

ثقلین صاحب اور ردا کی دو اولادے تھی ایک سامعہ اور دوسرا شایان -- جبکہ جمیل اور رافعہ کے دو بچے تھے فاریہ اور صائم --- سامعہ اور فاریہ بی ایس کے لاسٹ ایئر میں تھی -- اور شایان نے ایم بی اے کر کے اپنا بزنس شروع کیا تھا ابھی گو کے اتنا کامیاب نہیں ہوا تھا -- مگر محنت کر رہا تھا جبکہ صائم ایم بی اے کے پہلے سال میں تھا

معافہ بیگم اور ابرار صاحب کی ایک ہی اولاد تھی زرتاش ابرار -- اس سارے کاروبار میں ابرار صاحب کا بھی برابر کا حصہ تھا مگر انکے انتقال کے بعد انکا حصہ کون دیتا ؟ -- انکے بھائی تو انکی بیوہ اور بیٹی کو ہی بہت مشکل سے برداشت کر رہے تھے --



گھر میں انکی حثیت ایک نوکر کی سی تھی -- انہیں گھر کا سارا کام کرنا ہوتا تھا مگر بس لوگوں کو دیکھانے کے لئے تھوڑا انکا بھرم رکھ لیتے تھے کہ انہیں اپنے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھا لیتے تھے --- یا زرتاش کو پڑھنے کی اجازت دے دیتے تھے --- فیس کی وجہ سے منع کر دیتے مگر زرتاش بہت لائق تھی -- ہر جگہ اسکا ایڈمیشن سکالرشپ پہ ہوتا تھا -- اسی لئے روک ٹوک نہ کی گئی تھی

ناشتے سے فارغ ہو کر بڑے اور چھوٹے چچا کام پر چلے گئے تھے۔۔۔ جبکہ بھابھیاں دوپہر کے کھانے کا کہتی اپنے کمرے میں۔۔۔ تاشی اپنے کمرے میں بیک لینے گئی جبکہ باقی سب گاڑی میں بیٹھ کر اپنے اپنے انسٹیوٹ چلے گئے تھے

جب تاشی نیچے آئی تو وہاں معافہ بیگم ٹیبل سے چیزیں اٹھا رہی تھی۔۔۔ اور دونوں چاچیاں آرام سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسے نیچے آتے ہوئے دیکھ کر دونوں کے ماتھے پر تیوریاں چڑھ گئی تھی

"بھابھی یہ آپنے اسے ایڈمیشن کیوں لے کر دیا ہے اب یہ بھی آوارہ گردی کرے گی باہر جا کہ گھر بیٹھائے اسے۔۔۔ اسے بھی گھرداری سکھائے۔۔۔ کل کلاں کو اسے کھی لگنا ہے۔۔۔" انکی زبان فراٹے بھر رہی تھی۔۔۔

جبکہ معافہ بیگم نے آرام سے انہیں دیکھا اور اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔
"میری بچی کے لئے کیا ضروری ہے کیا نہیں یہ مجھے بہتر پتہ ہے آپ لوگ۔ فاریہ اور سامعہ کا خیال کرے کہ انہیں کیا سکھانا ہے اور کیا نہیں۔۔۔ میری بیٹی کے لئے میں ہوں"
انکا لہجہ سخت تھا جس پر دونوں نے منہ بنا کے کہا

"بھابھی ہم نے تو بس آپکے فائدہ کے لئے کہا تھا --- پر کیا کرے بھئی بھلائی کا تو زمانا ہی نہیں" ان دونوں نے منہ بنایا

"اتنی بھلائی بھی مت کرے آپ دونوں کہ آپکے ہی گلے پڑھ جائے -- ہم لوگ اپنی اصلاح خود کر سکتے ہیں" یہ کہہ کہ وہ باہر چلی گئی تھی اپنی بیٹی کے پاس --

باہر آئی تو تاشی سیاہ رنگ کا شلوار قمیض پہنے سر پر لال رنگ کا دوپٹہ اوڑھے کندھوں پر کالے رنگ کی چادر لئے ایک کندھے پر بیگ ڈالے وہ اپنی تمام تر معصومیت اور خوبصورتی کے ساتھ جاذب نظر لگ رہی تھی --

انہوں نے پیار سے اسکی پیشانی چومی --

"میری جان -- اللہ کی امان میں -- دھیان سے جانا یہ کچھ پیسے ہیں انہیں اپنے پاس رکھ لو -- اور راستے میں چوکنی ہو کر جانا --- دعا پڑھنا مت بھولنا --" انہوں نے پیسے اسے دیئے تاکہ وہ کرایا لگا سکے --

"ماما جانی کیا چلو آج بھی مجھے پیار نہیں کر سکتے تھے -- آج تو میری یونی کا پہلا دن ہے "

اسکی آنکھیں بھر آئی تھی

وہ چھ سال کی تھی جب اسکا باپ اس دنیا سے چلا گیا ہاتھ سے اب تک چاچا بس نام کے چاچا تھے انہوں نے کبھی اپنے بھائی کی بیٹی کو پیار نہیں کیا تھا -- نا کبھی اسکی حوصلہ افزائی کی تھی --- یہاں تک کہ آج بھی اسے پیار اور دعائیں دینے یا نصیحتیں کرنے کی بجائے وہ کان لپیٹ کر بے حس بن کے چلے گئے تھے --

"اونہوں - اج پہلا دن ہے رونا نہیں --- مجھے تو اپنی بیٹی کو مضبوط دیکھنا ہے --- مجھے دیکھنا ہے کہ میری بیٹی اپنے پیروں پر کھڑی ہو اور زمانے کی سرد و گرم سے لڑنے کی صلاحیت رکھے --- " انہوں نے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا تھا --

"میں پیار کرتی ہوں اپنی زرتاش سے اسکے بابا پیار کرتے ہیں --- دعا کرتے ہیں --- میری بیٹی خود کو اکیلا نہ سمجھے --- چلو اب لیٹ ہو رہی ہو --- بس نکل جائے گی "

"ماما جان آئی لو یو " اسنے انکے گال چومے تھے جبکہ وہ مسکرا دی تھی ---

"اللہ حافظ ماما جان"

اس دنیا میں سب سے مضبوط قلع ماں باپ ہیں جنکی موٹیویشن سے آپ دنیا فتح کرنے کی
صلاحیت رکھتے ہیں۔۔ اللہ پاک سب کے ماں باپ کو سلامت رکھے



صبح اپنے پر پھیلا چکی تھی۔۔۔ ابھی صبح کے چھ بجے تھے

وہ اڑھا ترچا لیٹا ہوا تھا جب بیڈ کے پاس الارم بجا تھا۔۔۔ اسنے ہاتھ بڑھا کہ الارم کو بند کیا اور
اپنے کنگ سائز بیڈ سے اتر کر وہ باتھروم میں فریش ہونے کے لئے چل دیا تھا۔

اب نیچے کی طرف آئے تو سمینہ خان یعنی بی جان سونو نے ناشتہ لگوا رہی تھی

"سونو پتر جلدی کر لے اور جا کہ حیدی کو اٹھا۔۔" انہوں نے چائے کی کیٹل لاتے سونو کو
بلایا۔۔ اور حیدر کے کمرے کی طرف بھیجا

زریاب حیدر انکا پیارا پوتا -- انکا حیدی -- -- دائم خان اور سمینہ خان کی ایک ہی اولاد تھی ---
حیدر خان انکا اپنا بزنس تھا -- دائم نے اسکی شادی اپنے دوست کی بیٹی سنعہ خان سے کی
تھی --- اسکی شادی کے اگلے سال ہی وہ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے

اللہ نے انکو ایک ہی بیٹا عطا کیا تھا زریاب --- گھور سیاہ آنکھوں والا وہ بچہ اپنی من مہونی
اداؤں سے سب کے دل میں گھر کر لیتا تھا۔ کچھ شراتی کچھ سیریز وہ انہیں بہت پیارا تھا

جب زریاب پانچ سال کا ہوا تھا تو اسکے ماما بابا ایک روڈ ایکسٹینڈ میں مر گئے تھے وہ دن اسکے لئے
سب سے مشکل دن تھا وہ جان ہی نہیں پایا تھا کہ کتنا بڑا نقصان ہو گیا ہے اسکا وہ تو بس
یہی سمجھ رہا تھا کہ ماما بابا سوئے ہوئے ہیں مگر جب اس دن کے بعد وہ نہ دیکھے تو وہ جان گیا
کہ اب کبھی نہیں دیکھ پائے گا اسکی کل کائنات اب اسکی دادامی اسکی بی جان ہی تھی

ابھی سونو کمرے میں پہنچا ہی تھا جب زریاب حیدر خان نک سک ساتیار کمرے کا دروازہ کھول
کر باہر آیا تھا --

"اسلام علیکم بھائی جان جلدی سے آ جائے بی جان بلا رہی ہیں" سونو نے فٹا فٹ سلام کیا --

"وعلیکم السلام آ رہا ہوں چھوٹے" اسکے بال بگاڑتا وہ سیرھیاں اتر رہا تھا۔۔۔ نیچے اتے وہ بی جان کے پاس گیا تھا۔۔ جو ڈیننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر بیٹھی اپنے پوتے کو آتے ہوئے دیکھ رہی تھی

5.11 انج قد، کسرتی وجود، گھنی داری جو اسکے چہرے پر خوب چچ رہی تھی اپنی گھور سیاہ آنکھوں سے مقابل کے چاروں شانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا پولیس کی یونیفارم میں وہ شاہانہ چال چلتا کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا

"اسلام علیکم بی جان" انکے سامنے آ کے اسنے سر جھکا لیا تھا۔۔ بی جان نے اسکی پیشانی چومی

"وعلیکم السلام میرے گڈے۔۔ اللہ تراکیاں دے۔۔ اور ہمیشہ سلامت رکھے میرے حیدی کو" یہ ان کے معمول کی دعائیں تھی۔۔

"چل سونو تو بھی آجا اور آکے کھانا کھا" بی جان سونو کو حکم دے رہی تھی -- سونو کی عمر اٹھراہ سال تھی وہ گو کہ انکے گھر کا کام کرتا تھا مگر انہوں نے اسے اپنے گھر کا فرد ہی سمجھا تھا -- سونو کے ماں باپ نہیں تھے وہ یتیم تھا -- زیب اسے اپنے چھوٹے بھائیوں کی طرح پیار کرتا تھا۔ اسنے ابھی انٹرمیڈیٹ کیا تھا اور اگے پرائیوٹ ہی ایڈمیشن لے رہا تھا وجہ یہ کہ وہ بی جان کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا

اگڈے بس اتنا سا ہی اور تو کھاؤ میں دیکھ رہی ہوں تم آئے دن دبلے ہوئے جا رہے ہو" جب حیدر نے تھوڑا سا کھا کے جلد ہی کھانا ختم کر دیا تو انہوں نے اسے ٹوکا جسپر وہ دلکشی سے مسکرا دیا

"بی جان بس میں کھا چکا ہوں اور آپ جسے دبلا ہونا کہہ رہی ہیں نہ ہم اسے فٹ ہونا کہتے ہیں -- اب بس میں چلو آج ایک اپریشن پہ جانا ہے دعا کیجیے گا" وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو کہ انکے سامنے سر جھکا چکا تھا۔

بی جان نے اسے دیکھا اور اسکی پیشانی چوم کے بولی

"اللہ کامیاب کرے اور تمہارے فنٹس کو تو میں خود دیکھو گی -- ارے بھئی ایسی بھی کیا فنٹس کہ بندہ دبلا پتلا ہو جائے " -- جبکہ وہ انکی بات کر کے مسکرا دیا

"چھوٹے تم مجھے اپنی ڈاکو منٹس دے دو تاکہ باقی چیزیں بھی پوری کر لوں " اسنے سونو کے ایڈیشن کے حوالے س باقی چیزے لانے کے لئے کہا جبکہ سونو جی بھائی کہہ کے اپنے ڈاکو منٹس لینے چلا گیا --

"یہ لیں بھائی " اسنے اسے لا کے دیئے

"ہم ٹھیک ہے -- اوکے بی جن اللہ حافظ " وہ یہ کہہ کے باہر اپنی بلیک پراڈو کی طرف چلا گیا تھا ---

آج کا دن اہم، تھا بہت اہم۔



وہ ابھی یونی پہنچی تھی۔۔۔ یونی کچھا کچھ لوگوں سے بھری ہوئی تھی،۔ اسنے سہمے ہوئے قدم اٹھایا۔۔۔ اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ ہر جگہ لوگ اتنے لوگوں میں اسے ہیڑیشن ہو رہی تھی۔۔

اللہ کا نام لے کے وہ ایڈمینسٹریشن آفیس کی طرف گئی تاکہ اپنا ڈپارٹمنٹ ڈھونڈ سکے۔۔۔ اپنے ڈیپارٹمنٹ کا راستہ پوچھ کر وہ جا رہی تھی وہاں جب اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔

اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکی کھڑی تھی۔۔۔ بلیک پینٹ پر لال رنگ کا ٹاپ پہنے۔ اپنی شرارتی آنکھوں کو گلاسز سے چھپائے وہ بڑی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ زرتاش نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

"آپ بھی نیو ہیں" اس لڑکی نے پوچھا

"جی میں نیو ہوں"

"کونسا ڈیپارٹمنٹ"

"سائیکولوجی ڈیپارٹمنٹ"

"واؤ میں بھی اسی میں ہوں --- میرا نام حریم درانی ہے --- اور آپکا؟"

"میرا نام زرتاش ہے -- زرتاش ابرار --"

"تو کیا مس زرتاش ابرار آپ میری دوست بنے گی" اسنے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا -- حریم کو معصوم سی زرتاش بہت پیاری لگی تھی ---

"جی کیوں نہیں" اسنے بے دھڑک اسکا ہاتھ تھام لیا تھا زرتاش کو بھی حریم بہت پیاری لگی تھی شرارتی سی ---

"چلے ائے اب چلتے ہیں --- ورنہ لیکچر لیٹ نہ ہو جائے -" وہ دونوں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلی گئی تھی

آج کا دن اچھا گزر گیا تھا --- انکو چھٹی ہو گئی تھی اور اب وہ لوگ گھر کی جانب جا رہی تھی



وہ ایک منشعات کے سرغنہ کو پکڑنے کے لئے جا رہے تھے انکی ٹیم میں دس لوگ تھے جن میں سے تین سنائپرز تھے -- اسنے ان سب لوگوں کو کافی مارپیٹ کے بعد تقریباً پکڑ لیا تھا بس ایک شخص جو کے اس سرغنہ کا ہیڈ تھا وہ بھاگ گیا تھا

زریاب اس دوران تھوڑا زخمی ہوا تھا --- وہ اس شخص کے پیچھے بھاگ رہا تھا --- وہ لوگ فٹ پاتھ کی طرف بھاگ رہے تھے جبکہ اس جگہ کی مخالف سمت پر سنائپرز آرہے تھے ---

ابھی زریاب اور مجرم بھاگ رہے تھے جب مجرم کو سامنے سے آتی ایک معصوم لڑکی جو عمر سے تقریباً سترہ سالوں کی لگ رہی تھی --- اس مجرم نے اپنی جان بچانے کے لئے اس لڑکی کو گردن سے پکڑا اور اسکی اوٹ میں ہو گیا -- اسکی گردن پر چاقو رکھے -- وہ اب زریاب سے کہہ رہا تھا

تھا

"خبردار ایس پی آگے نہ آنا --- ورنہ اس لڑکی کو میں اڑا دوں گا"

"نہیں --- تم اسے کچھ نہ کرنا میں یہی کھڑا ہوں کچھ نہیں کر رہا" اسنے بظاہر پرسکون لہجہ میں کہا تھا جبکہ وہ لڑکی ڈری سہمی اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی --- جبکہ زریاب نے آنکھ سے کچھ اشارہ کیا اور ٹھاہ کی آواز فضا کو چیرتے ہوئے آئی تھی ---

اور وہ شخص ایک جھٹکے کھا کے گرا تھا --- جبکہ وہ لڑکی ڈر سے اب بقائیدہ لرز رہی تھی --- انکے پیچھے آتے سنائیپرز نے زریاب کے ایک اشارے سے گولی چلا دی تھی جو اس آدمی کی کمر کو چیر گئی تھی -- وہ لوگ اسے اٹھا کر لے جا رہے تھے --

آج ساقی شراب رہنے دو
تشنگی کے عذاب رہنے دو

وہ اب اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا تھا -- جو کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے --- لال دوپٹہ اوڑھے -- اور کندھے پر کالی شال جو ایک کندھے سے ڈھلک گئی تھی --- وہ پیاری تھی --

پونچھ ڈالو نہ انکھ سے کاجل
کچھ تو خنجر میں آب رہنے دو

شہد رنگ انکھیں --- کالے بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا جسکی چند لٹیں اسکے شہدابی چہرے کا طواف
کر رہی تھی --- پانچ فٹ دو انچ قد اور اپنے چہرے پر بلا کی معصومیت لئے وہ زیاب کا دل دھڑکا
رہی تھی

تم سنوارو اپنی ان زلفوں کو
میری حالت خراب رہنے دو

زیاب کا دل بے اختیار اسکی ان زلفوں میں اٹکا تھا --- جو اسکے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے
تھی --- زیاب کوئی ٹین ایجر نہیں تھا بلکہ ایک ایکسیپینسڈ مرد تھا --- جس نے ہر طرح کے
لوگ دیکھے تھے --- بے شمار لڑکیاں دیکھی تھی -- مگر سامنے کھڑی لڑکی اسے بے اختیار ہونے
پر مجبور کر رہی تھی -

چاند بادل میں اچھا لگتا ہے

آدھے رخ پہ نقاب رہنے دو

اسنے آگے بڑھ کے اسکے کندھے پر سے ڈھلکتی چادر کو ٹھیک سے اوڑھایا تھا وہ ہنوز کانپ رہی تھی اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں ڈر لئے وہ اسے دیکھ رہی تھی زریاب تھوڑا زیادہ جھکا تھا -- کیونکہ ہماری تاشی کی ہائیٹ زیادہ چھوٹی ہے نہ 😊

" dont panic little fairy ! u r safe now because zaryab haider khan is here for your safety !"

ہاتھوں کو ہتھیلیوں کو بھگنے پر مجبور کر دیا تھا

انکے چہرے کی بات ہو جائے

آج ذکر گلاب رہنے دو

یہ پہلی بار تھا کہ کوئی بھی اسکے اسقدر قریب آیا تھا --- وہ حفت اور حیا سے سرخ ہو گئی تھی -- زریاب کو اب اسکا چہرہ کسی گلاب کی طرح لگ رہا تھا -- زریاب کے لئے بھی یہ بے اختیاری پہلی بار تھی --

"واٹ از یور نیم لٹل فیری" اس نے بے اختیار اس مومی گریٹا کا نام پوچھا تھا جو اس سے ہائیٹ میں اور عمر میں بہت چھوٹی تھی

"زر۔۔۔ زرتاش۔۔۔ زرتاش ابرار" اس نے کچھ کاپتے ہوئے کہا۔۔۔

"زرتاش۔۔۔۔۔ اونہوں فیری" خود ہی خود بڑبڑاتا وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔

"چلے میں ایکو آپکے گھر چھوڑ دوں"

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ماما۔۔۔۔۔ کہتی ہیں کہ کسی بھی سٹریجر کے ساتھ نہیں جانا" وہ دنیا جہان کی معصومیت سجائے کہہ رہی تھی جبکہ زریاب نے اپنے سرخ ہونٹوں کو دانتوں میں دبا کے اپنی مسکراہٹ دبائی

"میں نے تو اپکی جان بچائی ہے تو میں سٹریجر کیسے؟"

"مگر میں اپکو جانتی تو نہیں"

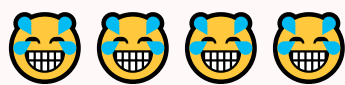
"ہم تو چلے میں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔۔۔ میں ایس پی زریاب حیدر خان ہوں۔۔۔ اس ملک کا اور اب آپکا محافظ اور اپنی چیزوں کی حفاظت کرنی مجھے باخوبی آتی ہے اب آپ چلے۔۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اسکا لہجہ اور اس میں جھلکتی عزت دیکھ کے خاموش ہو گئی۔۔۔ اور ڈی ایس پی وقار جو زریاب کو ڈریسنگ کراونے کا کہنے کے لئے آئے تھے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ واپس چلے گئے تھے جبکہ زریاب زرتاش سے دو قدم پیچھے چل رہا تھا۔۔۔ اسکا محافظ بن کر



زریاب نے اسے انسٹ کیا تھا کہ وہ گاڑی میں آجائے مگر زرتاش نہیں مانی۔۔۔ اسنے اپنی گاڑی اسکے پیچھے لگا دی تھی۔۔۔ اور خود وہ پیدل چل رہا تھا مگر اس سے دو قدم پیچھے۔۔۔

"تو مس زرتاش۔۔۔ آپ غالباً پڑھتی ہیں۔۔۔ کیا سبکیٹ ہے آپکا" وہ اس سے پوچھ رہا مگر



گردن جھکا کہ۔۔۔ کیونکہ ہماری تاشی چھوٹی جو ہے

"میں سائیکولوجی پڑھتی ہوں" اسنے معصومیت سے کہا تھا جبکہ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اسکے دل کی دنیا میں نئے رنگ بھرنے کا سبب بن رہی تھی

میرے رگ و پے میں سما گیا وہ شخص
میری زندگی میں چھا گیا وہ شخص

"کافی مشکل سبکیٹ ہے۔۔ جبکہ آپ تو چھوٹی اور معصوم۔۔۔" اسکی بات سن کہ وہ رک گئی تھی اور پھر اسکی طرف مڑ کہ بولی

"سائیکولوجی پڑھ کے انسان لوگوں کی، سائیکی جان جاتا ہے وہ کین البسور بن جاتا ہے۔۔۔ اس طرح زندگی آسان گزرتی ہے" بیک۔۔۔

؟



زریاب نے اسے انسٹ کیا تھا کہ وہ گاڑی میں آ جائے مگر زرتاش نہیں مانی۔۔۔ اسنے اپنی گاڑی اسکے پیچھے لگا دی تھی۔۔۔ اور خود وہ پیدل چل رہا تھا مگر اس سے دو قدم پیچھے۔۔۔

"تو مس زرتاش -- آپ غالباً پڑھتی ہیں --- کیا سبکیٹ ہے آپکا " وہ اس سے پوچھ رہا مگر
گردن جھکا کہ -- کیونکہ ہماری تاشی چھوٹی جو ہے 🤔🤔🤔🤔

"میں سائیکولوجی پڑھتی ہوں " اسنے معصومیت سے کہا تھا جبکہ وہ اسے دیکھ رہا تھا --- یہ لڑکی
اسکے دل کی دنیا میں نئے رنگ بھرنے کا سبب بن رہی تھی

میرے رگ و پے میں سما گیا وہ شخص
میری زندگی میں چھا گیا وہ شخص

"کافی مشکل سبکیٹ ہے -- جبکہ آپ تو چھوٹی اور معصوم --- " اسکی بات سن کہ وہ رک
گئی تھی اور پھر اسکی طرف مڑ کہ بولی

"سائیکولوجی پڑھ کے انسان لوگوں کی، سائیکی جان جاتا ہے وہ کین البسور بن جاتا ہے --- اس
طرح زندگی آسان گزرتی ہے " بیک وقت معصومیت اور سمجھداری -- زیباب بہت ایمپریس ہوا تھا

میرے دل سے دل ملا گیا وہ شخص
مجھے خوش نصیب بنا گیا وہ شخص

یہ لڑکی الگ ہی تھی ہر حال ہر انداز ہر طریق میں ---- بلاشبہ یہ لڑکی، زریاب کو محبت نہیں
بلکہ عشق کرنے پر مجبور کر رہی تھی ---

"اور آپکی فیملی میبرز"

مجھے دے گیا اپنی ہر خوشی
میری آنکھوں سے نیند چرا گیا وہ شخص

"میرے ماما جانی ہے مگر بابا جانی نہیں ہیں انکی دیتھ ہو گئی تھی جب میں بہت چھوٹی تھی ---
اور باقی چچا جان اور چچی جان ہیں مگر وہ مجھے اچھے نہیں لگتے کیونکہ وہ ہر بار ڈانٹتے ہیں اور پیار
بھی نہیں کرتے" وہ بھرائی آواز مگر نرٹھے انداز میں بولی تھی لہجہ بچوں جیسا تھا

"اونہوں ایم سوری مگر وہ کیوں ڈانٹتے ہیں اِکو" وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کسی پانچ سالہ بچی کو کہہ رہا ہو

"فاریہ آپی کہتی ہیں جنکہ بابا نہیں ہوتے انہیں کوئی پیار نہیں کرتا سب ڈانٹتے ہیں کیونکہ وہ اسی لائق ہوتے ہیں" وہ اب آنسو آنکھوں سے نکال چکی تھی --- جھیل سی شفاف آنکھوں سے نکلتے آنسو موتی کی طرح لگ رہے تھے -- اب وہ لوگ گھر کے قریب آگئے تھے

جانے کیا بات تھی اس میں ایسی
مجھے محبت کرنا سکھا گیا وہ شخص

"اونہوں ایسا نہیں ہے آپکی اپی غلط کہہ رہی ہیں -- جن کے باپ نہیں ہوتے لوگ اسی لئے اسے ڈانٹتے ہیں تاکہ وہ لوگ سڑوگ نہ بن سکے مگر آپنے ایسا نہیں کرنا اپ سڑوگ بنو گی -- اور سب کو بتاؤ گی کہ اپ ایک سڑوگ بابا کی بیٹی ہو" وہ اسے سمجھا رہا تھا جبکہ زرتاش اس شخص کو دیکھ رہی تھی کتنا اپنا اپنا لگتا تھا -- ساتھ دینے والا ---

جب وہ لوگ گھر کے پاس پہنچے تو گیٹ بڑی چچی نے کھولا تھا --- ان لوگوں کو آتا دیکھ کے بڑی چاچی کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی جسکا مقصد زریاب سمجھ گیا تھا ---

اسی لئے اپنے ازی کرخت موڈ میں آگیا تھا جبکہ زرتاش انہیں دیکھ کے گھبرا گئی تھی -- سم سم کر قدم اٹھاتی وہ انکے پاس گیٹ پہ پہنچی

"اسلام و علیکم میں ایس پی زیاب حیدر خان ہوں --- دراصل ہم لوگ ایک اپریشن کر رہے تھے --- مس زرتاش وہاں ایکسپینٹلی ویکٹم بن گئی تھی --- الحمد للہ وی ہیو سیوڈ ہر لائف -- اور اسی لئے میں انہیں چھوڑنے آیا ہوں --" وہ اپنے مخصوص بھاری لب و لہجہ میں بولا تھا

جبکہ بڑی چاچی اسکی پرسنلٹی اور دیکھ کر وہ ویسی ہی خائف ہو گئی تھی -- بھلا اب اپنی گز بھر کی زبان اسکے آگے کیسے چلاتی --

"کوئی -- کوئی بات نہیں -- بلکہ اچکا تو بہت شکریا آپ نے ہماری بچی کی جان بچائی" وہ اسکے سامنے صدقے واری جارہی تھی جب کہ زرتاش انہیں انکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی ---

"ٹھیک ہے اب مجھے اجازت دے ---" وہ یہ کہہ کے اپنی پڑاؤ کی جانب چل دیا تھا جو ان لوگوں کے پیچھے تھی

جبکہ اسکی گاڑی کے آگے جاتے ہی وہ بڑی چاچی نے اسے خود سے دور کیا تھا۔۔ اور نخت سے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی ---



بڑی چاچی کی اونچی آواز پہ اسنے اپنی آنکھیں میچی تھی --- اور پھر گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ اندر کی جانب جانے لگی تھی --- جہاں سے بڑی چاچی کی آواز آ رہی تھی

"ارے بھابھی میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ نہ بھیجے اسے باہر مگر آپ مانی ہی نہیں۔ اب دیکھے آپ کی شریف زادی ایک پولیس والے کو ہمارے گھر تک لے آئے ہے کل کلاں کو ناجانے کہا گل گھلائے گی ---" انہیں شروع سے ہی چڑ اور حسد تھی کہ زرتاش اتنی لائق اور پیاری کیوں ہے --- کیونکہ انکی اپنی بیٹی نہ تو اتنی پیاری تھی اور نہ ہی --- اتنی لائق --- پھر کچھ زریاب کی پرسنیلٹی دیکھ کہ انکی حسد میں مزید اضافہ ہو گیا تھا کہ کیوں ایسا شخص انکی بیٹی کو نہیں ملتا؟ اسی لئے واویلا اور بات کا بتنگر بننا انکا فرض بن گیا تھا ---

"کیا بات کہہ رہی ہیں آپ کھل کر کہے ---" مافعہ بیگم جو کہ کچن میں کھانا تیار کر رہی تھی۔۔ اسکی بات پہ انکا پارہ ہائی ہو گیا تھا۔۔۔ زرتاش اسکے بابا کی اکلوتی نشانی تھی۔۔ وہ اسے ہمیشہ سپورٹ کرتی تھی۔۔

"میں کھل کے ہی بات کر رہی ہوں آپ کی اس شریف زادی کے نیک ارادے نہیں لگتے --- اسے سمجھائے کہ باہر نکلی ہے تو گھر کی عزت کی امین رہے عزتیں اچھالے نہ ---" اندر آتی زرتاش کا بازو بے دردی سے دبوچتی اسپر الزام لگا رہی تھی جبکہ انکی بات سن کہ مافعہ نے آگے بھر کر اس کو چھڑا دیا اور اس سے براہ راست پوچھا جو آنسو بہاتے ہچکیاں لے رہی تھی

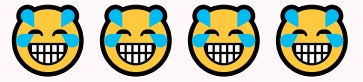
"زری میں کیا سن رہی ہوں --- مجھے پوری بات بتائیں" انکا لہجہ نہ نرم تھا نہ سخت بلکہ سرد تھا --- جسے سن کے زرتاش نے انھیں ساری بات بتائی تھی ---

ابھی وہ کچھ بھی بولتی کہ اس سے پہلا دروازہ کھلنے کی آواز پہ انکی نظریں گیٹ کی جانب اٹھی تھی جہاں سے سامعہ آرہی تھی۔۔ جست پینٹ سرٹ پہنے۔۔۔ اسکے ساتھ اسکی کوئی دوست

بھی تھی جو ایسے ہی لباس پہنے ہوئے تھی جبکہ انکی دائیں جانب ایک لڑکا تھا جو کچھ اوارہ لگ رہا تھا عجیب حلیہ اور آنکھوں میں ہوس ---

"او ہائی ماما -- میرے دوست آئے ہیں تو آپ کچھ ریفرشمنڈ بھیج دے ڈرائینگ روم میں " وہ یہ کہہ کے اپنے دوستوں کے ہمراہ ڈرائینگ روم کی جانب چلی گئی تھی جبکہ -- اس دوران نا محسوس طریقہ سے مافہ بیگم نے زرتاش کو خود کے پیچھے کر لیا تھا تاکہ وہ ناپاک نظروں سے دور رہے!

"اب بھی وقت ہے ردا توجہ دے دو اس سے پہلے کے پانی سر سے گزر جائے اور تمہارے پاس بس پچھتاوا ہی رہ جائے " وہ اسے کہتی زرتاش کو لے کر کمرے کی جانب بھر گئی تھی --- جبکہ ردا برا سا منہ بنا کہہ رہ گئی تھی ---



اندر کمرے میں آکر انہوں نے زرتاش کو اپنے سینے سے لگایا اور اسے لے کے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی جو رو رو کہہ ہلکان ہو رہی تھی اور بار بار کہہ رہی تھی

"مما -- جان -- میں -- نے کچھ --- نہیں -- کیا -- میں گھر آرہی تھی --- اس برے انسان نے مجھے مارنے کی کوشش کی جبکہ زریاب سر نے مجھے بچایا تھا " وہ رو کہ خود کے پاک ہونے کی دلیل دے رہی تھی -- جب مافعہ نے خاموشی سے اسکا ماتھا چوما تھا

"بس چندا -- مجھے اپنی بیٹی پر بھروسا ہے --- مجھے پتا ہے کہ میری گریٹا کچھ برا نہیں کر سکتی --- میری زری تو میرا فخر ہے میرا مان ہے --- " انہوں نے اسکا چہرہ تھامے کہا تھا -- جبکہ وہ ہنوز ہچکیاں لے رہی تھی

"مما جانی چچی کیوں ایسے کرتی ہیں --- مجھے بہت ڈر لگتا ہے جب وہ اونچی اونچی آواز میں چیختی ہیں " اسکا لہجہ بکل کسی بچے کی طرح تھا سہما ہوا تھا

"اونہوں جب تک آپکی ماما آپکے ساتھ ہیں آپنے ڈرنا نہیں --- آپنے بہادر بننا ہے -- بنو گی نہ ؟" وہ اسے ماتھے پہ پیار کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی

"جی " اسنے معصومیت نے اثبات میں سر ہلایا --- جبکہ وہ اسکی انکھیں پیار سے چوم رہا تھا کھڑی ہوئی -

"چلو گریا فریش ہو جاؤ میں کھانا یہی بھجواتی ہوں اور ہاں باہر مت نکلنا" وہ اسے وارن کرتی
ہوئی کھانا لینے چلی گئی تھی --- جبکہ وہ فریش ہونے



وہ ابھی گھر آیا تھا --- آج کا دن ہیکنک رہا تھا مگر اسے تھکن نہیں ہوئی تھی --- وجہ --
ہاں وہ معصوم وجہ یاد آتے ہی لب مسکرائے تھے -- اپنی گاڑی کو پورچ میں کھڑا کر کے اب
وہ اندر آ رہا تھا ---

"السلام و علیکم !" اندر آتے ہی اسنے سلام کیا --- بی جان صوفہ پر بیٹھی ہوئی تھی -- انکے
پاس جا کہ زریاب نے سر جھکا دیا تھا --- جبکہ انہوں نے پیار سے اسکا ماتھا چوما تھا --

"و علیکم السلام - کیسا رہا میرے حیدی کا دن" وہ اسکے ماتھے کے بال سنوارتے ہوئے کہہ
رہی تھی

"اچھا رہا بی جان" وہ انکی گود میں سر رکھ کر صوفہ پر لیٹ گیا تھا --

"تھک گئے ہو؟ وہاں کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہہ رہی تھی

"نہیں بی جان آج تمہکن نہیں محسوس ہو رہی" آنکھیں بند کرنے پر اسکا چہرہ آنکھوں کے سامنے آتے دیکھ وہ جی جان سے مسکرایا تھا۔۔۔

"آج خیریت تو ہے نہ" وہ اسکی آسودہ مسکراہٹ دیکھ کہ معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی

"جی۔۔۔ خیریت ہی ہے۔۔ میں فریش ہو کہ آتا ہوں آپ کھانا لگوائے" وہ ہڑبڑا ہی تو گیا تھا۔۔۔ اب اگر ایک منٹ بھی انکے سامنے بیٹھتا تو وہ جان جاتی کہ معجزا کیا ہے۔۔۔

تبھی اٹھ کہ فوراً کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ اسکے جانے کے بعد وہ مسکرا دی تھی۔۔۔ جانتی تھی کہ اسکے دل کی دنیا کو کوئی دہلا گئی ہے۔۔۔ مگر اسے تسلیم کرنے میں وقت لگے گا۔۔۔

"سونو جلدی کر بھائی آگیا ہے۔۔۔۔۔ کھانا لگا۔۔۔"



وہ رولینگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا جب اسکا خاص آدمی پاشا آیا تھا

"سر ڈلیوری آگئی ہے اپ دیکھ لے" وہ مودبانہ انداز میں بازو باندھے کھڑا تھا جب کہ وہ شخص اب کھڑا ہو گیا تھا

کریم کلر کی شلوار قمیص پہنے --- اپنے درندہ شخصیت کے ساتھ سامنے والے کے سانس سکھا رہا تھا --- وہ ڈرگ ڈیلر اور لینڈ مافیہ تھا -- اسکا کام ایسی جگہاں ہوں پر قبضہ کرنا تھا جنکا کوئی وارث نہ ہو یا پھر واٹ بے بس ہو

"ہممم اس زمین کا کیا بنا؟"

"سر اسکے مالک کی ایک بیٹی ہی ہے --- ماں اسکی پہلے ہی مر گئی تھی -- یہ آسان ٹارگٹ ہے ---" وہ خبیث انداز میں بول رہا تھا

انہوں نے کل ہی ایک زمین دیکھی تھی جسکا کوئی اور وارث نہیں تھا لہذا وہاں قبضہ کرنا انکا فرض تھا ---

"چلو سہی ہے تم، پیمینٹ لو --- ان لوگوں سے --" وہ یہ کہہ کہ اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں اسکی پیاری بیوی اسکا انتظار کر رہی تھی --- انکی ایک پوری گینگ تھی جس کا ہیڈ سنان داؤد تھا اور رامز اور سنان داؤد کی بیوی ---

وہ کمرے میں داخل ہوا تو لیزہ سنان کی بیوی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کہ بناؤ سنگھار کر رہی تھی --- اسے دیکھ کے وہ ایک ادا سے مسکرائی

"سوئیٹ ہارٹ --- یو آر لوکنگ سو گورجیز!" اس کے بالوں پر بوسہ دیتا ہوا وہ بولا تھا

"سو ہنی کیا پلین ہے؟" اسکی گردن میں بانہیں ڈالے کہہ رہی تھی

"لیزے جان جو تم کہو کہاں جانا چاہتی ہو؟" اس کے گال سہلاتا وہ ناز سے پوچھ رہا تھا

"امم -- پہلے تو آپ بتاؤ کہ کام ہو گیا اپکا؟"

"ہممم ہو گیا ہے --- ساری انفونکال لی ہے اب آگے کا پروسیجر جب رامز آئے گا تب کمرے گے"

"اوکے --- اب ہم آج ڈنر پر جائے گے کیونکہ میری تو کوئی بھی پارٹی نہیں ہے سو ---"

وہ اسکے شیو زدہ گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی

"جو حکم سرکار --- تیار ہو جاؤ میں بس پانچ منٹ میں بوکنگ کرواتا ہوں" اسکا ماتھا چوم کے کمرے سے نکل گیا تھا جبکہ وہ اپنا میک اوور کرنے لگی تھی ---



رات اپنے پر پھیلا چکی تھی --- زریاب ابھی ڈنر کر کے آیا تھا --- اپنے کمرے میں آکے وہ کنگ سائز بیڈ پر بیٹھا ہاتھ ایل سی ڈی کے چینل چینج کر رہا تھا جب ایک چینل پر چلتے ہوئے گانے نے اسکے ہاتھ روک لئے تھے

پہلا پہلا پیار ہے
پہلی پہلی بار ہے
جان کے بھی انجانا
کیسا میرا یار ہے
پہلا پہلا پیار ہے
پہلی پہلی بار ہے

آنکھوں کے پردے میں اس معصوم لڑکی کا حسین مکھڑا آیا تھا۔۔۔ اسنے گھبرا کے اپنی آنکھیں
کھولی تھی۔۔۔

"کیا مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے؟" اسنے سوال کیا تھا

"ہاں وہ سب سے پیاری جو ہے۔۔۔ معصوم اور سادی ❤️" دل نے بے دھڑک کہا تھا

"نہیں۔۔ ایسا بالکل نہیں ہے وہ ڈری ہوئی تھی تبھی وہ کچھ الگ لگ رہی تھی۔۔ بس اور کوئی وجہ نہیں" دماغ نے فوراً دلیل دی تھی۔۔ آخر محبت کہاں اتنی جلدی مانی جاتی ہے

اسکی نظر

پلکوں کی چلمن سے مجھے دیکھتی

اسکی نظر

اسکی حیا

اپنی ہی چاہت کا حال کھولتی

اسکی حیا

چھپ کے کرے جو وفا

ایسا میرا یار ہے

ان بولوں پر اسے اسکی جھیل سی آنکھیں یاد آئی تھی وہ سنہری آنکھیں جن میں

آنسو تھے۔۔۔

ڈرتھا۔۔۔۔

حیرانی تھی

اور سب سے پیاری حیا تھی

وہ لڑکی بلاشبہ اسکا دل دھڑکانے کا باعث بنی تھی ---

اسنے دلکشی سے مسکرا کے اپنا فون اٹھایا --- اور اپنے ماتحت کو فون کیا تھا

"جی السلام و علیکم سر"

"و علیکم السلام --- ہادی --- مجھے ایک لڑکی کی انفومیشن چاہیئے تھی --- اسکا نام زرتاش ہے کل تک مجھے اسکا پورا ہائیڈیٹا چاہیئے"

"ایس سر - کل تک اپکومل جائے گی" یہ سنتے ہی زریاب نے اپنا فون او ف کر دیا تھا --- اور خود گرنے کے انداز میں بیڈ پہ لیٹ ہوا تھا --

محسوس کر مجھے خود میں کہیں پہ

ہے تیری دھڑکن جہاں میں ہوں وہیں پہ



رات کا کھانا لگا کر وہ چائے پینے کے لئے کچن میں آئی تھی جب اسے دروازے کے کھولنے کی آواز آئی اسنے چونک کے سر گھومایا تو وہاں شایان کھڑا تھا۔۔ اسکے بڑے چچا کا بیٹا

5.6 سے نکلتا قد سرخ و سفید رنگت کھڑی مغرور نک وہ پیارا تھا۔۔ مگر زرتاش کے لئے تو نہیں۔۔ کیونکہ آج اسکا دل کسی کی ایک نظر پڑنے سے ہی زبردست قسم کا دھڑک گیا تھا

جبکہ شایان اسے دیکھ رہا تھا اسے اپنی یہ کزن پیاری لگتی تھی۔۔ مگر اب کچھ زیادہ لگنے لگی تھی دل میں گدگدی سی ہو رہی تھی۔۔۔ وہ پیاری سی لڑکی سیاہ رنگ کے شلوار قمیص پہنے اور پیاری لگ رہی تھی

"آپ اپکو کچھ چاہیئے شانی بھائی" اسکی نظروں کے ارتکاز محسوس کر کے وہ سرخ ہو گئی تھی۔۔۔ تبھی بے ساختہ بول پری۔۔۔

"کیا بنا رہی ہو" وہ فرصت سے آنکھیں ٹکائے اسے دیکھ رہا تھا جو بڑی پیاری لگ رہی تھی کام کرتی ہوئی کوئی موم کی گڑیا

"میں پچائے۔۔" وہ دھیمی لہجہ میں بولی تھی

"اکیلے کیا مجھے نہیں پلاؤ گی؟"

"جی ضرور! آپ بیٹھے میں بنا دیتی ہوں" یہ کہہ کہ اسنے کیتلی میں ایک کپ اور پانی ڈال دیا تھا۔۔

"سڈی کیسی جارہی ہے آج تو پہلا دن تمھانا تمھارا؟" وہ اس نے دریافت کر رہا تھا

"جی آج پہلا دن تھا۔۔ اور ابھی اچھی ہی جارہی ہے بھائی" و معصومیت سے بتا رہی تھی

"ہممم گڈ۔۔۔ تا شو آج سے تم مجھے بھائی نہیں کہو گی" وہ زرتاش سے چند قدم دور کھڑا ہو کہ کہہ رہا تھا۔۔۔ اسکی بات سن کے زرتاش کے کپ اٹھاتے ہاتھ رکے تھے

"اپ تو مجھ سے بڑے ہیں نہ آپکو بھائی کیسے نہ کہوں" اسنے معصومیت سے کہا

"اتنا بھی بڑا نہیں ہوں تم مجھے شافی کہہ سکتی ہو"

"مگر اماں تو کہتی تھی کہ بڑوں کو نام سے نہیں بلاتے" بلا کی معصومیت بھرا لہجہ تھا

"اب اس حوالے سے اماں سے ہی بات کرنی پڑے گی + "وہ یہ کہہ کہہ رکا نہیں بلکہ چل دیا تھا جبکہ وہ اسے آوازے دیتی ہی رہ گئی تھی --- پھر جب وہ نہ رکا تو اسنے بھی کندھے اچکائے اور اپنے کمرے میں چائے کا کپ لے کے چلی گئی تھی --

آج ویسے بھی اسے بہت کام تھا --- آج سے ہی اسائنمنٹ ملی ہوئی تھی جو اسنے پوری کرنی تھی لہذا وہ سکون سے بیڈ پر بیٹھ کے اپنا کام کرنے لگ گئی --- پھر اپنا کام کر کے می تان کے سو گئی تھی --- تاکہ صبح دیر نہ ہو

صبح اپنا دامن پھیلا چکی تھی ---- زریاب جلدی سے تیار ہو کر نکل گیا تھا آج ویسے بھی اسے یونیورسٹی جانا تھا ایک کیس کے سلسلے میں - یہ یونی شہر کی سب سے بڑی یونی تھی

آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ وہاں پہنچا تھا -- اسے اطلاع ملی تھی کہ یہاں ڈرگز بیچا جاتا ہے اسی حوالے سے وہ یہاں آیا تھا --

ہر چیز کا ماعنہ کرنے کے بعد وہ واپس باہر کی جانب آ رہا تھا جب وہ پری پیکر کو دیکھ کے ٹھٹک گیا تھا --- وہ سکن کلر کے سادے شلوار قمیص میں کندھوں پر شال لئے آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی ---

سردی کی وجہ سے سرخ ناک اور پھول کی لالی کومات دیتے اسکے گال -- وہ زریاب حیدر کا دل ایک بار پھر دھڑکا گئی تھی جبکہ زریاب بنا پلک چھپکائے اسے آتے دیکھ رہا تھا --

زرتاش اپنے دھیان چلتے ہوئے آ رہی تھی جب ایک پہاڑ سے وجود کے ساتھ ٹکرائی تھی اسکو اپنی کمر پر کسی کے مضبوط ہاتھوں کا احساس ہوا --- مگر اسکی پکڑ ایسی تھی جیسے کسی پھول کو پکڑا

گرنے کے ڈر سے وہ اپنی آنکھیں میچ گئی تھی جبکہ زریاب اسکے شہدابی مکھڑے کو دیکھ رہا تھا جو دھوپ میں مزید گلو کر رہا تھا۔۔ اسکی نظریں زرتاش کی تھوڑی کے خم اور اسکے تھوڑا سا اوپر ہونٹوں کے عین نیچے تل پر اٹک گئی تھی

خود کو سرزنش کرتا وہ بہت مشکل سے اسکے مکھڑے سے اپنی نظریں ہٹا پایا تھا اور اسے سیدھا کیا تھا۔۔۔ اسکے سیدھا کرنے پر وہ نظریں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ یہ بندایہ کہاں یہاں آگیا؟۔۔۔ کیا یہ کوئی خواب ہے؟

اسکی دل کی دھڑکنیں اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ اسنے۔۔۔ خود کو سنبھالنے کے لئے اپنی آنکھیں میچ لی تھی۔۔۔ اسکا چہرہ کسی گلاب کی طرح لال سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ زریاب جان نثار نظروں سے اسکی معصوم ادا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مس فیری آپ ریلیکس ہو جائے سب ٹھیک ہے؟" وہ اسے پرسکون کرنا چاہتا تھا۔۔۔ جبکہ زرتاش اسکی آواز سن کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی اور پھر اسکے قدم پیچھے کی طرف بڑھ رہے۔۔۔

جبکہ زریاب کے قدم اسکی طرف !

"آپ دور کیوں جارہی ہے؟" وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا دل نے گوارا نہیں کیا تھا کہ وہ اس سے دور جائے ---

"مجھے آپسے بات نہیں کرنی!" وہ نڑوٹھے لہجہ میں بولتی اسے مسکراہٹ دبانے پر مجبور کر گئی تھی -- اپنے نازک قدم پیچھے بڑھاتے وہ اسے کوئی کانچ کی گرٹیا لگ رہی تھی -- اسکا لہجہ کسی چھوٹے بچہ کے جیسا تھا ---

تمہیں چاہوں انداز بدل بدل کے
میری زندگی کا اکلوتا عشق ہو تم

"کیوں بھیئیں کیوں نہیں کرنی؟" استفسار مصنوعی سنجیدگی سے کیا گیا تھا --- انداز ایسا تھا جیسے کسی پانچ سالہ بچی کے ساتھ بات کر رہا ہو

"کیونکہ -- کیونکہ اس دن آپ نہیں مانے میں نے کہا بھی تھا کہ آپ مجھے نہ چھوڑے گھر

مگر پھر بھی اپنے اپنی ہی کی --- اور ماما جانی کو چاچی نے اتنی باتیں سنائی " انکی باتیں یاد آتے آنکھیں نم ہو گئی تھی -- جبکہ زیب لب بیچ گیا تھا --- اسے بے اختیار اس عورت پر طیش آیا تھا جو اس دن زیب اور اسکی پرسینالیٹی کو دیکھ کے شد جیسی میٹھی بنی تھی اور اصل میں تھی کیا؟

"آج کے بعد آپکو کوئی بھی کسی بھی قسم کی بات نہیں سنائے گا --- یہ زیب حیدر خان کا آپسے وعدہ ہے --- اب اپ ریلیکس ہو کے جائے پیاری فیری " وہ آگے اسکی آنکھوں میں دیکھ کے پر یقین لہجہ میں کہہ رہا تھا -- جبکہ وہ اسکے انداز کو دیکھ کے حیران ہو گئی تھی -- کیا تھا وہ شخص ہر بار ہر مشکل آسان کرنے آجاتا تھا --

"میں ہینڈسم ہوں یہ بات جنتا ہوں --- اب جائے آپکو دیر ہو رہی ہے " وہ شرارت سے کہتا اسے ہونقوں کی طرح دیکھنے اور شرم سے سرخ ہونے پر مجبور کر گیا تھا جبکہ وہ بس اسکے جانے کا حکم سنتے ہی سرپیٹ بھاگ نکلی تھی ---

ہاں آج بھی زیب نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا وہ اسکے ساتھ تھا کسی سائے کی طرح --- پھر بھلا عشق تو محبوب کی حفاظت کرنا سکھاتا ہے --- تو وہ کیسے رہ لیتا اسکی حفاظت کئے بغیر

وہ کہتے ہیں عشق کی وضاحت کریں

ہم کہتے ہیں فقط محبوب کی اطاعت کریں

♡♡♡♡♡

صبح اپنا دامن پھیلا چکی تھی ---- زیب جلدی سے تیار ہو کر نکل گیا تھا آج ویسے بھی اسے
یونیورسٹی جانا تھا ایک کیس کے سلسلے میں - یہ یونی شہر کی سب سے بڑی یونی تھی

آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ وہاں پہنچا تھا -- اسے اطلاع ملی تھی کہ یہاں ڈرگز بیچا جاتا
ہے اسی حوالے سے وہ یہاں آیا تھا --

ہر چیز کا ماعنہ کرنے کے بعد وہ واپس باہر کی جانب آ رہا تھا جب وہ پری پیکر کو دیکھ کے
ٹھٹک گیا تھا --- وہ سکن کلر کے سادے شلوار قمیص میں کندھوں پر شال لئے آسمان سے
اتری کوئی حور لگ رہی تھی ---

سردی کی وجہ سے سرخ ناک اور پھول کی لالی کومات دیتے اسکے گال -- وہ زیب حیدر کا

دل ایک بار پھر دھڑکا گئی تھی جبکہ زریاب بنا پلک چھپکائے اسے آتے دیکھ رہا تھا۔۔

زرتاش اپنے دھیان چلتے ہوئے آرہی تھی جب ایک پہاڑ سے وجود کے ساتھ ٹکرائی تھی اسکو اپنی کمر پر کسی کے مضبوط ہاتھوں کا احساس ہوا۔۔۔ مگر اسکی پکڑ ایسی تھی جیسے کسی پھول کو پکڑا ہوا ہو

گرنے کے ڈر سے وہ اپنی آنکھیں میچ گئی تھی جبکہ زریاب اسکے شہدابی مکھڑے کو دیکھ رہا تھا جو دھوپ میں مزید گلو کر رہا تھا۔۔ اسکی نظریں زرتاش کی تھوڑی کے خم اور اسکے تھوڑا سا اوپر ہونٹوں کے عین نیچے تل پر اٹک گئی تھی

خود کو سرزنش کرتا وہ بہت مشکل سے اسکے مکھڑے سے اپنی نظریں ہٹا پایا تھا اور اسے سیدھا کیا تھا۔۔۔ اسکے سیدھا کرنے پر وہ نظریں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ بندایہ کہاں یہاں آگیا؟۔۔۔ کیا یہ کوئی خواب ہے؟

اسکی دل کی دھڑکنیں اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ اسنے۔۔۔ خود کو سنبھالنے کے لئے اپنی آنکھیں میچ لی تھی۔۔۔ اسکا چہرہ کسی گلاب کی طرح لال سرخ ہو گیا تھا۔۔ جبکہ زریاب جان نثار

نظروں سے اسکی معصوم ادا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مس فیری آپ ریلیکس ہو جائے سب ٹھیک ہے؟" وہ اسے پرسکون کرنا چاہتا تھا۔۔
جبکہ زرتاش اسکی آواز سن کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی اور پھر اسکے قدم پیچھے کی طرف بڑھ رہے۔۔
جبکہ زریاب کے قدم اسکی طرف!

"آپ دور کیوں جا رہی ہے؟" وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا دل نے گوارا نہیں کیا تھا کہ وہ اس سے دور جائے۔۔۔

"مجھے آپسے بات نہیں کرنی!" وہ نڑوٹھے لہجہ میں بولتی اسے مسکراہٹ دبانے پر مجبور کر گئی
تھی۔۔ اپنے نازک قدم پیچھے بڑھاتے وہ اسے کوئی کانچ کی گریلا لگ رہی تھی۔۔ اسکا لہجہ کسی
چھوٹے بچہ کے جیسا تھا۔۔۔

تمہیں چاہوں انداز بدل بدل کے
میری زندگی کا اکلوتا عشق ہو تم

"کیوں بھی نہیں کرنی؟" استفسار مصنوعی سنجیدگی سے کیا گیا تھا۔۔۔ انداز ایسا تھا جیسے کسی پانچ سالہ بچی کے ساتھ بات کر رہا ہو

"کیونکہ۔۔ کیونکہ اس دن آپ نہیں مانے میں نے کہا بھی تھا کہ آپ مجھے نہ چھوڑے گھر مگر پھر بھی آپ نے اپنی ہی کی۔۔۔ اور ماما جانی کو چاچی نے اتنی باتیں سنائی "انکی باتیں یاد آتے آنکھیں نم ہو گئی تھی۔۔ جبکہ زریاب لب بیچ گیا تھا۔۔۔ اسے بے اختیار اس عورت پر طیش آیا تھا جو اس دن زریاب اور اسکی پرسینا لیٹی کو دیکھ کے شہد جیسی میٹھی بنی تھی اور اصل میں تھی کیا؟

"آج کے بعد آپکو کوئی بھی کسی بھی قسم کی بات نہیں سنائے گا۔۔۔ یہ زریاب حیدر خان کا آپسے وعدہ ہے۔۔۔ اب آپ ریلیکس ہو کے جائے پیاری فیملی "وہ آگے اسکی آنکھوں میں دیکھ کے پر یقین لہجہ میں کہہ رہا تھا۔۔ جبکہ وہ اسکے انداز کو دیکھ کے حیران ہو گئی تھی۔۔ کیا تھا وہ شخص ہر بار ہر مشکل آسان کرنے آجاتا تھا۔۔

"میں ہینڈسم ہوں یہ بات جنتا ہوں۔۔۔ اب جائے آپکو دیر ہو رہی ہے "وہ شرارت سے کہتا اسے ہونقوں کی طرح دیکھنے اور شرم سے سرخ ہونے پر مجبور کر گیا تھا جبکہ وہ بس اسکے جانے

کا حکم سنتے ہی سر پیٹ بھاگ نکلی تھی ---

ہاں آج بھی زریاب نے اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا وہ اس کے ساتھ تھا کسی سائے کی طرح ---
پھر بھلا عشق تو محبوب کی حفاظت کرنا سکھاتا ہے --- تو وہ کیسے رہ لیتا اس کی حفاظت کئے بغیر

؟

وہ کہتے ہیں عشق کی وضاحت کریں



ہم کہتے ہیں فقط محبوب کی اطاعت کریں



بھروسہ , وفا , دعا , خواب , مان , محبت

کتنے ناموں میں سمیٹے ہو صرف ایک تم

وہ ابھی گھر پہنچی تھی --- راستے میں اسے یہ احساس ہوتا رہا تھا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے
-- کوئی اس کی حفاظت کر رہا ہو -- گھر آ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی تھی -- اور فریش ہو
کر نیچے آئی تھی

جہاں مافعہ بیگم ابھی کھانا بنا کہ فارغ ہوئی تھی۔۔ جبکہ اسکی چاچیاں آرام سے ٹی وی دیکھ کے ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھی۔۔ انہوں نے یہ تک گوارا نہ کیا تھا کہ اٹھ کر کام کر دیتی

انکی strategy یہ تھی کہ بھیجی جب رہنے کو چھت دی ہے تو مفتی کو کھانا کیوں دیں آخر رہ رہی ہیں تو کام کرے۔۔

"اما جانی اج کیا بنایا۔ ہے" زری نے کچن میں کھڑی اپنی ماں سے پوچھا تھا۔۔ وہ خود کام کرتی رہتی تھی زرتاش کو کم ہی کام پر لگاتی تھی۔۔۔

"اگر آج میں نے بریانی بنائی ہے" انہوں نے پیار سے اسکے ماتھے پر بوسا دیا۔۔۔ جبکہ وہ مسکرا دی۔۔ نرم شفاف مسکراہٹ

"آج کیسا دن رہا میری چندا کا" اب تاشی انکے ساتھ چیئر کھسکا کہ بیٹھ گئی تھی۔ جب انہوں نے پوچھا

"بہت اچھا تھا" اسکی دھیمی اور میٹھی سی آواز گونجی تھی --- ان کے زکر پر وہ شخص یاد آیا تھا
جو سائے کی طرح اسکے ساتھ رہتا تھا

"چائے بن گئی ہے ڈال کر کمرے میں چلو میں بھی آرہی ہوں" وہ اسے کہتی باقی کچن
سمیٹنے لگی تھی -- جبکہ وہ چائے لے کے کمرے کی طرف چلدی کیونکہ کھانا تب تک نہیں کھایا
جاتا تھا جب تک گھر کے مرد نہ آجاتے تھے --
🌸🌸🌸🌸

مجھے جستجو عشق ہے
تیری قربتوں کا سوال ہے
میں ہوں عشق سے نا آشنا
میرے دوستوں کا خیال ہے

وہ ابھی کمرے میں کپ لائی تھی اور صوفہ کے سامنے رکھی ٹیبل پر رکھ چکی تھی --- جبکہ خود وہ
صوفہ پر بیٹھ گئی تھی -- اسکی نظروں میں زریاب آیا تھا --- اسکا پیار سے سمجھنا -- اسکے بات
کرنے کا انداز -- اسکی آنکھوں سے جھلکتا احترام

وہ کتنا پیارا تھا نا --- ہاں بہت -- اتنا کہ زرتاش ابرار جیسے کبھی کسی غیر مرد کو نہیں سوچا تھا
وہ اسے سوچ رہی تھی --- وہ واقع ہی الگ تھا ---

میرا قلم ہے گواہ اس پر
میری شاعری بھی دلیل ہے
میری سانس ہے جو چل رہی
تیری چاہتوں کا کمال ہے

آج کل کے دور میں جہاں ہر بندے کی آنکھوں میں حوس اور باتوں میں مفاد دکھتا ہے
وہاں وہ کتنا منفرد تھا -- سچے , خالص اور کھڑے جذباتوں کا مالک -- وہ محبت نہیں عشق
کرنے کے قابل تھا -- عجیب کشش ہے ان دونوں کی ایک دوسرے سے -- وہ معصومیت
سے عشق کرنے لگا تو وہ اس کے احترام کرنے کے انداز سے

میری نگاہ سے تو دور ہے
دل و جاں سے پر تو قریب ہے
یہ فراق ہے نہ وصل ہے

تیری شفقتوں کا یہ حال ہے

ابھی وہ کچھ اور بھی سوچتی کہ دروازے کے کھلنے کی آواز نے اسے ہوش میں پیٹھا تھا ---

"کیا سوچ رہی ہے میری گریا" اپنا چائے کا کپ لیتی وہ صوفہ پر اسکے ساتھ بیٹھ گئی تھی --

"اما ایک سوال پوچھوں" وہ خاضی الجھی ہوئی لگ رہی تھی --

"جی چندا"

"اما محبت کیا ہوتی ہے؟" وہ قدرے بے دھڑک بولی تھی کیونکہ ان دونوں میں ماں بیٹی کے ایک دوسرے کے ساتھ ماں بیٹی کے علاوہ دوستوں جیسے تعلقات بھی تھے ---

"محبت -- گریا محبت ایک جذبہ ہے ایک بے دھڑک جذبہ -- جو کب دل میں ابھرتا ہے کس کے لئے ابھرتا ہے ہمیں معلوم نہیں ہوتا -- اور نہ ہی اس پر اختیار ہوتا ہے" وہ اسے پیار سے سمجھا رہی تھی

تجھے زندگی میں کیا ملا؟
صرف عشق ہی تو نہیں زندگی
تو نہ خوف کر اس بات کا
تیرے دشمنوں کی یہ چال ہے

"تو تو کیا یہ جائز ہے؟" اسنے اپنی سوکھی پڑتے ہونٹوں کو زبان سے تر کیا تھا۔۔۔ دل کی جو
حالت تھی اس جاننا تھا

"چندا محبت کرنا، الفت رکھنا صرف تب جائز ہے جب خدا کی بنائی گئی حدود کو نہ
توڑا جائے۔ جانتی ہو چندا دنیا میں جتنی کشش ایک نا محرم کی باتوں میں ہے اتنی کشش کسی چیز
میں نہیں" وہ اسے سمجھا رہی تھی کہ حلال جزبے واقع ہی حلال ہوتے ہیں۔۔۔ حرام کی رمت
کے جذبے تو جائز ہی نہیں

میری منزل ہے دور بہت پر
میری جستجو کو دوام ہے

کوئی رنج ہے نہ ملال ہے
میری عاشقی بے مثال ہے

"مما -- میں -- مجھے کچھ کام ہے -- وہ کرلوں آج کافی لمبا کام ملا ہوا ہے" دل کے سوالوں
کو جواب مل گئے تھے --- لہذا اب دل کی حالت سے وہ گھبرا گئی تھی -- بہت --- اسی لیے
اٹھنا مناسب سمجھا۔ جبکہ وہ سر ہلا کہہ رہی گئی -- آج انہیں اپنی بیٹی کچھ بدلی سی لگی تھی --
🌸🌸🌸🌸🌸🌸

آج کافی کام تھا پولیس سٹیشن میں - وہ آج کل ایک نئے کیس پر کام کر رہا تھا جو کہ ڈرگس
معافہ کے خلاف تھا اسنے گھڑی پر نظر دیکھا جہاں رات کے دس بج رہے تھے اپنی چیزیں
سمیٹ کر وہ اٹھا تھا ---

فون پر نظر دوڑای جہاں بی جان کی کالز تھی اب اسکا ارادہ گھر جانے کا تھا مگر دل کسی اٹیل
گھوڑے کی طرح ضد پہ اڑا تھا کہ ایک فقط ایک نظر ہی سہی وہ باہر کی جانب چل دیا تھا جہاں
اسکی گاڑی گھڑی تھی ---

اسنے گاڑی بیٹھ کہ میوزک پلیر اون کیا تھا جہاں سونگ چل رہا تھا

کوئی دل بے قابو کر گیا
اور عشقا دل میں بھر
انکھوں انکھوں میں وہ
لاکھوں گلاں کر گیا اوئے
اور با میں تو مر گیا
اوئے شیدائی مجھے کر گیا کر گیا اوئے

گانے کے بول اسکے دل کی عکاسی کر رہے تھے ایک دلکش مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب
ہوئی تھی ---

"تو اب آپکا معصوم چہرہ جب تک نہ دیکھوں سکون تو ملنے والا نہیں -- چلے جو اپکی مرضی" تصور
میں اس حسینا سے مخاطب ہوتا وہ بولا تھا -- اور اب تمھکن کے باوجود اسکا رخ تاشی کے گھر کی
طرف تھا

تقریباً آدھ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ پہنچا اور وہاں گھر کے باہر سناٹا تھا - اس نے پتہ کروا لیا تھا

کہ ان سب کی روٹین کیا ہے --

لہذا اللہ کا نام لیتا وہ پچھلی طرف کود گیا تھا اور پھر پائپ کے ذریعے فیری کے کمرے تک پہنچا
--- وہاں مافعہ بیگم سو رہی تھی کیونکہ انہیں فجر میں اٹھنا ہوتا تھا -- بیڈ پر ایک طرف وہ کروٹ
کئے ہوئی تھی تو دوسری طرف تاشی - وہ کھڑکی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا --

آرام س اندر آتا وہ دبے پاؤں اسکی طرف آیا تھا جوتکیے کو سینے سے لگائے بچوں کی طرح سو ہی
تھی وہ اسکے قریب گٹنوں کے بل بیٹھ گیا -- اور اسکا مکھڑا تکنے لگا

جسکے چہرے پر بال بکھیرے ہوئے تھے ---- اسنے ہاتھ بڑھا کہ بال ہٹائے تو یوں لگا جیسے چاند
کے گرد سے بادل ہٹئے ہو --

کبھی اس طرح میرے ہسفر
سبھی چاہتیں میرے نام کر
اگر ہو سکے تو کبھی کہی
میرے نام بھی کوئی شام کر

میرے دل کے سائے میں آذرا
میری دھڑکنوں میں قیام کر
یہ جو میرے لفظوں کے پھول ہیں
تیرے رستے کی یہ دھول ہیں
کبھی ان سے سن میری داستان
کبھی ان کے ساتھ کلام کر

اسکے کان کے پاس سرگوشی کرتا اپنا ماتھا اسکی پیشانی کے ساتھ لگا گیا تھا وہ آج یہ اعتراف کر
گیا تھا
"فیری آج میں اعتراف کر رہا ہوں کہ میں ہار گیا ہوں۔۔۔ آپ نے مجھے تسخیر کر لیا ہے۔۔۔ اور
زریاب حیدر خان کو اپنی یہ ہار دل وہ جان سے قبول ہے۔۔۔" اسکے ماتھے کو اپنے لبوں سے
مس کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور جہاں سے آیا تھا وہی چل دیا

یہ تقاضہ عشق ہے یا میری آنکھوں کی مستی
کھولوں تو دیدار تمہارا بند کروں تو تصور تمہارا

وہ ابھی سو کہ اٹھی تھی --- مافعہ بیگم نیچے کھانا لگا رہی تھی کیونکہ وہ اور مافعہ بیگم مل کے ناشتہ بنا چکی تھی --- اور اب وہ یونیورسٹی کے لئے تیار ہو رہی تھی ---

عجیب بات یہ تھی کہ رات اسے اپنی پیشانہ پر کسی کا لمس محسوس ہوا تھا مگر وہ یہ سوچ کہ مطمئن ہو گئی تھی کہ شاید امی نے چوما ہو گا۔۔۔ سفید کیپری اور اسکے ساتھ سفید گٹنوں تک آتا فروک اور اسکے ساتھ کلر فل دوپٹہ لئے بالوں کی فرنیچ چوٹی بنائے وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔

میک اپ تو وہ ویسے بھی نہیں کرتی تھی سو تیار ہو کر خود پر ایک نظر تنقیدی نظر ڈالتی وہ نیچے --- کی جانب چل دی تھی

"اسلام علیکم۔" اسنے نیچے آ کر سب کو سلام کیا تھا۔۔ جسکے جواب میں پچیاں تو نخوت سے سر جھٹک گئی تھی جبکہ پچا نے فقط سر ہلایا تھا۔۔۔ سامعہ اور فاریہ نے تو نخوت سے سر جھٹک کر اپنی پلیٹ پر جھک گئی تھی اگر کسی نے خوش دلی سے جواب دیا تھا تو وہ یا تو مافعہ بیگم تھی یا شایان۔۔

"زرتاش آپ بھی آجاؤ ہم جا رہے ہیں اِیکو بھی ڈراپ کر دیں گے۔۔" وہ جانے کے اٹھ کھڑا ہوا تھا جب اسنے زرتاش سے کہا۔۔ اسکے کہنے پر زرتاش نے اپنی امی کی طرف دیکھا اجازت طلب کرنے کے لئے مگر ردا بیگم پہلے ہی بول پڑی

"نہیں زرتاش نہیں جائے گی۔۔ لڑکی سارا دن تمہاری ماں لگی رہتی ہے کام پہ خود بھی کچھ کر لو۔۔ جاؤ ڈائینگ ٹیبل سمیٹو اور۔۔ تم جہاں جا رہے ہو وہی جاؤ یونہی کسی کا ڈرائیور بننے کی ضرورت نہیں ہے" انہوں نے پہلے شایان کو منع کیا اور پھر دونوں کو سخت سست سنایا۔۔۔

"ہممم صحیح کہہ رہی ہیں ردا شایان بچے تمہیں زری کا ڈرائیور بننے کی ضرورت نہیں ہیں تم جن کے ہو پہلے انکی ذمیداری پوری کر لو اور جب اس قابل ہو جاؤ کہ زری کی ذمہ داری اٹھا سکو تو تب کر دینا ڈراپ " مافعہ بیگم نے بھی اسکو سنا دی تھی ۔۔ جسکی مہربانیوں کی وجہ وہ جان گئی تھی ۔۔ اسکا خاموش رہنا انہیں اس بات پر پختہ کر گیا تھا کہ، شایان صحیح انتخاب نہیں

جبکہ وہ ہونٹ بیچ کے باہر چل دیا تھا۔۔۔ محبت ایک طرف مگر ماں کے خلاف جانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

جب آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو خود میں اتنی ہمت بھی رکھ سکے کہ آپ اپنی محبت کا دفاع کرے۔۔۔ ورنہ محبت کسی کام کی نہیں

تاشی چپ کر کے تزلزل کے مارے سرخ چہرا اور آنسو بھرے نین کھڑے لئے کچن میں سامان سمیٹ کے رکھنے چل دی۔۔۔ تھی۔۔۔ مافہ بیگم بھی اسکے پیچھے چلی گئی۔۔۔

جانی تھی کہ انکی بیٹی حساس ہے۔۔۔ وہ کچن میں گئی تو وہ سینک میں برتن رکھتے ہوئے اپنی انھوں کو صاف کر رہی تھی جن سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ انھوں نے پاس جا کہ اسکا رج اپنی طرف موڑا

"اومہوں روتے نہیں --- ہمت رکھو -- ایسی بنوں کہ تم لوگوں کو حوصلہ دو نہ کہ پل پل خود لو
-- زندگی بسر کرنے کے لئے حوصلہ مند ہونا ضروری ہے --- اب جاؤ جلدی سے یہ سمیٹوں اور
اپنا بیگ لاؤ" وہ بس اثبات میں سر ہلا کہ رہ گئی

سارا کچن سمینٹے میں اسے دیر ہو گئی تھی اسنے فٹا فٹ اپنا بیگ پکڑا اور نیچے آ گئی تھی اس بھاگم
بھاگ مین وہ چادر بھول گئی تھی فوراً سے کچن میں مافعہ بیگم سے پیسے لے کر انکے گلے لگتی وہ
-- باہر کی جانب چلدی تھی کیونکہ یونی جانے مین اسے تیس منٹ لگ جانے تھے اور وہ
الریڈی لیٹ تھی



یہ دوپہر بارہ بجے کا ٹائم تھا اسے مخبری ملی تھی کہ یہاں ان لوگوں نے آنا ہے
وہ آج اس بندے کو دیکھنے کے لئے ایک مارکیٹ میں آیا تھا --- یہ چادروں کی مارکیٹ تھی
اسے خبر ملی تھی کہ اس گینگ کے خاض آدمی نے یہاں پہ کوئی ڈیل کرنی ہے سو وہ یہاں
ایا تھا ---

وہاں ایک آدمی تھا جسکی عمر لگ بھگ تیس سال تھی اور وہ ایک دکان کے پاس بنے ہوٹل میں چائے پی رہا تھا اور ساتھ میں بتا کر رہا تھا انہوں نے جگہ کا کوڈ ورڈ میں کہا تھا مگر باخوبی سن رہا تھا ---

اسکے بعد وہ لوگ باہر نکلے تو زریاب ان پر نظر رکھے ہوئے تھا اور اسنے بھی چائے کہ پیسے ادا کیے اور باہر آگیا --- آکر اسکی ساری حرکات پر نظر رکھے ہوئے تھا --- اسکے بعد جب زریاب واپس جا رہا تھا تو اسکی نظر ایک چادر پر پڑی --- وہ اجرک تھی

اسے دیکھ کے بے اختیار اسے فیری یاد آئی تھی --- اب تو وہ اقرار کرچکا تھا کہ وہ اسکی محبت ہے سو --- اسکا دل چاہا کہ وہ یہ چادر اپنی فیری کے لئے لے جائے -- اب اسکے قدم اس دکان کی طرف بڑھ رہے تھے --

"بھائی یہ کتنے کی ہے" اسنے دکاندار سے چادر کا ریٹ پوچھا تھا

"صاحب ہزار روپے کی"

"ٹھیک ہے آپ دو دے دے" ایک اپنی فیری کے لئے اور ایک بی جان کے لئے کیونکہ
اسکی جان ان دونوں میں بستی تھی ---

"جی صاحب" اسنے دو چادریں پیک کر کے دی -- جبکہ وہ لے کے اپنی پڑاؤ کی طرف چل دیا

تھا



"ویسے زری آج تم بال بال بچی ہو ورنہ سر نے تمہیں اندر نہیں آنے دینا تھا" حریم نے شرارت
سے کہا

"ایسے کیسے بچی ہوں میں نے اسائمنٹ بنائی ہوئی تھی تبھی -- مجھے آنے دیا انہوں نے ورنہ
کہاں آنے دینا تھا --- اور ویسے بھی میں تمہارے جیسی نہیں -- جو بہانہ بنا کہ نہ کر دے
"زری نے بھی شرارت سے کہا تھا -- وہ حریم سے گھل مل گئی تھی اور مزاق بھی کر لیتی
تھی -- مگر اسکے علاوہ کسی سے بھی نہیں --"

"ہا -- میں نے بہانہ نہیں بنایا میں سچ میں بیمار تھی -- مگر دیکھو سر نے بھی ایک بیمار بندے
پر ظلم کیا اور اسے بھی اسائمنٹس لکھنے کو دے دی وہ بھی دو بار "اسنے منہ بسورتے ہوئے

کہا آج اسائینمنٹ دینے کا دن تھا تو حریم میڈم نے بہانہ بنایا تھا کہ وہ بیمار ہے تبھی نہیں لکھ سکی ویسے بھی اسے شرارتوں سے فرصت ملتی تو وہ اسائینمنٹ کی طرف آتی --- جبکہ پروفیسر بھی اسکی بیماری کہ تہہ تک پہنچ گئے تھے تبھی اسے سزا دی تھی کہ وہ دو بار لکھ کے لائے

"ہاہاہا! بہت بہانے بازو کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیئے" وہ اسکا بھرپور ریکارڈ لگا رہی تھی - جبکہ حریم منہ بنا کہ رہ گئی

ابھی وہ لوگ چل کر باہر کی طرف آئے تھے -- کہ بلیک پچاڑوانکے آگے آکر کی تھی --- اسکے رکنے سے زرتاش کے دل کی دھڑکنے تیز تر ہو گئی تھی --- وہ جان گئی تھی کہ یقیناً یہ زریاب ہوگا --- اسنے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی تھا --

سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے اسپر سکن شال لئے بالوں کو نفاست سے بنائے چہرے پر تھوڑی گھنی داڑھی اور سیاہ آنکھیں گھور سیاہ --- وہ وجاہت کا شہکار تھا -- اسے دیکھتے ساتھ ہی زریاب نے سلوٹ کیا تھا --

ہاں محبت میں احترام لازم و ملزوم ہے --- اسکے ایسے کرنا پر زرتاش کی آنکھوں میں نمی اتری تھی
--- جبکہ زریاب اب کہہ رہا تھا

"السلام و علیکم مس زرتاش کیسی ہیں آپ" وہ ہونک بنی ہوئی تھی اسکے ساتھ حریم کا بھی
یہی حل تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ اور دیکھتی انکا سین کہ اسکا ڈرائیور اچکا تھا اور اسے جانا پڑا

"تاشی ڈرائیور آگیا ہے میں جارہی ہوں یو مٹ کنٹینیو" وہ اسکے کان میں شرارت سے سرگوشی
کر کے جارہی تھی جبکہ تاشی نے زریاب سے نظر ہٹا کر اسے خون اشام آنکھوں سے دیکھا تھا

"میں -- میں -- ٹھیک ہوں" وہ اٹک اٹک کہہ بولی تھی

"آج آپ کی چادر کہا ہے" وہ اسپر غور کر رہا تھا جو سفید لباس میں حور لگ رہی تھی -- دوپٹہ
اسنے سلیقہ سے اوڑھا ہوا تھا مگر اسے چادر کے بغیر دیکھنا زریاب کو گوارا نہ تھا۔۔۔ اسی لئے تھوڑا
سخت لہجہ میں بولہ --- جب کہ تاشی اسکا لہجہ سن کہ اپنی آنکھیں انسوؤں سے بھر چکی تھی --

"نو نونا نہیں جو پوچھا ہے اسکا جواب دیں" اسکے نین کٹورے پانی سے بھرے دیکھ کے وہ نرم پڑا تھا

"وہ۔۔۔ آج۔۔۔ دیر ہو گئی تھی تبھی" وہ ایسے بول رہی تھی جیسے اقبال جرم کر رہی ہو جبکہ اسنے بامشکل اپنے قہقہہ کا گلا گھونٹا تھا

"زری۔۔۔ ایک عورت کے لئے چادر اسکی محافظ ہے جو نہ صرف اسے۔۔۔ ناپاک نظروں۔۔۔ بلکہ گناہ سے بھی بچاتی ہے۔۔۔ اور ایک شہزادی کو زیب نہیں دینا کہ وہ محافظ کے بغیر باہر آئے" وہ اجڑک اسے اورھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ اپنی جھیل آنکھیں اٹھا کہ اس ساحر کو دیکھ رہی تھی جو شہزادا تھا۔۔۔ کتنی پاک سوچ کا مالک۔۔۔ ہاں اس وقت اندرون نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں ایک طرح کے جذبہ دیکھے تھے

احترام کا

محبت کا

ہاں یقیناً عشق کا

ابھی اس طرف نگاہ نہ کر میں غزل کی پلکیں سنوار لوں

مرا لفظ لفظ ہو آئینہ تجھے آئینہ میں اتار لوں
میں تمام دن کا تھکا ہوا تو تمام شب کا جگا ہوا
ذرا ٹھہر جا اس موڑ پر تیرے ساتھ شام گزار لوں
اگر اسماں کی آزمائشوں میں مجھے بھی اذن قیام ہو
تو میں موتیوں کی دکان سے تیری بالیاں تیرے ہار لوں

"اپ -- میں یہ کیسے لوں -- ماما ڈانٹے گی" اسنے ڈرتے ہوئے کہا یوں چادر لینا بری بات ہے

"آپ اسے اپنے پاس سنبھال کے رکھے -- میں نہیں چاہتا کہ آج کے بعد آپ مجھے بغیر چادر
کے دکھے اب آئے دیر ہو رہی ہے" وہ یہ کہ اپنی گاڑی کو لاک لگانے کے لئے چل دیا تھا
جانتا تھا کہ وہ اندر نہیں بیٹھے گی سو تبھی وہ اسکے پیچھے چلے گا اسکا مقصد ویسے بھی اسکی

حفاظت کرنا تھا



"ویلکم رامز" اس وقت سنان اور لیزہ لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے جب رامز آیا تھا --- اسے آج
ڈیل کرنے کے لئے بھیجا تھا ---

"تھینکیو سنی" وہ آکر انکے برابر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"ہممم تو کیا بنا ڈیل کا" لیزہ اسکے لئے شراب کا گلاس لاتی ہوئی بولی۔۔۔

"ڈن ایز یوشول" وہ دلکشیے مسکرایا۔۔۔

آج اسنے ایک ڈیل کرنی تھی۔۔۔ ایک بڑی پارٹی تھی۔۔۔ جنہیں ڈرگس چاہیئے تھے۔۔۔ سو وہ یہ ڈیل کرنے گیا تھا،۔۔۔۔۔ جو کہ کامیاب رہی تھی۔۔۔

"ویسے اب اسکی زمین کا کیا کرنا ہے۔۔۔" رامز نے پوچھا

"وہ آزاد ہے اسے ابھی آزاد ہی رہنے دو۔۔۔۔ میں اور لیزے باہر سے ہو آئے پھر چلتے ہیں۔۔۔ اس کی طرف اور دیکھتے ہیں" شراب کا گھونٹ بڑھتے ہوئے سنان نے کہا تھا

"چلو سہی ہے اب میں ذرا جاؤ تھوڑا ریلکس ہو جاؤ" رامز نے کہا تھا جبکہ اسکے ریلکس کا مطلب سمجھ کر دونوں قہقہہ لگا گئے تھے۔۔۔

"ہاں ہاں آخر اتنی محنت کی ہے ریلیکسیشن تو بنتی ہے " وہ چلا گیا تھا جبکہ وہ دونوں اپنی پیکنگ کرنے چلدیئے تھے انہوں نے چار دنوں کے لئے نران جانا تھا ---



جوک , فقیری , عشق اک پاسے
یار سوہینے دی دید اک پاسے

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی حریم مزے سے ہینڈ فری لگائے سونگ سن رہی تھی --- جب اچانک گاڑی کو زبردست قسم کا بریک لگا --- جب اسنے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے پولیس کی گاڑی تھی

اسنے اچنبے سے باہر نکلتے شخص کو دیکھا جو چھ فٹ کا تھا --- سرخ وہ سفید رنگت , سیاہ گھنی داڑی اور براؤن آنکھیں اسوقت پولیس کی وردی اسپر خوب بچ رہی تھی -- حریم کے دل کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی

اب وہ چلتا ہوا گاڑی کی طرف آ رہا تھا جبکہ ڈرائیور بھی حیران تھا کہ آخر یوں راستہ کیوں روکا گیا ہے --- وہ شخص ڈرائیونگ سیٹ کی ونڈو کے پاس کھڑا ہو کر اب کہہ رہا تھا

"اسلام و علیکم میں ڈی ایس پی وقار شاہ ہوں --- اور آپ کائنڈلی دوسرے راستے کی طرف جائے --- یہاں سے آپ آگے نہیں جا سکتے" چونکہ یہ راستہ ڈگ ڈیلرز کے مال پہنچانے کی نشاندہی کرتا تھا سو اسی لئے خالی کیا تھا ---

"کیوں ہم کیوں کسی اور راستے سے جائے --- ہمارا گھر یہی ہے دوسرے والا راستہ دور پڑے گا بہت اور ویسے بھی مزید دیر میں افورڈ نہیں کر سکتی لہذا آپ اپنا کام کرے اور ہمیں اپنا کام کرنے دیں" حریم میڈم جنہیں اس وقت نیند بھوک اور تکاوٹ ستا رہی تھی چڑ کر بولی ---

جبکہ اسنے سلگتی نظریں اٹھا کر اس گز بھر کی زبان کی مالک لڑکی کو دیکھا تو نگاہ ساکت رہ گئی وائیٹ جینز پر سیاہ رنگ کی فروک پہنے کندھے سے تھوڑا نیچے آتے بالوں کا بن بنائے ہوئے انکھوں پر گلاسز لگائے ہوئے تھی ---

وہ حسین تھی معصوم تھی --- اسکی انکھیں معصومیت اور شرارت سے بھری ہوئی تھی اسے دیکھ کے وقار کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی --- مگر جب خیال ان گلابوں ہونٹوں کے اندر چلتی

زبان کا آیا تھا تو اسنے بے اختیار خود کو ڈپٹا تھا گز بھر کی زبان کی مالک یہ لڑکی --- اف کتنی
بھی پیاری ہو بولنے پہ آئے تو چڑیل لگے

"دیکھئے محترمہ" ابھی وہ اگے بول ہی رہا تھا کہ گز بھر کی زبان کو پھر سے حرکت کا شرف ملا
تھا

"او او یہ محترمہ آپ آخر کہہ کسے رہے ہیں --- اگر مجھے کہہ رہے ہیں تو آپکو شرم آنی چاہیے
--- میں اتنی پیاری معصوم اور چھوٹی سی اور کہاں لفظ محترمہ --- میرا نام حریم ہے حریم درانی
نہ کہ کوئی محترمہ --- آپ مجھے یہ کہہ سکتے ہیں" اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے
آنکھیں پٹپٹا کہ اپنی بات مکمل کی تھی جبکہ وہ فقط آنکھیں پھاڑے اس پٹاخہ کو دیکھ رہا تھا

"دیکھئے مس حریم یہاں ہم نے کچھ مسئلہ کی وجہ سے بند کیا ہوا ہے --- دس ایریا از ناٹ
سیو ناؤ سو یو کین نوٹ گو دئیر" وہ صبر کا گھونٹ بھر کہ بولا تھا

"ہاہ --- ہمارا ملک بھی کیا ہے آئے دن یہاں مسائل ہی ہوتے رہتے ہیں۔ خیر کوئی بات نہیں
ہم چلے جاتے ہیں وہاں والی، سائیڈ سے" اسنے یوں کہا جیسے احسان عظیم کر رہی ہو

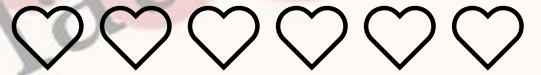
"جی مہربانی --- اچکا یہ احسان میں ساری زندگی نہیں چکا سکتا" اسنے بھی طنز کیا تھا --- جبکہ وہ فقط سر کو خم دے گئی تھی جیسے تصدیق کر رہی ہو کہ ہاں بھئی تم واقع نہیں چکا سکتے

اسکی گاڑی آگے کی طرف بھر گئی تھی جبکہ وہ بڑبڑایا تھا

"چھوٹا پیکٹ بڑا دھماکہ تمہاری کنڈلی اب نکالنی پڑے گی"

وہ میرا معصوم شہزادہ

میں اسکی بگڑی شہزادی



وہ ابھی پارٹی سے بات کر کے فارغ ہوا تھا انہوں نے رات گیارہ بجے کا وقت دیا ہوا تھا --- جب تک سنان یہاں نہیں تھا اسے خود ہی ہر چیز ہینڈل کرنی تھی --- اس وقت وہ داؤد مینشن میں تھا ---

یہاں انکے کام کرنے کے لئے ایک آفیس بھی بنایا گیا تھا۔۔۔ جہاں کی دیواریں ساؤنڈ پروف تھی۔۔۔ تاکہ کوئی بھی انکی باتوں کو نہ سن سکے یہ مینشن ایک کنال کا تھا جہاں سوئمنگ پول۔۔۔ تھیٹر سب بنا ہوا تھا۔۔۔ یہاں تک کہ انکے پیسنیدہ حرام مشروب کا خانہ بھی تھا۔۔۔

اسنے و سکی کو گلاس میں ڈال کر اسکی سپ لی جب پاشا آیا۔۔۔ پاشا ان لوگوں کا خاص بندا تھا جو زیادہ تر سنان کے ساتھ ہوتا تھا۔۔۔ اسے ان لوگوں نے اس بندے کے پاس بھیجا تھا جسکی زمین انہوں نے ہڑپنی تھی۔۔۔

"ہاں پاشا تو کیا کہتا ہے وہ "رامز نے پوچھا تھا

"سر وہ نہیں مان رہا ہے کہتا ہے کہ میں نہیں دوںگا۔۔۔ سو میں نے اسے دھمکی بھی دی ہے "پاشا نے جلدی بات مکمل کر کے بتائی

"سو یقینن وہ اسکا بھی اثر نہیں لے رہا ہوگا۔۔۔ ہنہ ایسے لوگ جنکے پاس پیسہ ہو مگر وارث نہیں وہ خود کونا جانے کیوں طاقتور سمجھتے ہیں جبکہ ہوتے نہیں "وہ پنکارا تھا

"سر اب" پاشا نے سوالیہ نظریں اسپر ٹکائی تھی

"اب کیا --- اب یہی کرنا ہے کہ جب گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا تو ٹیڑھی کرلو اور جب وہ ٹیڑھی وجہ بھی ایک بلبل ہو---" وہ معنی خیزی سے بولا تھا

جبکہ وہ دونوں قہقہہ لگا گئے تھے
ہہ ہہ ہہ ہہ ہہ ہہ

وہ لوگ شام کا کھانا کھا رہے تھے --- کھانا کھا کہ جب فارغ ہوئے تو ردا بیگم نے تاشی کو کہا
"جاؤ تاشی سب کے لئے چائے بناؤ---" وہ برتن سمیٹ کر چائے بنانے چلی گئی -- ابھی وہ
چائے کے لئے برتن نکال رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی اسنے پیچھے مڑ کر
دیکھا تو وہاں شایان کھڑا تھا --

"شانی بھائی -- اپ اپکو کچھ چاہیئے" اسکے ایک دم آنے سے وہ ڈر گئی تھی جیہی بول پڑی --

"نہیں ہم لوگوں نے باہر جانے کا پروگرام بنایا ہے سو تم بھی چلو گی --" اسنے ابرو اچکا کہ کہا --- جبکہ اسنے پہلے اسے دیکھا اور پھر دہیمے سے بولی تھی

"شانی بھائی چاچی کو برا لگے گا -- اپ رہنے دیں ویسے بھی ماما جان اجازت نہیں دے گی
"اسکی اس قدر صاف گوئی پر وہ حیران ہوا تھا پھر اطمینان نے مسکرایا اور بولا ---

"یہ تمہاری ہیڈک نہیں ہے تم تیار رہنا اجازت میں لے لوں گا" یہ کہہ کہ وہ باہر چل دیا تھا ---
جبکہ وہ چائے بنانے

باہر سارے بڑے بیٹھے ہوئے تھے --- دونوں چچا تو کاروباری امور پر بات کر رہے تھے جبکہ
خواتین اپنی خالہ ساس کی نواسی کی شادی کے بارے میں --- وہ آرام سے انکے پاس گیا

"ماما ہم لوگ باہر جا رہے سو زرتاش بھی ہمارے ساتھ جائے گی --- تائی جان کیا میں اسے
لے جاؤ" اپنی ماں کی گھوری کو نظر انداز کرتا وہ مافعہ بیگم کی طرف دیکھ کے پوچھ رہا تھا

"ٹھیک ہے بچے لے جاؤ" انہوں نے اطمینان سے اجازت دے دی تھی --- جب سب ساتھ جا رہے تھے تو وہ بھی چلی جاتی تاکہ فریش ہو جاتی

"لٹاشی کو گھر میں کام ہے شانی" ابھی وہ آگے بولتی کہ ثقلین صاحب بول پڑے تھے

"بیگم جب سب جا رہے تو وہ بھی چلی جائے گی --- کام بعد میں بھی ہوتے رہے گے" اتنی دیر میں تاشی بھی چائے لے کہ آگئی تھی -- جبکہ شایان فاتحانہ مسکراہٹ سجا کہ چیلنج کرنے چلا گیا تھا اور ردا بیگم برا سامنہ بنا کہ رہ گئی تھی

"جاؤ بچے اپ بھی تیار ہو جاؤ" ثقلین صاحب نے کہا تھا جس پر وہ سر ہلا کہ تیار ہونے چلدی تھی



اپنے کزنز کے ساتھ تاشی باہر آگئی تھی --- ڈرائیونگ سیٹ پر شایان، جبکہ پچھلی سیٹ پر فاریہ، سامعہ اور صائم بیٹھے تھے اس وقت گاڑی جس علاقے سے جا رہی تھی جو سنسان اور کچھ عجیب سا تھا -- ہر طرف اندھیرا -- گاڑی میں میوزک چل رہا تھا

روم روم تیرا نام پکارے
ایک ہوئے دل رہیں ہمارے
ہم سے ہم ہی چھن گئے
جب سے دیکھے نین دیوانے

اسنے اپنی آنکھیں بند کی، ہوئی تھی --- چھم سے کمر کے صبح کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا
--- اسکی آنکھیں اور انکی دیوانگی سوچ کے لب مسکرائے تھے -- اسنے بے اختیار دعا کی تھی
کہ کہی، سے وہ دکھ جائے

وہ خود فرنٹ سیٹ پر سیاہ رنگ کا پلین شلوار قمیض پر سیاہ شفون کا دوپٹہ اور کندھوں پر
اجرک لئے اپنے کمر تک آتے بالوں کو جوڑے میں لپیٹے بادل نخواستہ بیٹھی تھی

جب اچانک بلیک پجارو جسکے پیچھے چند گاڑ بیٹھے ہوئے تھے -- انکے آگے آئی اور انھیں اوورٹیک
کمر کے بلکل سامنے کھڑی ہو گئی --

تیری کالی آنکھیوں سے جند میری جاگے

دھڑکن سے تیز دوڑوں سپنوں سے آگے
اب جان لٹ جائے یہ جہاں چھٹ جائے
سنگ پیار رہے میں رہوں نہ رہوں
سجدہ تیرا سجدہ
بن رہیں کروں نہ ہی چین کروں

"یہ کیا ہوا ہے؟ کون ہے یہ لوگ" یہ آواز شایان کی تھی

جب گاڑی سے آئیس پی "ریباب حیدر خان" بلیک یونیفارم پہنے باہر آیا۔۔
5.11 انج قد، کسرتی وجود، گھنی داری جو اسکے چہرے پر خوب بچ رہی تھی
اپنی گھور سیاہ آنکھوں سے مقابل کے چاروں شانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا
پر وقار چال چلتا ہوا کارتک آیا۔۔ فرنٹ سیٹ پر اسے اپنی دی ہوئی چادر اوڑھے دیکھ کے دل
میں ڈھیروا طمینان اتر آیا تھا

اسے دیکھ کے وہ ساکن بیٹھی رہی۔۔ دل کی دھڑکنوں کا شور حد سے سوا تھا۔۔۔۔۔

بے اختیار اسکا ہاتھ اپنی اجرک پر گیا تھا۔۔ جہاں پہ اسکے ہاتھوں کا لمس موجود تھا۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں ا رہا تھا کہ دعائیں یوں بھی قبول ہوتی ہیں

وہ چلتا ہوا زرتاش کی کھڑکی کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔

"آپ اسوقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اسنے سب کو مخاطب کیا تھا۔۔ مگر جواب جس سے چاہتا تھا وہ جان گئی تھی شایان نے ہاتھ بڑھا کہ میوزک کم کیا تھا مگر ابھی بھی گاڑی میں میوزک کی آواز گونج رہی تھی

رانجھنا نینوں کے تیر چل گئے

ساجنا سانسوں سے دل سل گئے

پلکو میں چھپا لوں او تیرا سجدا کروں

سینے میں سجالوں او دن رہیں کروں

تیرے انگ انگ رنگ میرا بولے

اس بول پر دونوں کی نظریں ملی تھیں تاشی شرم سے لال ہو گئی تھی جبکہ زریاب نے بامشکل خود کو سیریس رکھا تھا

"سر اسوقت ہم لوگ باہر اوٹینگ کرنے جارہے تھے -- "جواب شایان کی طرف سے آیا تھا

"اونہوں فوراً کار ریورس کریں -- آپ لوگ آگے نہیں جاسکتے --- اور اب ایسے اکیلے بھی نہیں گھر جاسکتے --"

آخری بات اسنے زرتاش کو دیکھتے ہوئے دلکشی سے کہی تھی -- جو دل کی تیز ترین دھڑکنوں کو نظر انداز کیے بے نیاز بنے بیٹھی تھی -- آخری بات اور اسکے انداز کو دیکھ کے جل گئی تھی -
تبھی بے اختیار بول پڑی

"کیوں کیا ساتھ بارات آئے گی؟"

اسکی بات سن کے جاندار مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا تھا جسے اسنے بامشکل روکا تھا --- اور جب زرتاش کو اپنی کہی بات کا احساس ہوا تو وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی اور ڈر سے آنکھیں میچ گئی تھی

جبکہ باقی سب اسے دیکھ رہے تھے --- کیونکہ وہ تو کبھی کسی کو جواب نہیں دیتی تھی -- اور
یوں اسکا کہنا کہ اکیلے نہیں جاسکتے وہ جان گئے تھے کہ کوئی جھول ہے -- یقیناً کوئی خطرہ
تھا ---

او اب جان لٹ جائے یہ جہاں چھٹ جائے
سنگ پیار رہے میں رہوں نہ رہوں
سجدہ تیرا سجدہ

بن رہن کروں نہ ہی چین کروں

"جس رفتار سے آپکی زبان چل رہی ہے میرے خیال سے بارات کا انتظام کرنا ہی پڑے گا" وہ
ہولے سے بڑبڑایا تھا جبکہ اسکی بڑبڑلیٹ زرتاش کے کان بڑی شان سے سن چکے تھے اور وہ لال
گلابی ہو گئی تھی

"آپ چلے یہ جگہ فل حال ڈیجرس ہے -- سو مائی کار ول فولو یو ٹل یور ڈسٹینی

(so my car will follow u till ur destiny)"

وہ یہ کہہ کہہ کار کی چلایا تھا اور شایان اپنی گاڑی ریورس کر رہا تھا جب کہ زرتاش ساڈ مرر سے اسکو دیکھ رہی تھی ---- جو تھوڑا سا دور جا کہ مرر کہ زرتاش کو سلوٹ کر چکا تھا اور وہ اس معتبرانا انداز سے آنکھیں نم لئے جھکا گئی تھی -- جبکہ گاڑی انکے گھر تک انکا پیچھا کرتی رہی تھی ---

یہ شخص پہلے جان تھا -- اب جان جانہ بن رہا تھا



وہ لوگ ابھی گھر پہنچے تھے --- صائم , سامعہ اور فاریہ اپنے کمروں میں چلے گئے تھے --- زرتاش گاڑی سے نکل کر باہر آئی تھی اور شایان کارپادک کر چکا تھا اسنے تاشی کے پیچھے جا کہ تیزی سے اسکارخ اپنی طرف موڑا

اسے بازوں سے تھامے اب وہ غصہ سے اسے کہہ رہا تھا

"کون تھا وہ پولیس والا؟"

"اکیلا --- کر رہے ہیں شانی --- بھائی --- مجھے چھوڑے --- مھے درد --- ہو رہا ہے" اپنی آنسو سے بھری آنکھیں اٹھائے وہ اسے کہہ رہی تھی --- جبکہ آج شایان پر اثر نہیں ہو رہا تھا

اگرچہ ایک بار اسکی انکھیں دیکھ کے شایان کا دل دھڑکے تھا۔۔۔ مگر اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔

جس طرح سے وہ زرتاش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور جیسے اس نے زیب کی بات کا جواب دیا تھا یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا۔ وہ تو ان سے بھی بات نہیں کرتی تھی تو اس سے کیوں کر رہی تھی۔۔۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا بھی اس پر حسد بھری نظریں مسلسل ٹکائے ہوئے تھا

اب اگر وہ نا پوچھتا تو ساری رات بے چین رہتا۔۔۔ تبھی اس سے پوچھنا شروع کر چکا تھا

"میں جو پوچھ رہا ہوں اسکا جواب دو۔۔۔ کون تھا وہ اور کیوں تم نے اس سے بات کی؟" وہ اب دھاڑا تھا

"میں۔۔۔ کچھ۔۔۔ نہیں جانتی" اب وہ زار و قدار بچوں کی طرح رونا شروع ہو گئی تھی جبکہ اس نے مزید دانت بیچ کر اپنے غصہ کو قابو میں کرنے کی کوشش کی تھی

"چپ بلکل چپ---- تمہیں ہم گھر سے باہر اس لئے نہیں بھیجتے---- کہ تم جا کہ انکھ
مٹکے لگاؤ---- پڑھائی پر فوکس کرو---- اور خبردار اگر آئندہ مجھے کوئی بھی تمہارے آس پاس
نظر آیا---- کیونکہ تمہارا فیوچر میں ہوں-- یہ جان لو" وہ اسکی دونوں بازوؤں کو تھامے غصہ
سے کہہ رہا تھا---- جبکہ وہ اب ہچکیاں بھر رہی تھی -- اور خدا کو کچھ اور منظور تھا

"میری بات تمہیں سمجھ آئی یا نہیں" اب کی بار وہ شدت سے چلایا تھا
جبکہ وہ بس ہاں میں سر ہلا گئی تھی --- اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا اور باہر کی
جانب چلا گیا تھا --- جبکہ وہ روتے ہوئے اندر بھر گئی تھی اور سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی
تھی --- مافعہ بیگم سو گئی تھی جبکہ وہ روتے ہوئے انکے ساتھ لیٹ گئی تھی ---

شایان کے یوں چلانے سے وہ اس سے اور بھی ڈر گئی تھی --- اسنے تو زیبا سے بات نہیں
کی تھی جو بھی بات ہوئی تھی وہ نورمل تھی مگر اسنے کیا کیا --- وہ روتے ہوئے ایک گھنٹہ بعد
سو گئی تھی



حریم اپنے گھر سے باہر ایک باغ میں چہل قدمی کر رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ
محسوس ہوئی تھی -- اسنے بے اختیار مر کر دیکھا تو اسکے پیچھے وقار کھڑا تھا

کالی شلوار قمیص اور کندھوں پر شال لئے وہ پیارا لگ رہا تھا مگر چھوٹا پیکٹ بڑا دھماکا کبھی یہ اعتراف نہیں کرے گی --- سفید چہرہ اس وقت سرخ ہوا ہوا تھا اور انکھیں بھی ---

"تم - تم یہاں کیا کر رہے ہو یقیناً میرا پیچھا ہی کر رہے ہو گے --- بس لڑکی دیکھی نہیں کہ شروع ہو گئے اور اوپر سے تم تو ہو بھی پولیس والے تمہیں اللہ موقع د" ابھی وہ اگے اور بھی اول فول بولتی کہ وقار نے غصہ سے اسکی بات کاٹی تھی

"خاموش کتنا بولتی ہو تم نہ وجہ نہ جواز اور اپنا ریڈیو سٹیشن شروع کر دیتی ہو --- ا۔ اس وقت تم اکیلی اس باغ میں کر کیا رہی ہو؟" وہ اسے گھور رہا تھا --- بلیک کیپری پہ بلیک ہی شرٹ ڈالے دوپٹے سے بے نیاز بالوں کا راف جوڑا بنائے شرارتی بھوری انکھوں کو عینک سے چھپائے کیوٹ لگ رہی تھی مگر اس وقت وہ اسے زہر لگ رہی تھی

"میں --- کیا اندھے ہو پتا نہیں تمہیں کہ باغ میں انسان چہل قدمی کرنے آتا ہے" وہ پہلے تو اسکے لہجے سے ڈر گئی تھی مگر پھر خود کو مضبوط کر کے بولی

"ڈونٹ ٹرائی ٹو بی اوور سمارٹ و دمی وومن! چلو یہاں سے" وہ زبردستی اسکا ہاتھ پکڑتا ہوا

اسے لے گیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ حق دق رہ گئی تھی



وقار نے اسکا پتہ کروا لیا تھا۔۔۔ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔ اس کے بابا حامد یزدانی ایک بہت بڑے بزنسمن تھے جبکہ انکی اہلیہ طیبہ کی وفات تب ہو گئی تھی جب حریم محض چھ سالوں کی تھی

انہوں نے اکیلے حریم کی پرورش کی تھی اور بزنس کو بھی گرو کیا تھا۔۔۔ اس سب بھاگ دور میں وہ بوڑھے ہونے کے ساتھ ساتھ کمزور بھی ہو گئے تھے انکو بلیڈ کنسر ہو گیا تھا

مگر یہ بات انہوں نے اسے نہیں بتائی تھی۔۔۔ اس کے علاوہ انہیں ایک اور پریشانی بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ انکی کچھ زمینیں قبضہ گروپ ہڑپنے کی کوشش کر رہے تھے اسی سلسلہ میں انہیں آئے روز دھمکیاں مل رہی تھی اسی لئے انہوں نے حریم کو اکیلہ نہیں بھیجا تھا

مگر اس وقت اسکا دل باہر جانے کو کر رہا تھا --- یزدانی صاحب سوئے ہوئے تھے جس کا فائدہ اٹھا کر وہ ائی تھی --- اور اسکے پیچھے وقار آگیا --- جبکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ ابھی بھی اسکے گھر کچھ لوگ ائے تھے ۔

- جنہوں نے انہیں یہ دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے زمین نہ دی تو وہ لوگ حریم کو لے جائے اور اسے بے ابرو کر دیں گے --- ان کی برداشت جواب دے گئی تھی --- انہوں نے کچھ وقت مانگا تھا --

جبکہ ابھی بھی وہ لوگ حریم کے پیچھے آئے تھے اور وقار کی پولیس والی گاڑی کو دیکھ کے پیچھے ہو گئے تھے --- مگر وقار جان گیا تھا --- اسی لئے اسے غصہ سے گھور رہا تھا -- اور اب اسے کھینچتے ہوئے وہ گھر کے دروازے کے اگے لایا تھا

"اب اگر تم بغیر کسی خاص اور ضروری وجہ کے یہاں سے باہر انکلی تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا --- سمجھ ائی " اسکا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا --- جبکہ وہ اندر تک کانپ گئی تھی اسکے بابا نے بھی کبھی اس سے اس انداز میں بات نہیں کی تھی ---

"تم -- ککون ہوتے ہ و-- مجھ سے یوں --- ببات کرنے -- والے اچ تک --, بابا نے ---
بھی مجھ سے اس طرح بات نہیں کی ---" ابھی وہ بول رہی تھی کہ پھر بھی اسنے دوبارا اسے
ڈانٹا تھا

"میں جو کہہ رہا ہوں اسپر عمل کرو --- مجھ سے مت مانگو کچھ بھی ایکسپلینیشن "اب کہ اسنے
اسکا چہرا تھوڑی سے پکڑا تھا

"کیوں کیوں نہ مانگو" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور یہاں وقار کی برداشت جواب دے گئی
تھی

"بیکوز آئی لو یو ڈیڈ" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لئے کہہ رہا تھا جبکہ حریم ساکت ہو
گئی تھی -- محبت -- ہاں بابا -- اور - زرتاش کے علاوہ بھی کوئی اسے چاہتا تھا --- وہ ساکت
تھی یہ سوچ کہ --- یہ سن کہ اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے

کسی کی آنکھ پر نم ہے
محبت ہو گئی ہوگی

"میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی تمہیں مجھ سے کوئی بھی دور کرے --- ایسے میں تمہاری حفاظت کے لئے ہوں مگر --- میں چاہتا ہوں کہ تم خود بھی مضبوط بنو -- لہذا اب میں تمہیں یوں اوارہ گردی کرتے نہ دیکھو" وہ اسکے تھوڑا قریب ہو کہ بولا تھا -- اتنا کہ اسکی سانسیں وہ اپنے چہرے پہ محسوس کر رہی تھی --- حریم کا رنگ سرخ ہو گیا تھا شرم سے اور اسی بات نے اسکا غصہ اڑن چھو کر دیا تھا --

آپ جس سے محبت کرتے ہیں اسکی نہ صرف حفاظت کرے بلکہ اسکی طاقت بھی بنے تاکہ وہ بھی مضبوط بھی بنائیں تاکہ وہ حالات کا مقابلہ کر سکے

وہ بنا کچھ کہے اندر کی جانب دور لگا گئی تھی --- جبکہ وہ مسکرا کہ گاڑی کی طرف چل دیا تھا ---

کسی کو سامنے پا کر کسی کے سرخ ہونٹوں پہ
الوکھ سا تبسم ہے محبت ہو گئی ہوگی



اسے ابھی سوئے ہوئے چند منٹ ہی گزرے ہونگے جب اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے اسنے مندی مندی انکھیں کھولی جب اپنے سامنے بڑی شان سے بیٹھے زیب کو دیکھا تھا

"اپ -- اپ یہاں --- کیا کر رہے ہیں؟" وہ سرگوشانہ انداز میں بولی تھی کیونکہ پاس ماں بھی تھی اور وہ بندر بھی اسکے سامنے بیٹھا ہوا تھا ---

"اپنی فیری کو دیکھنے" انداز دلکش تھا --- جبکہ اسے دیکھ کہ زرتاش کو شایان کی بات یاد آگئی تھی --- تو ایک پل لگا تھا جھیل سی آنکھوں کو انسو سے تر ہونے میں اور پھر برسات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا ---

"اڑے یار کیا ہوا ہے --- کیوں رو رہی ہے میری فیری" وہ جو بیڈ کے سامنے رکھے صوفہ پر بیٹھا تھا فوراً اٹھ اپنی زیست کے قدموں میں آ بیٹھا تھا --- جو کہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئے تھی اسکے یوں آنے پر بوکھلا گئی تھی

"آپ -- آپ نے جب -- بات کی تھی --- مجھ سے تو --- شانی بھائی --- "آواز نکلنے سے انکاری تھی آنسوؤں کا اک گولا گلے میں اٹک گیا تھا --- جبکہ اسکے آنسو دیکھ کہ زریاب کے دانت غصہ سے بیچ گئے تھے, ---

"ہممم آگے بولو میری جان " وہ اسکے ہاتھوں کو ہاتھ میں لئے کہہ رہا تھا جبکہ وہ اب ایک بار پھر بولنے کی کوشش کر رہی تھی

"انھوں نے --- ڈانٹا اور کہا کہ اب میری بات سن --- لو تم --- کبھی بھی --- کسی سے بھی بات نہیں --- کرو گی --- نہ ہی کوئی تمہارے آگے پیچھے --- ہو کیونکہ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں " وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی جبکہ زریاب کی آنکھوں اور چہرہ غصہ کو ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہو گیا تھا ---

"اوہوں کوئی کچھ نہیں کہے گا اور کرے گا میں آپکے ساتھ ہوں اپنے ڈرنا نہیں -- اور اسے تو میں خود سمجھا لوں گا کہ وہ کس سے شادی کرے گا " اسنے یوں دانت پیسے تھے جیسے اس کے دانتوں کے نیچے شایان ہو

"میں دو دن کے لئے اسلام آباد جا رہا ہوں واپس آ کر میں آپکو ایک سرپراز دون گا مگر ان دنوں میں آپ نے ڈرنا نہیں اور نہ ہی گھبرانا ہے۔۔۔" سڑونگ بننا "وہ اب اسکے ہاتھوں کو اپنے رخساروں پر لگائے کہہ رہا تھا۔۔۔ کام کے سلسلے میں اسے اسلام آباد جانا تھا تبھی رات کے بارہ بجے وہ اپنی فیری کے پاس تھا اسے ایک بجے ایئرپورٹ نکلنا تھا۔۔۔"

"اپ مت جائے۔۔۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے" اج کے بعد وہ اتنا ڈر گئی تھی کہ، اسکے جانا کا سوچ بھی نہیں۔۔۔ سکتی تھی۔۔۔ مگر اسے ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ اب سخت خوف اور ڈر اسکی شخصیت کا خاصہ بن جائے گا

"جان جانہ میں آپکے ساتھ ہو۔۔۔ آپ گھبراؤ نہیں بلکہ دعا کرو بس دو دن کی بات ہے" وہ اسکی ہتھیلی پر اپنے لب رکھ کے کہہ رہا تھا

"اپ آئے گے نہ" وہ تصدیق چاہتی تھی

"جی آؤگا اب اپنے خادم کو اجازت دو" وہ اب اٹھ کھڑا تھا کیونکہ اسکی فلائٹ میں محض آدھ گھنٹہ رہ گیا تھا --- مگر دل اداس تھا --- اسے اگر معلوم ہوتا کہ صبح کا سورج اسکا سب کچھ لے جائے گا تو وہ ابھی ہی اپنی فیری کو انے پاس لے آتا



"اٹھو چنڈا --- کب تک اور سونا ہے" اسکی ماں اسے اٹھا رہی تھی رات دیر تک رونے کی وجہ سے اسکی آنکھ دیر سے لگی تھی --- زریاب تو چلا گیا تھا مگر وہ وسوسوں میں گرمی رو رہی تھی ---

"اٹھ رہی ہوں ماما جانی" وہ تکیہ کو مزید خود میں بیچ گئی تھی --- جب مافہ بیگم نے اسکا رخ اپنی طرف کیا --- انکی نظر بے اختیار اسکے سوچے پوٹو کی طرف ٹہر گئی تھی ---

"چنڈا کیا ہوا ہے رات میں روتی رہی ہو کیا؟" وہ جھک کر اسکی آنکھیں چومتے ہوئے بولی تھی جبکہ وہ نظریں چرا گئی تھی

"نہیں ماما رات دیر تک پڑھائی کرتی رہی تھی اسی لے" ایک بے ڈھنگا سا جواز پیش کیا گیا تھا --- وہ جان گئی تھی کہ وجہ کچھ اور ہے --- تبھی انھوں نے مزید نہ خریدہ تھا ---

"چلو گریٹا جلدی سے فریش ہو کر نماز پڑھو اور پھر اؤ نیچے " خود وہ نماز پڑھ چکی تھی اور اب اسکو کہہ کہ کچن کی طرف چلی گئی تھی --- جبکہ قسکا سر ابھی بھی بھاری تھارات کو رونے کی وجہ سے مگر ہمت کر کے وہ اٹھ کر فریش ہونے چلی گئی تھی



نماز پڑھ کر جب اپنے کمرے سے نکلی تو باقی سب بھی ٹیبل کر آچکے تھے --- وہ بھی خاموشی سے جا کہ بیٹھ گئی تھی ابھی اسنے پراٹھے کا پہلا نوالا ہی منہ میں ڈالا تھا جب سکوت بھرے ماحول میں شایان کی آواز نے نا صرف ارتعاش پیدا کیا تھا بلکہ ردا بیگم کا سپیکر بھی اوون کرایا تھا

"بابا مجھے اپ سے اور یہاں بیٹھے ہر شخص سے ایک بات کہنی ہے " وہ التجیہ انداز میں بولا تھا

"ہممم -- بولو -- " وہ سمجھے تھے شاید کوئی کاروبار کی تراکی کے بارے میں کہنا ہوگا مگر اسکے لفظ میز پر بیٹھے ہر شخص کے سر پر بومب کا کام کر رہے تھے --

"میں زرتاش سے شادی کرنا چاہتا ہوں -- اسے اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں " سب ساکت تھے جیسے اسنے ناجانے کیا مانگ لیا ہو زری کا نوالہ حلق میں اٹک گیا تھا تو ردا بیگم کو باقاعدہ اچھو کا لگا تھا --- مافعہ بیگم بھی بس ایک پل گھبرائی تھی مگر پھر مضبوط ہو گئی تھی

"تم ہوش میں ہو کیا اول فول بکے جارہے ہو --- کہی ابھی بھی نیند میں تو نہیں تم " سب سے پہلے ہوش ردا بیگم کو آیا تھا

"اما پلیز --- ایسے بیچو نہ کرے جیسے میں نے کوئی ناممکن چیز مانگی ہو -- میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں " اب وہ جھنجھلایا تھا

"واہ بھابھی بیگم واہ --- کہتی تھی نا سنبھال کہ رکھے اپنی اس بیٹی کو کہی کوئی گل نہ کھلا دے اپ کہتی تھی کہ اپنی بیٹی پر دھیان دو -- دیکھے اب اسے نے کیا کیا --- میرے معصوم بچے کو ورغلایا --- " وہ اب واویلا مچا رہی تھی جس پر شایان جھنجھلا گیا

"اماں پلیز سٹوپ ایکسجیرٹینگ " (exaggerating) وہ انکے قریب جا کہ بولا تھا ---

"میں بات کو نہیں بڑھا رہی ہوں تم، بڑھا رہے ہو۔۔۔ مجھے یہ لڑکی بالکل پسند نہیں ہے۔ اس کے لچھن ہی سہی نہیں ہے۔۔۔ تم اسی سے شادی کرو گے جس سے میں کہوں گی"

"بس کرو ردا میری بیٹی کے پیچھے تمہارا بیٹا پڑا ہے۔۔۔ وہ اسکے پیچھے نہیں پڑی
۔۔۔ خبردار جو اپنے اسے کچھ کہا" وہ روتی ہوئی تاشی کو ساتھ لگا کہ، بولی

"ہاں بھئی تمہاری بیٹی شریف زادی اور ہم۔۔ ہم برے"

"بس بہت ہو گیا ہے اپ لوگ تو جینا حرام کر دیتی ہے۔۔ ناشتہ کرے" اب کی بار ثقلین
بولے تھے تو وہ خاموش ہوئی۔۔

"نہیں اپ انکو اور انکی نیک بیٹی کو گلہ لائے" ردا ترخ کر جواب دیتی یہاں سے چلی گئی تھی

--

"جاؤ چندا دیر ہو رہی ہے یونی کے لئے جاؤ شاباش" وہ اسے باہر چھوڑنے گئی تھی جب کہ وہ
انسو پوچے چلی ہمگئی تھی۔۔ انہوں نے دعائیں پڑھ کے پھوکی تھی



"بھابھی اپکا -- اسکے بارے میں کیا خیال ہے؟" سب کے جانے کے بعد اب ثقلین مافہ
بیگم کو کہ رہے تھے

"بھائی بے شک آپکے بیٹے میں کوئی عیب نہیں ہے -- تاشی کیا -- جو بھی لڑکی اس کے
ساتھ رہے گی وہ خوش رہے گی -- مگر میں اپنی بیٹی کی شادی یہاں نہیں کرنا چاہتی" وہ تحمل
سے بولی تھی

"کیوں یہ بھی تو اسکا ہی گھر ہے" اندر سے وہ خوش تھے مگر اوپر اوپر سے کہہ رہے تھے

"جی بجا فرمایا -- یہ بھی اسکا اپنا ہی گھر ہے مگر اس گھر میں جتنی عزت اسے ملتی ہے وہ آپ
دیکھ سکتے ہیں ہمیں یہاں گھر کا کام دیا جاتا ہے -- اسکا کوئی بھی کزن اسے بلاتا نہیں -
یہاں تک کہ چچایاں بھی نہیں -- مجھے اپنی بیٹی کو صدا کا روگ نہیں لگانا" وہ اب گلوگیر لہجہ
میں بولی تھی جبکہ ثقلین کو چپ لگ گئی تھی ---

جب تک ابرا زندہ تھے -- سب لوگ مافعہ کی عزت کرتے تھے انکے بعد تو کوئی عزت نہیں کرتا تھا -- نا ہی انہیں پیار دیا جاتا تھا -- انہیں یوں سٹو کرایا جاتا تھا جیسے وہ بوجھ ہیں

اب وہ یہاں اپنی بیٹی کو نہیں دینا چاہتی تھی -- اس دن جب ردا بول ہی تھی تو شایان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے روک لیتا --- جو تب نہیں کرسکا وہ اب کیا کرے گا انسان کو ایک بار ہی ازیایا جاتا ہے بار بار نہیں اور وہ آزمائش پر پورا نہیں اترتا تھا اسکی کل والی بے اعتباری بھی وہ دیکھ چکی تھی جب شایان اس سے باتیں کر رہا تھا تو مافعہ بیگم کچن سے پانی لینے آئی تھی اور سب سن چکی تھی --- اب کوئی جواز ہی نہیں تھا اسکا ساتھ دینے کا

"چلیں بھابھی جیسی اچکی مرضی" وہ یہ کہہ کہہ جان چھڑانے والے انداز میں چلے گئے تھے --- جبکہ ایک انسوٹ کر مافعہ بیگم کی انکھ سے گرا تھا اور دل میں دعا تھی کہ "کاش آج ابرا زندہ ہوتے"



صبح کا سورج گویا روشنی بکھیر رہا تھا مگر چند لوگوں کی زندگی میں سیاہی کا سندیسہ لایا تھا۔۔۔ زرتاش صبح تیار ہونے کے لئے چل دی تھی۔۔۔ جب تیار ہو کر نیچے جانے لگی تو اپنے کمرے سے نکلتا ہوا۔۔۔

شایان اسے دیکھ کہ رک گیا تھا اور پھر اسکے قریب آکر بولا تھا
"تم کسی خوشفہمی میں نہ رہنا کہ میں پیچھے ہٹ جاؤ گا کہ تمہیں اپنا بنا کہ ہی رہوں گا۔۔۔ اور اگر تب تک کوئی بھی مجھے تمہارے آس پاس بھی دیکھا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا" وہ اسے دھمکی دے رہا تھا جب کہ زرتاش کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔

اسنے یہ کہہ کہ اسے چھوڑ دیا تھا جب کہ وہ۔۔۔ آنسو پونچتی نیچے چل دی تھی آج اسکا دل بوجھل سا تھا۔۔۔ ایک پل بھی سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔

کھانا کھا کہ وہ کالج کے لئے نکل گئی تھی۔۔۔ جب کالج پہنچی تو وہاں حریم بھی پہلے موجود تھی۔۔۔ اسے آتا دیکھ وہ سرخ ہوتی ہوئی اس کے گلے لگ گئی جبکہ زرتاش حیران تھی کہ یہ لڑکی کیوں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا ہے پٹاکا تم آج کیوں انار کی طرح سرخ ہوئی ہوئی ہو" زرتاش نے پیار سے اسکی پیشانی چوم کر کہا تھا اسے یہ لڑکی عزیز ہو گئی تھی -- دل کی صاف --- بے لوث پیار کرنے والی ---

"وہ --- وہ --- وقار -- نے مجھے "شرم سے اس سے بات مکمل نہیں ہو رہی تھی اسے دیکھ کہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ یہی حریم ہے جو سب کے ناک میں دم کر دیتی تھی ---

"کون وقار ---- اور کیا کہا اسنے جو تم یوں لال ہوئی ہو" وہ مسکراہٹ دبا کے بولی --

جواب میں حریم نے گھورتے ہوئے اسے سب بتایا اسکا ملنا اور اسکا پرپوز کرنا --- وہ خوش تھی --- ہاں اسے ہینڈسم وقار بہت پیارا لگا تھا ---

"میں بے حد خوش ہوں تمہارے لئے" وہ پیار سے اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولی تھی --

"اب زرا تم بتاؤ وہ ہینڈسم کون تھا --؟" وہ زریاب کے متعلق بات کر رہی تھی --- جب کہ اسکا ذکر سن کہ وہ مسکرا دی تھی

"حریم --- میں نہیں جانتی یہ پیار ہے یا کونسا جزیہ --- مگر انکی نظروں میں احترام عزت دیکھ کے میرے دل میں بے اختیار یہ خواہش آتی ہے کہ اللہ اسے میرا محرم بنادے " اسے اول سے آجرتک سب سنا کہ وہ یہ بولی تھی --

"اللہ تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہمیشہ سلامت رکھے - " وہ اسکے گلے لگ کے بولی تھی



آج سنان اور لیزہ واپس آگئے تھے --- لیزہ تو آرام کرنے کی غرض سے کمرے میں تھی جبکہ سنان اور رامز اپنے افسس میں تھے انکے ساتھ پاشا بھی تھا

"ہممم تو کیا کہہ رہا ہے یزدانی " سنان نے اندونوں سے پوچھا تھا

"سر وہ کہہ رہا تھا کہ اسے ایک دن کا وقت دے دے " جواب پاشا کی طرف سے آیا تھا

"تم نے اسے دھمکی نہیں دی تھی کیا "

"دی تھی تبھی تو وہ مانا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسے ایک دن کا ٹائم دے دے تاکہ ساری چیزیں لیگل ہو جائے"

"اور اسکی بیٹی۔"

"اسے دیکھنے کے لئے میں گیا تھا باقیوں کے ساتھ۔۔۔ مگر اس سے بات نہیں کرپایا کیونکہ وہاں پولیس کی جیپ کھڑی تھی اور اس وقت جب کہ ہمارا مال ٹرانسفر ہونا تھا تو میں یہ رسک نہیں افورڈ کر سکتا تھا تبھی بغیر بات کئے آگیا" اب تفصیل سے جواب رامز کی طرف سے آیا تھا

"ٹھیک ہے" مال ان لوگوں نے پچھلے دنوں سمگل نہیں کیا تھا۔۔۔ کیونکہ ان لوگوں نے ڈیلے کر دیا تھا

"تمہیں پتہ ہے کہ وہ کہاں پڑھتی ہے؟" سنان نے دریافت کیا تھا

"ہمم مجھے معلوم ہے" پاشا نے کہا تھا

"ٹھیک ہے گاڑی نکالوں" سنان یہ کہتا ہوا باہر چلنے والا تھا۔۔۔

"میں بھی ساتھ آؤں؟" رامز نے کہا تھا وہ جانتا تھا کہ جب بھی اسے دھمکی دینی ہوتی تو وہ نہیں جاتا تھا بس پاشا اور سنان جاتے تھے پھر بھی اسے چھیڑتا تھا

"نہیں دوست تم سے تو خدا کی پناہ" سنان نے باقاعدہ ہاتھ جوڑے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ بھی ساتھ گیا تو وہاں بجائے دھمکی دینے کے اپنے ٹھہر کی نیچر کی وجہ سے وہ لڑکیوں کو ہی دیکھے گا

وہ اور پاشا چلے گئے تھے باہر جبکہ رامز کا قہقہہ گونجتا تھا۔۔۔



ابھی لیکچر ختم ہوا تھا تو وہ لوگ باہر آئی تھی۔۔۔ وہ دونوں اب گھر جانے کے لئے یونی کے گیٹ کے پاس کی تھی جب ان کے سامنے ایک پراڈو آکر کی تھی۔۔

جس کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی تھی جن میں موجود لوگ --- اسلحہ اٹھائے ہوئے تھے --
بلیک کلر کا یونیفارم پہنے ---

"تو حریم صاحبہ کیسی ہو تم" پراڈو میں سے دو لوگ نکلے تھے ایک جس نے بلیک تھری پیس پہنا
ہوا تھا جبکہ دوسرے نے بلیک شلوار قمیص --- بلیک شلوار قمیص والا زہر خندق مسکراہٹ
سجائے ہوئے کہہ رہا تھا --

"آپ۔ آپ کون ہیں -- اور یوں کیوں پوچھ رہے ہیں" وہ پہلے گربڑائی تھی اور ڈری تھی پھر
سنجھل کر غصے سے بولی تھی

"جان من یہ تم اپنے ابا سے پوچھو --- اور اسکو جا کہ کہہ دینا کہ سنان داؤد انتظار کا عادی
نہیں ہے اگر اسنے میرا کام نہیں کیا تو اگلی بار میں تمہیں یہاں کھڑے ہو کر بات کرنے کی
بھی مہ" ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب ایک سنائے دار تھپڑ اسکے منہ پر پڑا تھا

اسنے نظر اٹھا کہ مارنے والی ہستی کو دیکھا تھا تو وہ ایک لڑکی تھی -- نازک سی -- قد میں چھوٹی
اور دھان پان سی تھی --- پپل نگ کے سادے کپیری اور شرٹ پہنے وہ حور لگ رہی تھی

مگر سنان نے اسکی خوبصورتی پر غور نہیں کیا تھا وہ بس اسکی جرت کو سراہ رہا تھا۔۔۔ آج تک کسی میں ہمت نہیں ہوئی تھی کہ کوئی اسکو مارتا۔۔۔ مگر اس لڑکی نے کی تھی۔۔۔ یہاں تک کہ پولیس والوں سے بھی وہ بچ جاتا تھا

"شرم انی چاہیئے اپکویوں کسی بھی لڑکی کو دھمکاتے ہوئے۔۔۔ کسی کو حراسہ کرتے ہوئے۔۔۔ آپ جیسے لوگ ہوتے ہیں۔۔۔ جنہیں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔۔۔ نہ ہی ان کے دل میں ماں یا بہن کی عزت ہوتی ہے۔۔۔ دنیا میں اتنا بھی اندھیر نہ مچائے۔۔۔ کہ آسمان والا قہر نازل کرنے پر مجبور ہو جائے۔۔۔ مجھے تو حیرانگی ہوتی اور ترس بھی آتا ہے ایسی ماں پر جسکے بیٹے آپ جیسے ہونگے۔۔۔"

وہ اپنے نازک ہاتھوں سے اسکا گریبان پکڑے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ جب سے اسے پتا چلا تھا کہ حریم کی ماں نہیں وہ ہر ممکن کوشش کرتی تھی اسے سنبھالنے کی بلکل بہن کی طرح اس سے برداشت نہیں ہوا تھا کہ کوئی بھی حریم کو کچھ کہتا اور اسکی باتیں تو ویسے بھی زرتاش کی برداشت سے باہر تھی

"یہ تمہیں آپکو یاد رکھوائے گا کہ کسی کو کبھی بھی حراساں نہیں کرنا اپنے رعب سے" وہ اپنی طرف سے اسے سزا دے رہی تھی جو اپنی طاقت کے بل بوتے پر فرعون بن چکا تھا۔۔ اب سے اسکی زندگی کے دن پلٹ جانے تھے وہ نہیں جانتی تھی مگر سنان جانتا تھا

"you will pay for this!" وہ اسکے ہاتھ گریبان سے ہٹاتا پتھریلے لہجہ میں گویا ہوا تھا اور پاشا کو لے کے چل دیا

جبکہ روتی ہوئی حریم کو زرتاش نے گلے لگایا تھا اور اسے چپ کروا رہی تھی

"تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیئے تھ وہ کتنا برا ہے گر اسنے تمہیں" اب حریم نے فکر مندی سے کہا تھا۔۔۔ جبکہ زرتاش خود پر بھی حیران تھی۔۔۔ کہ وہ اتنا سب کیسے بول گئی۔۔۔

"اونہون تم فکر نہ کرو۔۔۔ میرے پاس میرا محافظ ہے" اسے سمجھاتے ہوئے اسنے آخری بات ددل میں کاہی تھی مگر حقیقت تو یہ ہے کہ حد سے زیادہ توقعات بھی آپکو مار دیتی ہیں۔۔۔ یہ بات کو جاننے والی تھی وہ بھی بہت جلد

"چلو ڈرائیور اگیا ہے --- جاؤ اور ہاں گھبرانا نہیں ایم و دیو ---" وہ پیار سے اسے گلے لگا کہ
اپنی منزل کی جانب چل دی تھی



"مجھے اگلے گھنٹے میں اسکا سارا بائو ڈیٹا چاہیئے" وہ جب سے گھر آیا تھا تب سے غصہ سے پاگل
ہو رہا تھا کہ ایک چھٹانک بھر کی لڑکی نے اسے تمپڑ دے مارا تھا -- وہ جیسے ہی گھر میں داخل
ہوا تھا تو لیزہ کھڑی تھی

اسنے آج پہلی دفعہ سنان کو اتنے غصہ میں دیکھا تھا -- جب سے شادی ہوئی تھی وہ بہت کم
ہی غصہ میں آتا تھا زیادہ تر اسکے چہرے پر پراسرار سے ایکسپریشن ہی رہتے تھے

آج اسے غصہ میں دیکھ کے وہ خود بھی دہل گئی تھی -- جب لیزہ نے وجہ پوچھی تو اسنے یہ کہہ
دیا تھا کہ ابھی وہ بات نہیں کرنا چاہتا اس بارے میں

"جی سر" پاشا سمیٹ بھاگا تھا اور لگے گھنٹہ اسکے پاس زرتاش ابرار کی، ساری انفومیشن تھی۔۔۔ جسے دیکھ کے جی جان سے مسکرایا تھا۔۔ اس میں زرتاش کی ایک ایک فیملی ممبر کی انفومیشن تھی۔۔۔

اب اسے پتہ تھا کہ اسنے آگے کیا کرنا ہے۔۔۔

"لیزہ فوراً سامان پیک کرو تمہیں جانا ہے" وہ لیزے کو آڑ دے رہا تھا

"مگر کہاں" اسنے اچھنبے سے اسے دیکھا تھا اسکی سمجھ سے باہر تھا کہ یہ بندہ کیا چیز تھا

"فلیٹ پہ۔ ابھی پلیر سوال نہ کرنا۔۔۔ میں سارے سوالوں کے جواب دوں گا۔۔" وہ اسکے ماتھے پہ بوسہ دیتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ سر ہلا دی تھی۔۔۔

"باہر ڈرائیور ہے۔۔ اب مین خود آؤ گا تم سے ملنے تم مت آنا اینڈ کیپ ٹرسٹنگ" وہ اسکے ہاسے سامان دیئے وہ کہہ رہا تھا جبکہ وہ اسے گلے لگا کہ چلدی تھی



اس وقت ڈائنگ ہال میں ایک قیامت کا سا سماں تھا۔۔۔ اسکے چچا اور چاچیاں
صائم، شایان دونوں تھے۔۔۔ اور اسکی ماں اپنی بیٹی کی، بے گناہی ثابت کرنے کی
تگ و دو میں لگی ہوئی تھی

جبکہ، اسپر تہمت لگانے والا وہ شخص بڑے سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا سیریل سے
لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔ اور ایک وہ تھی ساکن۔۔۔ شل ساکت۔۔۔

"میری بیٹی ایسی نہیں ہے یقیناً یہ شخص جھوٹ بول رہا۔۔۔" ماں نے مسترد کیا تھا جبکہ وہ
لوگ تو اس تگ و دو میں تھے کہ کب ایسا موقع آئے کہاں ماں بیٹیوں سے جان چھوٹے

"تو کیا یہ ثبوت جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔" اسنے چند تصویریں جند چیٹ کے شواہد دیئے تھے اور
کہا تھا کہ لڑکی میرے ساتھ بھاگنے والی تھی تو میں نے کہا کہ بھاگنے سے اچھا ہے کہ کیوں نہ
عزت سے جایا جائے

چچا لوگوں کو اس نے پہلے ہی پیسے دے دئے تھے اور وہ لوگ اسکا نکاح زرتاش سے کروانے کے لئے راضی ہو چکے تھے --- انھوں نے پریسٹ کچھ ایسے کیا تھا کہ قصور وار صرف تاشی ہے

"میں ایسی نہیں ہوں شانی بھائی اپ تو مجھ سے پیار کرتے تھے نہ آپ کو تو پتہ ہے میں ایسی نہیں ہوں" وہ ایک ایک کے پاس جا کہ اپنی بے گناہی بیان کر رہی تھی

"تم اور بے گناہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تمہیں کہا تھا نا کہ مت دیکھنا کسی کی طرف --- ٹھیک کہتی تھی اماں تمہارے ہی چال چلن ٹھیک نہیں تھے -- مجھے تو معاف ہی کرو --- مانگا ہی کیا تھا میں نے ہاں بس وفاداری اور تم نے کیا کیا کالک مل دی ہمار منہ پر ---- مجھے افسوس ہو رہا ہے خود پر اپنے انتخاب پر" وہ اسکے چہرے پر تصاویریں اچھالتا ہوا بولا تھا --- وہ تصویریں جن میں دونوں ایک دوسرے کے کافی قریب تھے ---

"جن بیٹیوں کے باپ مر جائے تو ماؤں سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے --- کردی نہ تم نے بھی خطا --- اب فیصلہ کرے نکاح پڑھوائے اسکا اس کے ساتھ اور رخصت کرے اس گناہ کی پوٹلی کو" رداہیم نے انتہاء کردی تھی --- اور یہاں تاشی پتھر ہو گئی تھی

چچا نے کہا تھا کہ جلد تیار کر کے اسکا نکاح پڑھا کہ اسے رخصت کرے اور آنے والا اپنے ساتھ اسکا جوڑا تک لایا تھا تاکہ اسے عیب دار اور خود کو پاک دیکھا سکے

ماں کی مزاحمت بھی کام نہ آئی تھی اور اگلے دو گھنٹہ میں وہ زرتاش ابرار سے زرتاش سنان بن گئی تھی --- ایک دوزخ کی طرح کی زندگی جینے

اسنے قربانی دی تھی تو اسکا صلہ بھی اسے ملنا تھا--- یہ لکھ دیا گیا تھا

آج جہاں حیدر کی دنیا اجڑی تھی

وہی سنان نے اپنی فتح کا جشن منایا تھا

جبکہ زرتاش نے اپنے رب پر توکل رکھ کے ایک قدم اٹھایا تھا

اب دیکھنا یہ تھا کہ آگے اس قدم کا اور حریم کے ساتھ کی گئی نیکی کا صلہ کہا ملنا تھا



ایک سال بعد :

وقت ہاں کسی کے لئے نہیں رکتا --- چاہے جیسے بھی حالات ہو وہ گزر جاتا ہے --- یہ وقت

بھی گزر گیا تھا مگر اپنے پیچھے بہت نشان چھوڑ گیا تھا --- کہی کسی کو زندگی کی نوید ملی تھی --

تو کسی کی زندگی ختم ہو کہ شروع ہوئی تھی --- کہی کسی کو اسکے کئے کا انجام بھی ملنا تھا

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا وہ یک ٹک اسکو غروب ہوتے دیکھ رہی تھی ایک وقت تھا جب اسے یہ منظر پوزیٹیوٹی کی طرف لے آتا تھا --- مگر اب اسے یہ بھی اپنی ذات کی تاریکی لگتی تھی

وہ خود کو اسی تاریکی میں رکھتی اگر ایک معصوم کلکاری کی آواز اسکی توجہ نہ ہٹاتی --- اسنے اپنی گود میں موجود تین ماہ کے گلگو تھنے کو دیکھا تھا --- چہ گورا گول مٹول وہ بڑی بڑی انکھوں والا شہزادہ جسکے گال پھولے ہوئے تھے

باقی بچوں کے مقابل وہ زیادہ ہیلتھی تھا --- اسکی ماں کی جان بستی تھی اس میں --- اگر وہ نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی جی نہ پاتی --- ہاں خدا اپنے بندے کو ہر وقت نوازتا ہے -- یہ انسان ہے جو سمجھ نہیں پاتا --

"مازن ماما کی جان --- آجاؤ اب گھر چلے -- اس سے پہلے کہ نانواں کی ڈانٹ پڑ جائے گی" خود اسنے پلمپ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جبکہ، مازن نے کالے رنگ کی، شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی --

اپنی ماں کی بات سن کر وہ اوں آں کی آواز نکالنے لگا تھا جیسے وہ یہ باتیں سمجھ رہا ہو اور پھر کھلکھلا کہ ہنس دیا تھا ---

وہ ہر شام، اسکو لے کے واک پر اتی تھی تاکہ اپنا بھی ویٹ لوز کر سکے اور باہر نکلنے، سے وہ ڈیپریشن سے بچ جاتی تھی --- اسی لئے اسکو باغ میں بھجا جاتا تھا اگرچہ یہ باغ گھر کے پاس ہی تھا

وہی پھر مجھے یاد آنے لگے ہیں
جنہیں بھولنے میں زمانے لگے ہیں

اس سال میں وہ دو لوگوں کو نہیں بھولی ایک کی تلخیاں تو دوسرے کی محبت --- عجیب تھے
دونوں ایک نے ایسی محبت کی کہ وہ بھول نہ سکی اور ایک نے ایسی نفرت کہ اسکے اثار آخری
دم تک اس میں رہے گے

وہ ہیں پاس اور یاد آنے لگے ہیں

محبت کے ہوش اب ٹھکانے لگے ہیں

اس سال کا کوئی ایسا پل نہ تھا جب اسنے اسے یاد نہ کیا ہو ہاں مگر احساسات مختلف تھے
جذبات مختلف تھے

وہ انہیں احساسات میں گرمی گھر کے لئے چل دی تھی



"چندا آگئی ہے تو --- لا دے اس کو مجھے" وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی تھی مازن کی نانی
جان نے اسے آواز دی کہ وہ مازن کو انہیں دے دے وہ مازن کو بے حد دیا وہ چاہتی تھی --
زیادہ تر مازن انہیں کے پاس ہوتا تھا

وہ بھی ان سے مانوس ہو گیا ہوا تھا -- جب مازن ہونے والا تھا جب زرتاش کی بہت کریڈیکل
سچویشن تھی --- وہ مینٹلی اور فزکلی نہ صرف ویک تھی بلکہ اپسیٹ بھی تھی اور ڈیپریشن میں
بھی چلی گئی تھی

یہ تو خدا کی قدرت تھی کہ مازن جب پیدا ہوا تو تھوڑا ہیلتھی تھی --- اس کے بعد نانی جان نے اس پر بہت محنت کی تھی تب جا کہ وہ سہی ہوا تھا, ---

"سونو پتر جلدی کھانا لگا" مازن کی, نانی یعنی بی جان نے سونو سے کہا تھا

"جی بی جان" کچن میں سے سونو کی آواز آئی تھی جبکہ زرتاش اب اٹھ کر سونو کے پاس جانے لگی تھی جب مازن صاحب کو اپنی اماں کا یوں جانا بالکل پسند نہیں آیا تھا

اگلے ہی لمحے اس کا باجیج چکا تھا اس نے اپنی ماں کو اپنے پاس سے اٹھنے ہی نہیں دیا تھا --- جبکہ بی جان مسکرا دی تھی اور اسے زرتاش کو دیا تھا

"دلاڑے کو بالکل بھی پسند نہیں آیا کہ اس کی اماں جائے --- چھوٹی سی ماما اور چھوٹا سا چنڈا" انھوں نے پیار سے دونوں کی پیشانی چومی تھی --- اندونوں میں حیدر کے بعد ان کی, جان بستی تھی

"چلے بئی کھانا لگ گیا ہے آپ آپ بھی اجائے۔" سونو کھانا لگا چکا تھا۔۔۔ اور انہیں آوازیں دے رہا تھا۔۔۔ وہ لوگ ڈائننگ ٹیبل کی طرف کھانا کھانے چل دیئے تھے



وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ اس وقت ہنجرائی کی حدود سے وہ باہر آچکا تھا۔۔۔ 1 سال پہلے اسنے اپنی پوسٹنگ۔۔۔ ہنجرائی کر والی تھی۔۔۔ جو کیس اسکو ملا تھا اسکے مجرموں کو وہ کیفر کردار تک پہنچا چکا تھا

مگر اس دلبر کو کھونے کے احساس نے اسے جکڑے رکھا تھا۔۔۔ اسنے وہ شہر چھوڑ دیا تھا۔۔۔ وجہ یہ تھی کہ اسے یہاں ایک اور کیس ملا تھا جو کہ ایک جاگیردار کے خلاف تھا۔۔۔

یہاں اس کیس کو سلجانے میں بہت وقت لگ گیا تھا۔۔۔ بی جان سے وہ بات کرتا تھا۔۔۔ مگر تب جب وقت ملا تھا۔۔۔ انہیں بھی معلوم تھا کہ اسے وقت دینا چاہیئے۔۔۔ سو انہوں نے اسے دیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ زندگی اچھے سے شروع کر سکے

آج وہ جا رہا تھا کیونکہ کل اسے بی جان کا فون آیا تھا وہ چاہتی تھی کہ اسکی شادی ہو جائے
-- انہوں نے اسے منالیا تھا --- پہلے پہل تو زریاب نے انکار کر دیا تھا مگر جب اس نے بی
جان کی دھمکی سنی تو سارا انکار جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا --

انہوں نے اسے کہا تھا کہ اگر اسنے انکار کیا تو وہ بی جان کا مرا ہوا منہ دیکھے گا -- یہی بات
تھی جو اسے سٹل کر گئی تھی -- وہ ہار گیا تھا -- اس بات کے آگے --

کوئی پوچھے میرے دل سے
کیسے یہ درد سہا ہے
مرنا کس کو کہتے ہیں
جیتے جی یہ جان لیا ہے
بے درد زمانے سے میں کوئی شکوہ
کروں تو کیسے
ہمدرد جسے سمجھا تھا
اسنے ہی تو درد دیا ہے
یہ سوچ کہ درد سہوں میں

اس ڈر سے کچھ نہ کہوں میں
یہ دِلکے رشتے پل میں ہو جائے نہ بیگانے

میوزک پلیئر میں یہ گانا لگا ہوا تھا۔۔ جبکہ اسکی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔۔۔
بہت مشکل سے اسنے سٹیئرنگ سنبھالا تھا۔۔ آنکھوں کو جھپک جھپک کر اسنے پانی کو خلق میں
اتارا تھا۔۔۔ اور گاڑی روک دی تھی

پھر اپنا سر سٹیئرنگ پر رکھ کر وہ دل میں مخاطب ہوا تھا

"میری محبت پاکیزہ تھی، ہے اور رہے گی آپ جانتے ہیں۔۔۔ اللہ میں نے اسکا ساتھ مانگا تھا
مگر اسکا وجود نہیں۔۔ مجھے اتنی ہمت دیں کہ میں اس نئے رشتے کو چلا سکوں۔۔ اور اگر اس دنیا
میں وہ مجھے ناملی تو اپ ابدی دنیا میں اسے میرا کر دیجئے گا" ایک انسوٹ کر برہی ہوئی شیو
میں آیا تھا۔۔۔

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ انسان کو اچھائی کا صلہ یہی ملتا ہے --- اگر محبت پاکیزہ ہو تو خدا کن کہہ دیتا ہے چاہے پھر اصاب جو بھی ہو --- وہ ضرور ملوائے گا کیونکہ اللہ کو طہارت اور پاکیزگی

پسند ہے --



وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی --- زرتاش ابھی انہیں دوائی کھلا کہ گئی تھی -- جب سے وہ ائی تھی سونو سے انکی دوائیوں کا حتہ کہ ہر قسم کا خیال وہی رکھتی تھی --- بی جان اسکی کئیر کرتی تھی تو وہ بی جان کی

بیٹھے بیٹھے وہ ماضی میں کھو گئی تھی -- وہ سونو کے ساتھ باہر گئی تھی جب راستہ میں رش کی وجہ سے انہیں گاڑی روکنی پڑی --

"سونو دیکھ پتر کیا ہوا ہے" ایک جگہ بھیر تھی وہ اسے دیکھنے کو کہہ رہی تھی جس پر وہ سر ہلا کہ چل دیا

وہ جب وہاں پہنچا تو وہاں کسی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہوا تھا --- وہ ایک لڑکی تھی جس کے ماتھے پر چوٹ لگی ہوئی تھی --- اور اطراف میں کھڑے لوگ بجائے اسکو پکڑنے کے اور ہسپتال لے جانے کے یونہی کھڑے تھے

سونو نے اگے جا کہ اسکو دیکھا اور پھر بھاگ کر ساری صورت حال جا کہ بی جان کو بتائی تھی ، انھوں نے فوراً اسے گاڑی ڈالنے کا حکم دیا تھا -- زرتاش پتلی سی تھی کہ سونو اسانی سے اسے اٹھا سکتا تھا --

سو وہ لوگ اسے ہسپتال لے گئے تھے وہاں جا کہ ایک ادھ گھنٹے بعد زرتاش کو ہوش آیا تھا -- ڈاکٹر نے کہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے اور میریکلی اسکا بے بی بھی بچ گیا یہ ان لوگوں نے بتایا تھا کہ وہ ون ویک پریگنٹ ہے

جب اسے ہوش آیا تو اسنے خود کو ہسپتال کے کمرے میں پایا تھا اور اسکے سامنے ایک اجنبی مگر سوبر سی خاتون تھی --- وہ انہیں دیکھ کہ ڈر گئی تھی جب بی جان نے پیار سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا

"سوہنی دھی ڈرو نہیں -- مجھے یہ بتاؤ چننا کہ ایکسیڈینٹ کیسے ہوا اور تمہارا شوہر کہاں ہے "

انکے سوال پر وہ پہلے انہیں دیکھتی رہی جیسے سب یاد کر رہی ہو -- اور پھر - جیسے جیسے سب یاد آیا تو انکھیں بھر آئی --

اسکا شوہر ہاں وہ جو اسکی عزت کو بچنے جا رہا تھا

"ارے ارے تم، سیف ہو بچے اب بتاؤ کیوں رو رہی ہو ہم، تمہارے شوہر کو ڈھونڈ لیں گے

- "انہیں لگا تھا شاید اسے اپنے شوہر کی فکر ہے تبھی وہ رو رہی ہے مگر یہاں معاملہ کچھ اور تھا

انکی بات سن کر اسکے رونے میں اور روانی آگئی تھی --- جبکہ بی جان نے اٹھ کر اسے گلے لگایا تھا --- اسکا ماتھا چوما تھا -- وہ بھی اب اکیلے دل پر لگے ستم نہ سہہ سکی تھی اور کوئی ہمدرد کندھا ملتے ہی اس ایک مہینے کی اذیت آنسوؤں میں بہا گئی تھی

پھر انہیں بتاتی چلی گئی کہ خود پر کیا بیتا -- جسے سن کر انہیں بہت افسوس ہوا تھا اور انہوں نے اسے چوما تھا

"بچے تم آزمائش میں ثابت قدم رہی ہو اللہ تمہیں اجر دے گا ضرور۔۔۔ اب بتاؤ گھر والے کہاں ہیں میں ان سے ملواؤں" وہ پیار سے کہہ رہی تھی جبکہ اسنے جھٹ سے اپنا پتہ بتایا تھا۔۔ آخر ماں سے ملاقات کا موقع تھا وہ اسے مل کے سب بھولنا چاہتی تھی

اسے ایک دن بعد ڈسچارج کر دیا گیا تھا مگر ابھی تک اسے یہ بتایا نہیں گیا تھا کہ وہ ایک ماں بننے والی ہیں بی جان جانتی تھی کہ جو اسکی ذہنی کیفیت ہے وہ برداشت نہیں کر پائے گی

وہ اسے لے کر اسکی ماں کے پاس گئی تھی مگر جو بات انہیں سننے کو ملی تھی وہ اسے توڑ گئی تھی۔ ہاں اس کے سر سے ماں کا سایہ بھی ختم ہو گیا تھا آج اسکی ماں کو مرے ہوئے دو دن ہو گئے تھے جبکہ وہ انجان تھی اس بات سے

جبکہ چاچی کے الفاظ گونج رہی تھے اسکے کانوں میں "ہاں تو تو نہ گناہ کرتی نہ لبھاتی ایک غیر مرد کو نہ اپنی ماں کا منہ کالا کرتی تو آج وہ زندہ ہوتی جو کیا ہے تو نے ہی کیا اب آگئی ہے ماں کا حال پوچھنے چل اور دوبارہ یہاں کا رخ نہ کری"

وہ قسمت کی ستم ظیفی پر بیٹھ کے روئی تھی اتنا روئی تھی کہ بے ہوش ہونے کے درپے تھی
جب بی جان نے اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا تھا اور اسکے سگے اسے نہ کردہ گناہ کی سزا
دے رہے تھے

بی جان مشکلوں سے سنبھال کے اپنے گھر لائی تھی ---

ماضی کو یاد کر کے انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اسے ایک بہتر زندگی دیں گی جس کے
لئے وہ اسے بلا رہی تھی -- اب آگے جو اللہ کو منظور



رات کا ایک بج رہا تھا جب وہ گھر پہنچا تھا --- گاڑی کو پارک کر کے اسنے ایک گہرا سانس ہوا
کہ سپرد کیا --- اور اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے --- اتنی دیر بعد گھر کو دیکھ کہ اسے سکون
مل گیا تھا

گھر میں اندھیرا تھا اسکے پاس چابی تھی تبھی وہ آسانی سے آگیا تھا --- اسنے خاموشی سے اپنے
کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے بی جان کو ڈسٹرب وہ کرنا نہیں چاہتا تھا

اور سونو صاحب کو وہ سرپرائز دینا چاہتا تھا تبھی اسنے اسے ڈسٹرب نہیں کیا تھا۔۔ اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے اسے ایک باریک اور معصوم سی آواز نے اسے متوجہ کیا تھا اسکے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں سے اسے آواز آرہی تھی۔۔ اسکے قدم خود بخود بڑھے تھے

وہ کمرے کے پاس گیا تھا جب ایک دم آواز بند ہوئی تھی اور ایک اور خوبصورت سی آواز ابھری تھی جو کہ قرآن پاک کی سورۃ رحمان کی تلاوت کی تھی۔۔۔ یہ آواز ہاں یہ اسے رگ جاں کی تھی۔۔

مگر پھر زمین میں خیال آیا تھا کہ وہ تمہارے خیال سے جاتی ہی کب تھی۔۔ وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا



ابھی زرتاش کو لیٹے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ مازن کا پریڈ ٹائم یعنی رونے کا وقت شروع ہو گیا تھا۔۔۔ زرتاش الجھے زہن کے ساتھ بھی مسکرا دی تھی

مازن اسکی جان تھا۔۔۔ چاہئے وہ جیسے بھی حالات سے گزر رہی ہوتی مازن ہوتا تو اسے ہر سوچ سے باہر نکال کر اپنی طرف متوجہ کر دیتا تھا

اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ اسنے اسے اٹھایا تھا اور اپنی گود میں لے کے اسے تلاوت سنانے لگ گئی تھی ساتھ ساتھ اسی فیڈر بھی دے دیا تھا تاکہ وہ سکون سے سو سکے۔۔

تلاوت سن کہ ہمیشہ پرسکون ہو جاتا تھا وجہ یہ کہ جب وہ پیدا ہونے والا تھا تب بھی بی جان اکثر زرتاش کو سورہ رحمان کی تلاوت سناتی تاکہ وہ پرسکون ہو سکے۔۔۔ اور پھر اسکی عادت بن گئی تھی یہ پڑھنا

وہ خود بھی پڑھتی تھی اور جب مازن پیدا ہوا تھا اسے بھی رات میں سناتی تھی تاکہ وہ ٹھیک رہ سکے اور اسکی بے چینی کم ہو

تلاوت سنا کہ اسنے ایک نظر اسے دیکھا تو وہ سوچکا تھا۔۔ زرتاش نے جھک کر اسکے ماتھے پر بوسا دیا تھا۔ اور اسکے عنابی لب چومے تھے۔ اور اب اسے اپنے بازو پر لیٹا کر وہ خود بھی لیٹ گئی تھی

زہن میں بی جان کی باتیں چل رہی تھی جب وہ انہیں دوا دینے گئی تھی --- تو بی جان نے اسے کہا تھا

"تمہارے نزدیک میری کیا اہمیت ہے؟" انہوں نے اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے تھی

"اپ میری محسن ہے اپنوں سے بڑھ کر ہیں --- اپکا اور میرا رشتہ بے شک سگا نہیں ہے مگر احساس کا ہے --- بے شک ہر رشتہ سے افضل رشتہ احساس کا ہے" وہ ان کے ہاتھوں کو عقیدت سے آنکھوں سے لگا کہ بولی تھی

"اگر میں کوئی فیصلہ کروں تو تمہیں منظور ہوگا" اب وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی

"جی -- کیوں نہیں" وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی جی اسے کیا کرنے پر مجبور کرے گی

"بیٹا چاہئے عورت کتنی بھی مضبوط کیوں نہ ہو مگر اسے زندگی جینے کے لئے ایک سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے ہر جگہ تحفظ دے سکے --- اور اگر تم بچے کی بات کرو تو اسے بھی ایک باپ کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنے پوتے سے تمہارا

نکاح کر دوں گی پتا نہیں میں آج ہوں یا کل نہیں تم مجھے اپنی بیٹی کی طرح عزیز ہو۔۔ میں نہیں چاہتی کہ تم دربر ہو جاؤ۔۔" وہ دم سادھے انکی بات سن رہی تھی انکھوں میں آنسو تھے تو زہن میں سنان کی کی ہوئی زیادتیاں۔۔۔ وہ رو رہی تھی

"آپ۔۔۔ ججانتے۔۔۔ ہوئے بھی۔۔۔ کلکہ۔۔۔ میسرے۔۔۔ ساتھ "آنسو کا گولا خلق میں اٹک گیا تھا۔۔۔ وہ بولنا چاہتی تھی مگر آواز ساتھ چھوڑ گئی تھی

"چندا زندگی سکوت کا نام نہیں ہے زندگی تسلسل کا نام ہے اسے چلنے دو۔۔۔ پہلی بار برا ہوا تو کیا دوسری بار بھی برا ہوتا ہے ایسے کہاں لکھا ہے۔۔۔ میں تمہیں خوش و خرم دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ پلیز میری بات مان لو اور انکار نہ کرو چندا "انھوں نے بڑی آس سے کہا تھا جبکہ وہ انکی انکھوں میں چلتے امید کے دیئے دیکھ کے ساکت ہو گئی تھی اور پھر اسنے فیصلہ کیا تھا۔۔۔ اپنی زندگی کا فیصلہ اپنے محسن کے نام کر دیا تھا اسنے ہاں کر دی تھی

"مجھے منظور ہے۔۔۔ جو چاہیئے وہ کریں" وہ انکے ہاتھ چوم کہ بولی تھی۔۔۔ جبکہ وہ مسرور ہو گئی تھی

"اللہ میری گڑیا کے نصیب اچھے کرے" وہ اسکا ماتھا چوم کہ بولی تھی

"صبح جمعہ ہے میرا پوتا آئے گا اور عصر کے بعد نکاح ہے تمہارا ڈریس میں پہنچا چکی ہوں کمرے میں دیکھ لینا اب -- ارام کرو" وہ سارا لائے عمل تیار کر چکی تھی -- ججھی بولی -- تھی جبکہ وہ انسوپونچ کے چلدی تھی

جب سے وہاں سے ائی تھی وہ رو رہی تھی سب یاد کر کے --- بہت سہ لیا تھا -- اب اور نہیں مگر وہ انکار نہ کر سکی تھی کیونکہ اسکی محسنہ تھی انھوں نے اتنا دیا تھا اگر بدلہ میں مانگا تھا

تو اسکا فرض بنتا تھا دینا سو وہ نبھائے گی فرض --- یہی سوچ کہ خاموش ہو گئی تھی اور نفل پڑھنے چلی گئی تھی آج بھلانا تھا سب کو اپنے ماضی کو بھی --



حسین اور خوشگوار صبح اپنے پر پھیلا چکی تھی ---- وہ اٹھ چکا تھا اور سب سے پہلے موجود تھا --- زرتاش اور مازن کا ناشتہ آج کمرے میں ہی تھا -- کیونکہ زرتاش کو تیار بھی ہونا تھا

نیچے آتے ہی سب سے پہلے وہ بی جان کے پاس گیا تھا۔۔۔ ضعیف چہرا اسے دیکھ کہ کھل چکا تھا۔۔ انھوں نے آگے بھر کر اسے گلے لگایا تھا اور اس کے ماتھے کو چوما تھا۔

"بی جان اپ تو اور بھی پیاری ہو گئی ہے۔۔۔" وہ شرارت سے گویا ہوا تھا

"چل ہٹ بدماش" وہ اس کے کندھے پہ دھپ رسید کر کے بولی تھی۔۔۔ جبکہ وہ مسکرا دیا تھا ان سے ملنے کے بعد وہ سونو سے ملا تھا

"اوہو۔۔۔ بے بی تو اب بگ بوائے بن گیا ہے" پیار سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا جبکہ وہ نم آنکھوں سمیت مسکرایا تھا

"اُئی لو یو بھائی۔۔۔" وہ ان کے گلے لگا کہہ رہا تھا۔۔۔ جواب میں وہ بھی مسکرا کے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔

"لو یو ٹو میرے چندا" زریاب کو بھی وہ بہت عزیز تھا۔۔

"چلو دونوں اب ناشتہ کرو --- اور حیدری جان میں نے سارے انتظامات کرا لئے ہیں آج عصر کے بعد نکاح ہے تو تیار رہینا" وہ اسے کہہ رہی تھی جبکہ حیدر انکے سامنے گٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا ---

"بی جان میں تیار ہوں - میں اسے ہر حقوق دوں گا مگر مجھے کچھ وقت لگے گا --- میں اسکی حق تلفی نہیں کروں گا یہ وعدہ ہے میرا" وہ اعتماد سے کہہ رہا تھا

جبکہ بی جان مسکرا دی تھی جانتی تھی کہ نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہیں دو انجان لوگوں کو جان بنا دیتا ہے --- اسے بھی عقل آجائے گی
😊😊😊

وہ وقت آگیا تھا --- جب ایک نیا باب شروع ہونا تھا محبت کا --- عصر کا وقت ہو چکا تھا نکاح خوان سمیت اسکے کچھ دوست اور کولیگ تھے گر ان میں وقار نہیں تھا --- اسکی پوسٹینگ کسی اور ہوئی تھی

اس وقت وہ لوگ لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔ بی جان نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی جس میں انکی سوبر پر سنیلینٹی میں اور نکھار آیا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ سونو نے اپنے بھائی کے نکاح پہ سفید رنگ کی شلوار قمیض اور سکن واسکوٹ پہنا ہوا تھا

جبکہ دولہا صاحب سیاہ رنگ کے شلوار قمیض میں سکن شال لئے ہوئے تھا۔۔ نفاست سے بنی ہوئی داڑھی اسکی وجاہت میں چار چاند لگا رہی تھی مگر۔۔ چہرے پر افسوس تھا اسے کھونے کا افسوس۔۔۔ اپنے حقوق اسکے علاوہ کسی کے نام کرنے کا افسوس

کبھی یوں بھی آمیرے روبرو
تجھے پاس پاکہ میں روپڑوں

نکاح خوان نے اجازت لی تھی کہ شروع کیا جائے جس پر اسنے بی جان کی رضامندی سے سر ہلایا تھا۔۔

"زریاب حیدر ولد حیدر خان آپکا نکاح زرتاش ابرار ولد ابرار احمد سے باعوظ ایک لاکھ نکاح کیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے"

مجھے منزل عشق پہ ہو یقین
تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں

یہ نام --- کیا یہ وہی ہے اگر ایسا ہے تو دعائیں ایسے بھی قبول ہوتی ہیں وہ نہیں جانتا تھا وہ
کن پر یقین رکھتا تھا مگر آج اسنے یہ کن کا معجزہ آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا تھا ---،

وہ مسرور تھا --- فرط جذبات سے آنکھوں میں پانی جما ہوا تھا جسے اسنے جھپک کہ اندر اتارا تھا ----
دل کمرہا تھا کہ ابھی جائے اور سجدے میں خود کو گرا لے اس رحیم کی رحمت کا شکر ادا
کرے ---

"قبول ہے" (کبھی نہ الگ ہونے کے لئے)

یونہی دو بار پوچھا گیا تھا --- وہ خوشی سے جواب دے گیا تھا --- پھر اٹھ کے ان سب کے
گلے لگا تھا --- جبکہ اسکا دل تو جھوم رہا تھا دھڑکنیں رقص کر رہی تھی --- روح میں تازگی آرہی
تھی

کبھی سجالوں تجھ کو آنکھوں میں
کبھی تسبیحوں میں پڑھا کروں

اب باری زرتاش کی اسباب و قبولیت کی، تھی --- سفید رنگ کے کاہدار شرارہ جس پر شوڑٹ
شرٹ تھی پہنے ہلکے میک اپ اور سر پر اوڑھے سرخ دوپٹہ میں وہ اپسرا لگ رہی تھی مگر اسکے
احساسات جامد تھے

"زرتاش ابرار بنت ابرار احمد اپکا نکاح زیبا حیدر ولد حیدر خان سے ایک لاکھ حق مہر ہو رہا ہے
کیا آپکو قبول ہے"

کبھی چوم، لوں تیرے ہاتھوں کو
کبھی تیرے دل میں بسا کروں

یہ نام نہیں وہ نہیں ہو سکتا وہ تب بھی نہ تھا وہ اب بھی نہ ہوگا ہاں --- "دل و دماغ انکار
کر رہے تھے وہ خود خاموش تھی

"قبول ہے" زندگی میں یہ کڑوا کھونٹ بھی بھرنا تھا اسنے بھر لیا تھا۔۔ کانپتے ہونٹوں اور کاپتے ہاتھوں سے اسنے ہاں کہا تھا اور سائن کئے تھے۔۔۔

بی جان نے اسے چوما تھا۔۔۔ اور مازن نے اپنا باجا یعنی رو کر سلامی دی تھی اسکی، اس حرکت پر وہ روتے ہوئے بھی مسکرا دی تھی،۔۔ اور اسکے چہرے کو چوم رہی تھی

♡♡♡♡♡♡

نکاح کے بعد زرتاش کو کمرے سے باہر لانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔۔۔ بی جان خود گئی تھی۔۔ اور اسے لے کہ باہر آئی تھی اسکا اٹھتا ایک ایک قدم زریاب کے دل کی، دھڑکنیں بڑھا رہا تھا

بے اختیار وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ زندگی میں خدا کی اس مہربانی کا وہ شکر کیسے ادا کرے وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ وہ بس اسے دیکھ رہا تھا جو اسکی طرف ارہی تھی جبکہ زرتاش نے دوہا کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی

دل میں تھا کہ، اگر وہی ہوا تو کیا کرے گی۔۔۔ کیا دے گی اسے۔۔۔ زرتاش کے ساتھ بی جان نے مازن کو پکڑا ہوا تھا جو کہ سفید شلوار قمیص میں اپنی آوازوں سمیت پیارا لگ رہا تھا۔۔۔

عشق پہلے تھا

یا عاشق پہلے
آئے معشوق تو
عاشق پہلے
عشق کے ہاتھ
لگے ہیں جب سے
ایسے مدہوش ہوئے ہیں تب سے
عشق دل کہ در پر یوں آیا تھا
ہاں آیا تھا
عشق آیا تھا
سو ہم نظر اتارے

وہ قدم قدم چلتی پاس ارہی تھی یہ گانا سونو نے لگایا تھا۔۔۔ جب وہ اسکے قریب آئی تو بی جان
نے اسکا ہاتھ زریاب کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔۔ تو اسنے نظر اٹھا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔

ہائے رے ہم صدقے تمہارے
ہائے رے ہم صدقے تمہارے

تمہارے تمہارے صدقے تمہارے
تیرے واری واری جاواں میرے عشقا عشقا
تیرے واری واری جاواں میرے عشقا
تیری خوشیاں مناواں تیرے شگن مناواں
میں تے جاں قربان کرا

زریاب نے اسے دیکھا تھا اور اسنے زریاب کو وہ ساکن ہو گئی تھی -- جبکہ زریاب نے اسکے ہاتھ
کی پشت پر اپنے لب رکھے تھے اور اسے عقیدت سے اپنی آنکھوں سے لگایا تھا ---

وہ ساکن تھی - اسکے لمس پر بھی ساکن تھی --- اسے اب صحیح معنوں میں اپنا سر گھومتا ہوا
لگ رہا تھا ایک بار پھر امتحان -- اب جب کوئی جزیہ ہی نہیں تو اب کیوں ---

"بیٹھو بئی کھڑے کیوں ہو" بی جان کی، آواز نے اسے ہوش کی، دنیا میں پٹھا تھا --- زریاب
کے ساتھ وہ بیٹھ گئی تھی جب انہوں نے اگے بھر کر اسے مازن کو زریاب کی گود میں لیا تھا

مازن کو گود میں لیتے ہی ایک سکون سا سرائیت کر گیا تھا زریاب میں --- وہ زرتاش کے وجود کا حصہ تھا اسے کیسے عزیز نہ ہوتا --- اسکی گود میں آکر مازن رویا نہیں تھا وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا

زریاب نے جھک کہ اسکی پیشانی چومی تو وہ کھلکھلایا تھا --- وجہ اسکی موچوہوں کی چھبن تھی --- اسکے ہنسنے پر زریاب کی مسرادیا --- جبکہ اس سارے وقت میں زرتاش اپنے اندر اٹھنے والے طوفان کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی

بی جان نے چند عدد رسموں کے بعد زرتاش کو کمرے میں بھجوادیا تھا جبکہ زریاب باہر مہمانوں کو سی اوف کرنے چلا گیا تھا

😊😊😊😊😊

وہ اس وقت اسی کے کمرے میں موجود بیڈ پر بیٹھی تھی --- اس کمرے کی ہر چیز برینڈڈ اور خوبصورتی سے آراستہ کی گئی تھی --- کنگ سائس بیڈ پر مازن سکون سے سو رہا تھا

وہ اندر آتے ساتھ ہی، اسے بھی لے ائی تھی جانتی تھی کہ وہ اسکے بغیر نہیں رہے گا جبکہ وہ اپنے شوہر نادار کا انتظار کر رہی تھی --

سفید رنگ کا کا مدار شرارہ جسپر سفید ہی شارٹ شرٹ تھی اور اسپر سرخ رنگ کا دپٹہ لیئے اپنی تمام تر خوبصورتی مگر معصومیت کے ساتھ وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ سرخ و سفید رنگت , کالے لمبے بال , سنرے رنگ کی بڑی بڑی آنکھیں , چھوٹی سی ناک اور سب سے خوبصورت تھوڑی پر خم اور سرخ لبوں کے نیچے پڑتا تل تھا , وہ کسی سے بھی ایک بچے کی ماں نہیں لگتی تھی ۔

اس ڈیرھ سال میں اسنے بہت تکلیفیں اٹھائی تھی ۔۔ بے سائباں رہی تھی اب جو سائباں نصیب ہوا تو اس میں , بھی سکون تو نہیں تھا ۔۔ وہ محسوس ہی نہیں کر پا رہی تھی کوئی آسانی ۔۔ اسے کچھ بھی نروسنسیس نہیں ہو رہی تھی ۔۔ وہ ساکن بیٹھی تھی ۔۔ اپنے پتھریلے جذبات کے ساتھ ۔۔۔

دروازے کے کھلنے کی آواز پر اسنے سر اٹھا کر بے تاثر نظروں سے اس وجہ مرد کو دیکھا جو ہمیشہ اسکا ساتھ دیتا تھا ۔۔ جو بن کہے سب جان جاتا تھا ۔۔ مگر وہ کہا تھا اس ڈیرھ سال میں وہ کیوں نہ آیا تھا ۔۔۔

وہ اسے دیکھ رہی تھی جو سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پر سکن شال اوڑھے اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ موجود تھا۔۔ آنکھوں میں ہلکی سی تھکن کی رمق تھی یا شاید ضبط کی وہ اندازہ نہیں لگا سکی۔۔ وہ اسکے قریب آکر سائڈ ٹیبل پر اپنی گھڑی اتار کر رکھ رہا تھا۔۔۔ رکھ کر اسکی جانب مڑا تو پھر سپاٹ لہجہ میں بولا

"آپکو یوں بیٹھ کر انتظار کرنا نہیں چاہیئے تھا آپ سو جاتی!" اب وہ مڑ کر مازن کے ماتھے پہ بوسا دے رہا تھا جو اسکی موچھوں کو محسوس کر کے اپنی بھنویں سکیر چکا تھا یقیناً لاڈ صاحب کو مداخلت رتی برابر بھی نہ بھائی تھی۔۔ اسے پیار کر کہ وہ تھوڑا پیچھے ہوا تھا اور اس سے کچھ فاصلہ پہ بیٹھ گیا تھا

یہ وہ شخص تھا جسے اسکے پاس ہونا ڈیرھ سال پہلے بھی مگر وہ نہیں تھا۔ تو کیا اسنے بھی سب کی طرح اعتبار کر لیا تھا اسپر؟ یہ سوال اسکے دل و دماغ پر گھونے کی طرح پڑا تھا اور بس اس پل وہ مزید تلخ ہو گئی تھی

"آپکو کس نے کہا کہ میں آپکے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہوں۔۔ انتظار تو میں نے ڈیرھ سال پہلے بھی نہ کیا تھا کجا کہ اب" وہ طنز کا تیر چلا چکی تھی جبکہ زریاب لب بینچ گیا تھا

"ان سالوں کی بات آپ نہ ہی کرے تو اچھا ہے زری۔ ان کا حساب میں فرصت سے لونگا"
وہ اسکے ماتھے کی طرف جھک رہا تھا جب اسکا ارادہ بھانپتے ہوئے وہ سرعت سے بیڈ سے اٹھ
گئی اور پھر طیش میں آکہ بولی تھی

"خبردار! جبردار مجھے چھونے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔ میں وہی بدکار ہوں جسکو اس کے گھر
والوں نے بیچ دیا تھا وہی بری لڑکی ہوں جسکا لمس بھی اب آپکے قابل نہ ہو گا۔۔ وہی ہوں جسے
آپنے بھی بے یار و مددگار اسی جھنم میں جینے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔۔ اب آپ کوشش بھی
مت کی جیگا میرے پاس۔۔۔" وہ ابھی اور بھی بول رہی تھی جب وہ اپنا لاکھ ضبط توڑتا اسکی
تھوڑی کے خم پر جھکا تھا۔۔ اور وہ اسکا لمس پاکہ بالکل ساکن ہو گئی تھی اسے کچھ سنائی نہیں
دے رہا تھا بس وہ اسکے لب اپنی تھوڑی پہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جس میں

عقیدت۔۔۔

احترام۔۔۔

محبت۔۔۔

شدت۔۔۔

ترپ تھی۔۔۔

وہ بس اسے محسوس کر رہی تھی --- ہاں اس لمس میں ہمیشہ عقیدت کا احساس اسے سرشار کرتا تھا -- کتنا پیار کرتا تھا اس سے --- مگر کیوں پھر وہ نہیں تھا تب

"اپ کتنی احترام، عقیدت، الفت اور عزت کے قابل ہیں یہ میں جنتا ہوں اپ اپنے ماضی سے اپنے حال کو تباہ نہ کریں --- زری جان! ماضی بھولنے کے لئے ہوتا ہیں - ہم اسے یاد رکھ کہ اپنے حال یا مستقبل کو بے رونق نہیں کرتے" وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہہ رہا تھا اور پھر جھک کر اسکے دائیں کندھے کو چوم گیا تھا --

یہ عقیدت --- ہاں یہ صرف وہی دے سکتا تھا --- ہر انداز کتنا منفرد تھا اسکا --- آپ کہہ کے مخاطب کرنا --- اسکا اسے سنبھانا --- یہی وجہ تھی کہ زرتاش کو اس سے عشق تھا --

محبت کے م سے میں شروع ہوتا ہے --- اسی لئے اسمیں میں ہوتی ہیں - عاشق محبوب کی خوشی پر اپنی خوشی کو فوقیت دیتا ہے مگر عشق میں محبوب کی خوشی عزیز ہوتی ہیں اپنی نہیں

"آپ اب بات نہ کریں اس بارے میں۔۔۔۔ مجھے اب کسی سے بھی کوئی امید نہیں ہیں۔۔ نا ہی لگانی ہیں۔ اور آپ بھولنے کی بات کر رہیں ہیں جسم پر لگے نشان مٹ جاتے ہیں مگر روح پر لگے زخم کیسے مٹتے ہیں۔۔ بتائیں" وہ اب آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ اسکی روح پر زخم لگے ہوئے تھے جنکا پر ہونا مشکل تھا یہ بات زریاب جانتا تھا۔۔ اسنے بے اختیار آنکھیں میچی۔۔ اگر اس وقت سنان اسکے سامنے ہوتا تو وہ اسکے ٹکرے کر دیتا

"آپ جب اپنی روح کو نئی یادوں اور خوشیوں سے بھر دیں گی تو نشان خود ہی بھر جائے گے۔۔۔ روح کو خود ہی سکون ملے گا۔۔ میرا اعتبار کرے" اب وہ اسکی آنکھوں سے آنسو بونچ رہا تھا۔۔۔ جب اسنے اسکا ہاتھ جھٹکا

"نہیں ہٹے۔۔۔ نہیں بھرنا مجھے یادوں سے۔۔۔ نہیں کرنا اعتبار۔۔۔ آپ بھی چھوڑ جائے گے۔۔ اور میں پھر ایسے ہی رہ جاؤں گی ایک نئے زخم کے ساتھ" ابکہ وہ چیختی تھی۔۔۔ آخر ایک بار درد سہا تھا اب اتنی آسانی سے اعتماد باہال ہوتا بھی تو کیسے۔۔۔ وہ اب رو رہی تھی

زریاب نے بغیر کچھ کہے اسے اپنی طرف کھینچا تھا --- وہ اسکے سینے سے آگلی تھی --- اور اسکے
انسواب زریاب کے دل پر گر رہے تھے --- جبکہ وہ اسکی بال سہلا رہا تھا --- وہ دیوانہ تھا اسکا
جانتا تھا کہ اسے وقت کی ضرورت ہے --- سوا سے وہ دینا تھا

وہ اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی --- کچھ دیر بعد اسے زرتاش کی مدھم سانسیں اپنے سینے پر
محسوس ہو رہی تھی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سو گئی ہے --- اسے لیٹا کر اسکے بھگے چہرے کو
اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا وہ جھک کر اسکی پیشانی چوم گیا تھا --- پھر اسکی سرخ ناک کو

اور خود بھی اسکے ساتھ لیٹ گیا تھا --- اب بیڈ پر زریاب کے ساتھ زرتاش اور ان کی جان اپنی
ایک چھوٹی سی ٹانگ بھی اپنی ماما پر رکھ کر سویا ہوا تھا --- اور اسکے اعتراف میں زریاب نے تکیہ
لگا دیا تھا

اپنے دل سے کہہ دو کسی اور کی محبت کا نہ سوچے
ایک میں ہی کافی ہوں تجھے ساری عمر چاہنے کے لئے



از قلم ماہ نور فاطمہ

surprise episode 

جب اسکی آنکھ کھلی تو رات کے آٹھ بج رہے تھے --- اسے اپنے پر وزن سا محسوس ہوا تھا ---
اسنے دیکھا تو زریاب اسکے بالوں میں چہرا چھپا کے سویا ہوا تھا جبکہ اسکا ایک ہاتھ زرتاش کے گرد
تھا تو دوسرا تکیہ کے پاس --- اسکی داڑھی کی چھبن کو اپنی گردن پر محسوس کر کے اسنے بے
اختیار گہری سانس لی ---

جب مازن کو ڈھونڈنے کے لئے نظر دوسری طرف گھمائی تو بے اختیار ہنسی نکل آئے ---
جناب ایک ٹانگ اپنی ماں پر رکھے ہوئے تھے --- جیسے اسے بس اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو ---

اسنے زریاب کا ہاتھ خود سے ہٹایا جو کہ مشکل تھا --- وہ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی ---
مگر اٹھا نہیں پا رہی تھی اسنے محسوس کیا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے اور جان کے مشقت کروا رہا ہے

جبکہ زریاب تب ہی اٹھ گیا تھا جب زرتاش اٹھی تھی --- اور جان کر اسے زچ کر رہا تھا اسے اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا تا کہ وہ دوبارا اسکی فیری بن جائے --- جبکہ اب زرتاش اسے گھور رہی تھی

"کیا ہوا ہے زری؟ کیوں ڈرا رہی ہیں مجھ معصوم کو" وہ دنیا جہان کی معصومیت سموئے کہہ رہا تھا -- جبکہ اسکا دل کر رہا تھا کہ اس معصوم کو غائب کر دے --- جو بس تنگ کرنے کے لئے معصوم بن رہا تھا

"ہے اوپر سے اتنے آپ معصوم کہی رہتے نہیں --- اف اللہ کتنے موئے ہیں آپ" وہ اسکی ورزشی بازوؤں پر چھوٹ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی --- جبکہ وہ مسکراہٹ دبا گیا تھا -- یعنی یہی سہی طریقہ تھا اس کو واپس زندگی کی طرف لے کے آنے کا --

"یار میں تو چاہ رہا تھا کہ آپکا ورک آؤٹ ہو جائے --- تاکہ آپ بھی پتلی ہو جائے --- اس وقت گول گپا لگ رہی ہیں مگر کیوٹ والا" وہ اب اسکی طرف جھک کر اسکی تیکھی ناک چوم رہا تھا --

"الپپ۔۔۔ ہو گے موٹے۔۔ میں نہیں ہوں" وہ جھجکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ اسکاناک
چومنا اسے شرم میں مبتلا کر گیا تھا

"لو جی اب لوگ لکرے گے بھی" وہ شرارت سے گویا ہوا تھا جبکہ وہ اب اسے خود سے اٹھا
رہی تھی جس کے لئے زیب بلکل تیار نہیں تھا۔۔۔ ابھی اس سے پہلے کے وہ کچھ اور بولتی
ان دونوں کی اس نوک جھوک میں مازن نے بھی حصہ لیا تھا

وہ اپنا باجا بجا چکا تھا جبکہ اسکی آواز سن کہ زیب اور زناش دونوں ہنس دیئے تھے۔۔۔ اور
زبان نے اسے اپنے حصار سے نکالا تھا۔۔۔ اور اسنے آگے بھر کر مازن کو اٹھایا تھا

"مما کی جان۔۔۔ مما کا شہزادہ۔۔۔ اٹھ گیا ہے مما ابھی فیڈر دیتی ہیں۔" وہ اسکے سرخ چھوٹے
سے ہونٹ چومتے ہوئے کہہ رہی تھی،۔۔ جب زیب نے بھی جھک کہ مازن کے ہونٹ
چومے تھے۔۔۔ تو وہ روتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا۔۔۔ پہلے جب زناش نے چوما تھا

تب بھی وہ مسکرایا تھا۔۔۔ اور اب کھلکھلایا تھا۔۔۔ وہ اسے ایک گیم کی طرح کی انجوائے کر رہا
تھا۔۔۔۔ اور وہ دونوں باری باری جھک کر اسے چوم رہے تھے۔۔۔ اور وہ کھلکھلا رہا تھا

زنگی اسان ہو رہی تھی --- ♡ ♡ ♡

دل کا رشتہ رڑا ہی پیارا ہے

جانتا یہ جہان سارا ہے ♡ ♡ ♡

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

زریاب شاور لے کہ باہر نکلا تو اسنے ایزی سا رڑاؤزر اور شرٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔ بیڈ پر زرتاش اب مازن کے کپڑے چیلنج کروا رہی تھی اسنے اسے بلیو کلر کی شارٹس اور ریڈ کلر کی شرٹ پہنائی تھی۔۔۔

زریاب سکون سے لیٹ کر اسکی ساری حرکتیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ بڑے لاڈ سے اسے کپڑے پہنا رہی تھی جبکہ وہ خوشی سے کھلکھلا رہا تھا وہ دیکھ رہا تھا اسے جو خود ابھی بچی تھی

مگر اسکی ذمہ داری مکمل طریقہ سے نبھا رہی تھی۔۔۔ وہ اسے تیار کر چکی تھی اور زرنے جھک کے اسے اٹھایا تھا اور لے کہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

"اپ فریش ہو جائے میں اسے لے کے جا رہا ہوں ---" وہ فقط سر ہلا کہ رہ گئی تھی جبکہ وہ مازن کو نیچے لے گیا تھا

"آگئے میرے دلاڑے" وہ نیچے آیا تو بی جان عشا کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تھی --- اسنے آگے جھک کر سلام کیا تھا تو انہوں نے اسکی پیشانی چومی تھی اور مازن اب مچل رہا تھا کہ کسی طرح بی جان کی گود میں چلا جائے

"آجا میری جان" انھوں نے اسے گود میں پکڑ لیا تھا اور وہ بے حد خوش تھا اب انکے ہاتھ میں پکڑی تسبیح سے کھیل رہا تھا

"تاشی کہاں ہے"

"وہ بس ارہی ہے -- فریش ہو رہی تھی --"

"چلو میں کھانا لگواتی ہوں" اتنی دیر میں تاشی بھی اتر کر نیچے آگئی تھی

"بی جان اپ بیٹھے میں لگواتی ہوں" وہ انکے قریب جا کہ کہہ رہی تھی --- اسے پسند نہیں تھا کہ اسکے ہوتے ہوئے بی جان کوئی کام کرے

"اونہوں --- نئی دلہن ہو تم بلکل بھی کام نہیں کرو گی ابھی بس انجوائے کرو" وہ پیار سے اسکی پیشانی چومتے ہوئے بولی تھی

کچھ دیر کے بعد کھانا لگا تھا اج سارا کھانا زریاب کی پسند کا تھا۔۔ اسے کھانے میں زیادہ تر قورمہ پسند تھا --- اسکے علاوہ چکن منچورین سو سب اج اسکی پسند کا تھا۔۔ کھانا خوشگوار ماحول میں کھا کے جب وہ فارغ ہوا تو اسنے بی جان سے کہا

"بی جان --- میں زری اور مازن کو لے کہ فارم ہاؤس پہ جانا چاہتا ہوں اگر آپکی اجازت ہو تو --- کیونکہ پرسو سے میں نے ڈیوٹی جوائن کرنی لیے تو پھر میرے پاس وقت نہیں ہو گا --- آپکی بہو اس سے پہلے کے شکوہ کرے --- میں اسے خود ہی لے جاؤں" آخری بات وہ شرارت سے بولا تھا جبکہ زرتاش نے بے اختیار اسے گھورا تھا --- وہ بھلا کب شکوہ کرتی تھی

"یہ تو بہت اچھی بات ہے ضرور جاؤ خیر سے جاؤ" وہ اب حد خوش ہوئی تھی --- یہ ضروری تھا
تاشی کے لئے --- جبکہ تاشی کا منہ بن گیا تھا۔ اسکے ساتھ فقط چند گھنٹے اسے اسکے دل کو بد
ل رہے تھے کجا کہ دودن ---

"سو جان جانہ اپ پیکنگ کرے تب تک ہم باپ بیٹا باہر سے ہو کہ اتے ہیں" اسکا بی جان
کے سامنے جان جانہ کہنا اسے سرخ کر گیا تھا -- اور وہ تیزی سے اٹھ کے کمرے کی طرف
گئی تھی ---

کمرے کے دروازے سے ٹیک لگا کہ اسنے اپنی سانسیں بھال کی تھی اور اسے ایک لقب سے
نوازا تھا
"بے شرم" 😊

جبکہ نیچے اسکی پھرتیاں دیکھ کے وہ دونوں ہنس دیئے تھے -- اور زریاب مازن کو لے کے باہر
چلا گیا تھا --- کچھ خاض لینے ---



وہ واپس آیا تو زرتاش پیکنگ سمیت نیچے بی جان کے پاس تھی --- مازن راستہ میں سو گیا تھا
--- اسے تاشی کو دے کہ اب وہ بی جان کے پاس بیٹھ گیا تھا ---

"بی جان اب اجازت ہیں ہم چلے آئے ان دونوں میں اپنا خیال رکھنا ہے" وہ ہمیشہ کی طرح
انہیں نصیحت کر رہا تھا

"ٹھیک ہے بچے چلو اب جاؤ اور پہنچ کہ فون کر دینا" وہ ہنس کے کہہ رہی تھی --- جبکہ وہ لوگ
اب باہر نکل گئے تھے تاشی نے ایک چھوٹا سا لیگ بنا لیا تھا جس میں ان دونوں کا کم اور مازن
کا سامان زیادہ تھا ---

زریاب نے گاڑی انلوک کر کے پہلے زرتاش کے لئے دروازہ کھولا تھا اور پھر خود آگے بیٹھا تھا ---
مازن کو پیچھے بے بی سیٹ میں لیٹا دیا تھا --- یہاں سے فارم ہاؤس جانے میں انہیں تقریباً دو
گھنٹے لگے گے سو وہ منزل کی جانب چل دیئے تھے --

آج ویسے بھی موسم آبر آلود تھا --- سو ہوا چل رہی تھی مگر گاڑی میں سکوت تھا ---

"میری خواہش تھی --- آپ کو یہاں اپنے ساتھ بیٹھانا ---۔۔۔ آج میں خوش ہوں کہ میری خواہش پوری ہو گئی ہے ---۔۔۔" وہ محبت سے چورلجہ میں بول رہا تھا جبکہ --- وہ خاموش تھی ہاں یہ خواہش اسکی بھی تھی کہ وہ بھی اسکے ساتھ بیٹھے اور وہ بھی پورے حقوق اسکے نام کرنے کے بعد مگر اب اگر اسکے نام ہیں حقوق تو کیا فائدہ وہ تو دوسری بار کر رہی ہیں نہ

"میرے جیسے لوگوں کے متعلق خواہشات نہیں رکھا کرتے --- مجھ جیسے لوگ جو کہ زلت کا سبب بنے ہو ان کے لئے کیا ارمان رکھنا ---۔۔۔" وہ کرب سے بولی تھی ---۔۔۔

"آپ میرے لئے کتنی خاض ہیں کاش میں اچکوتا پاتا ---۔۔۔ آپ ان چلتی سانسوں کی وجہ ہیں زری ---۔۔۔ یہ سانسیں ان ڈیڑھ سالوں میں چلی ضرور ہیں مگر ان میں سکون نہیں تھا ---۔۔۔ میرا دل دھڑکتا ضرور ہے مگر احساسات ہاں وہ ضرور جاد تھے ---۔۔۔ آپ میرے جینے کی وجہ ہیں ---۔۔۔ آپ میری عشقا ہے ---۔۔۔" وہ اسکے دائیں کو پکڑے ہوئے کہہ رہا تھا اور بات کے اختتام پر وہ اسکی ہتھیلی کو اپنے لبوں سے لگا گیا تھا جبکہ وہ انکھیں میچ گئی تھی

"ممت کلکرے۔۔۔ مجھے اب خوش فہم نہیں ہونا۔۔۔ میں بد قسمت ہوں مجھے وہی رہنے دے
۔۔۔ ایک بار پھر اپنے احساسات کو روند نہیں سکتی میں" اسکی عقیدت سے ایک بار پھر انکھیں
نم ہو گئی تھی۔۔

"اپ خوشفہم بنے اور اس فکر سے آزاد ہو کر بنے۔۔۔ اپکا ماضی ایک خواب تھا۔۔۔ آپکا حال
اپکا مستقبل ایک حقیقت ہے۔۔۔ ایک ایسی حقیقت جو کبھی جھٹلائی نہیں جا سکتی" وہ اسکے
ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لئے کہہ رہا تھا جبکہ وہ اب خاموش ہو گئی تھی اور آگے بڑھ کر اسنے
میوزک پلیئر اون کیا تھا

اورے پیا میں تاثیرے لئی

سوراتاں جاگی

جتھے جاوے تو

اوتھے جاوے دل

دس کی میں کراں

جو تو رس جانی اے

دل یہ ٹوٹ جانی اے

تیرے سنگ سنگ راہ
ساڈی جڑ جانی اے
مان اینا میرا کینا
میری آنکھیوں سے ہو نہ
کبھی دور نہ

تیرے بن

تیرے بن

تیرے بن نئی لگدا دل میرا

ڈھولنا

سب چھڈ جائے مینوں تو

نہ چھوڑنا



ابھی دس منٹ پہلے وہ لوگ فارم ہاؤس پہنچے تھے --- یہ فارم ہاؤس بہت بڑا تھا --- باہر باغ
اسکے تھوڑا سا آگے جا کہ سیومننگ پول اور اسکے سائیڈ پر کتے بھی تھے جنہیں دیکھتے ساتھ ہی
زری نے بے اختیار زریاب کی بازو کو پکڑا تھا

اب اندر کی طرف ایک ٹی وی لاؤنچ تھا اور اسکے ساتھ کچن تھا۔۔۔ اور اوپر کمرے تھے۔۔۔ اوپر والے کمروں میں سے ایک میں وہ گئے تھے۔۔۔ بلیک اور گرے کلر کے متراج کا وہ کمرہ بہت پیارا تھا

اس میں گنگ سائز بیڈ تھا ایک طرف صوفہ اور اسکے سامنے ڈریسنگ ٹیبل اور اسکے ساتھ واڈروب روم تھا۔۔۔ پورا فرنیچر بلیک کلر کا تھا۔۔۔ بیڈ کے اوپر گنگ سائز اسکی، اور زریاب کی پکچر لگی ہوئی تھی وہ نکاح کی تصویر تھی جس میں مازن بھی تھا وہ دونوں ایک سات کھڑے ہوئے تھے اور مازن اسکی گود میں تھا۔۔۔

"کیسا لگا روم" وہ مسمران ہو کہ روم کو دیکھنے میں مصروف تھی مازن بیڈ پر سویا ہوا تھا جب زریاب نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

- "اچھا۔۔۔ ہسے" وہ حد درجہ پزل ہو گئی تھی اسکے قریب آنے سے جیھی اٹک کہ بولی تھی

"سو فارم ہاؤس کیسا لگا" اب کہ اسنے گردن سے بال ہٹا کہ اسکی گردن پر بوسہ دیا تھا

" ۱۱ --- چھوڑیں گے تو بتاؤ گی نہ " وہ اب کی بار منہ بنا کہ بولی تھی جبکہ اسنے اسے اپنے حصار سے علیحدہ کیا تھا --- ابھی وہ اس سے دور ہو کر کھڑی ہی ہوئی تھی کہ باہر زور سے بادل گرے تھے اور وہ فوراً اسکے سینے سے لگی تھی --- اسنے زریاب کی شرٹ کو زور سے پکڑ لیا تھا

" ششش اینجل کچھ نہیں ہوا یا بادل ہیں آسمان پر ہوتے ہیں زمین والوں کو کچھ نہیں کہتے " وہ بچوں کی طرح ٹریٹ کرتے ہوئے اسے کہہ رہا تھا --- مسکراہٹ دبانے کے چکر میں وہ سرخ ہو گیا تھا

" نہیں --- مہمچھے --- ڈر " وہ رو رہی تھی اور اسکے سینے میں چھپ رہی تھی -

" ششش خبردار اگر اپنے ڈر کی وجہ سے اپنے انسوؤں کو ضائع کیا ورنہ مجھ سے اچکھ کوئی بچا نہیں سکے گا - " اب وہ اسکی تھوڑی کو اپنی دو انگلیوں کی مدد سے اوپر کر کے اسکی تھوڑی کے خم پر جکا تھا ---

- اسے اسکے چہرے میں سب سے خوب صورت اسکی تھوڑی کا خم اور اس سے تھوڑا اوپر
ہونٹوں کے عین نیچے تل لگتا تھا۔۔۔۔۔ توڑی سے اس تل تک کا فاصلہ تہہ کرتے اسنے ایک
سیکنڈ لگایا تھا

اب وہ یہ بھول گئی تھی اسمان پر بادل برس رہے ہیں۔ وہ ڈر محسوس نہیں کر پارہی تھی۔۔
اگر وہ کچھ محسوس کر رہی تھی تو وہ اسکے لبوں کا لمس تھا جواب اسکے ہونٹوں تک اور اسکے بعد
اسکی انکھوں تک اربا تھا

اسنے زرا سی بھی مزاحمت نہیں کی تھی کیونکہ اسکے ہاتھ زریاب کے ہاتھ میں تھے۔ جب زریاب
نے اسکے کندھے سے قمیض کو سرکانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ بے اختیار پیچھے ہوئی۔۔۔

"ننہیں پیپلیز" اسکی انکھیں پانی سے بھر گئی تھی "جبکہ اسکا اسے روکنا زریاب کو عجیب لگا تھا

"کیا ہوا ہے؟ اپ ٹھیک ہیں" اسے وہ حواس میں نہیں لگی تھی۔۔۔

"نہیں دور-- دور--- رہے" وہ اب ہچکیاں لے رہی تھی ---- جب زریاب نے آگے بھر کر
زبردستی اسکی قمیص کندھے سے سرکائی تو وہاں جلے ہوئے کہ نشان دیکھ اسکی رگیں تن گئی
تھی ---

"یہ؟" وہ اس سے آگے الفاظ ادا نہیں کر پا رہا تھا --- جبکہ اسے وہ اپنے سینے سے لگا چکا تھا
اسکا سہارا پاتے ہی وہ بکھر گئی تھی

"سسنان نننے --- جللایا --- تھا --- دورد --- بیہت --- درد --- ہوا ---" اس سے
بولا نہیں جا رہا تھا جبکہ زریاب کا دل درد سے پھٹنے کو تھا --- اسنے اسکے بالوں پر بوسہ دیا تھا تا
کہ وہ اپنے دل کے غبار کو نکالنے --- جب وہ رو چکی تو اسنے اسے بیڈ لیٹایا اور خود بھی لیٹ گیا
--- اسے اپنے حصار میں لے کہ وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا جبکہ وہ اب نیند کی

آغوش میں جا رہی تھی



وہ ابھی ابھی اٹھی تھی رات روتے ہوئے وہ سو گئی تھی جسکی وجہ سے سر بھاری سا تھا۔۔۔
اسنے بیڈ پر ایک نظر دوڑائی جہاں کچھ فاصلہ پر زریاب اور مازن تھے۔۔۔ گھڑی پر وقت دیکھا تو نو
بج رہے تھے

اسنے بے اختیار گہرا سانس ہوا کہ سپرد کیا اور زریاب کے پاس ہو کہ بیٹھی تھی اور ہاتھ بڑھا کر
مازن کو لینا چاہا تھا جسکے کپڑے زریاب بدلوا چکا تھا اور وہ فریش بھی لگ رہا تھا یقیناً پیٹ پوچھا
ہو چکی ہوگی

جب زرتاش نے اسے لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو وہ پہلے زریاب کی طرف دیکھا اور پھر ماں کو
دیکھ کے نفی میں سر کو جنبش دی۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ جائے میں نہیں آؤ گا۔۔

جبکہ وہ اس چھوٹے شیطان کو دیکھتی ہی رہ گئی۔۔ اور پھر ساتھ بیٹھے بڑے شیطان کو دیکھ
رہی تھی جو کہ ہنسی چھپانے میں سرخ ہو گیا تھا۔۔ لگے ہی سیکنڈ اس کمرے میں قہقہے گونجے
تھے

زرتاش نے آگے بھر کر اسے زبردستی لیا تو وہ اور مسکرا نے لگا اسنے اسے اپنی گود میں لے کے
گدگدایا ---

"مما کی جان سب سے بڑا شرارتی بچہ ہو گیا ہے" پھر اسنے مازن کے چہرے کا ایک ایک نقش
چوما تھا۔۔۔ جبکہ زریاب نرم نگاہوں سے اسکی یہ محبت دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"چلو جان۔۔۔ اب اسے مجھے دو فریش ہو، کہ نیچے آؤ تب تک ہم پاب بیٹا زرا ایک کام کر لیتے
ہیں" وہ اسے زرتاش سے لیتے ہوئے کہہ رہا تھا جبکہ وہ اسکے جان کہنے پہ سرخ ہو گئی تھی۔۔

اور پھر فریش ہونے چل دی تھی جبکہ وہ لوگ نیچے کی جانب چلے گئے تھے۔۔ نیچے جا کہ زریاب
نے مازن کو بے بی کوٹ میں لیٹایا تھا اور خود زری کے لئے ناشتہ بنانے لگ گیا تھا۔۔

ہاف فرنی ایگ، ٹوسٹ، چائے اور اسکے ساتھ جیم۔۔۔ لکھن۔ اسنے ہر چیز بڑی ترتیب سے لگائی
تھی۔۔۔ اس دوران اسکی نظر گاہے بگاہے اس شیطان پر تھی۔۔۔ جو اسے بوڑ نہیں ہونے
دے رہا تھا بلکہ کوئی نہ کوئی آواز نکالتا اسے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد زرتاش نیچے آئی تھی --- بلیک کلر کے سمپل سے فراک میں وہ خوبصورت لگ رہی تھی -- زیب نے بے ساختہ بڑھ کر اسکا ماتھا چوما تو وہ بھی اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی ---

پھر زیب نے اسکے لئے چیئر کھینچی تھی اور اسکے بعد کھانا اسے سرف کیا تھا -- جبکہ وہ حیران تھی --- جب اسکی نظروں سے اسکی بات سمجھتے ہوئے -- زیب نے اسکی طرف جھک کہہ کیا تھا

"لوڈے از آسپیشل ڈے فار یو زندگی ---" اور اسکی کنپٹی چومی تھی --

"کیسا لگا بریک فاسٹ --" اب وہ خود بھی ساتھ بیٹھ گیا تھا اور اسکے مازن کی سیٹ تھی --

"بہت اچھا ہے" دھیمی آواز میں تعریف کی گئی تھی

"تھینکیو فیری" وہ چمک گیا تھا -- جبکہ فیری لفظ پہ وہ ساکت ہوئی تھی پھر زیب کی بات یاد کرتے ہی وہ خود کو کمپوز کیا تھا ---

اس طرح کھانا کھانے کے بعد وہ اوپر چلی گئی تھی --- اور مازن زریاب اسکے پیچھے



اپنے ڈیل ڈول وجود کو چادر سے چھپائے وہ بامشکل کھڑی ہو کہ اپنے سرتاج کا انتظار کر رہی تھی جسے آج نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی --- اسنے غصہ سے گھڑی کی جانب دیکھا --- جہاں سوئیاں نو بجنے کا سندیسہ دے رہی تھی

پھر اپے لباس کو --- اج کو سرخ رنگ کی پلین فراک پہنے --- ڈھائی گز کے دوپٹے سے خود کو چھپایا ہوا تھا اسے جس ہمت سے اسنے پہنا تھا یہ وہی جانتی تھی --- خود کی تیاری اور اپنے سر کے تاج پہ دو حرف بھیجتی آنکھوں کے آنسوؤں کو بہنے سے روکتی وہ تیاری ختم کرنے جا رہی تھی جب کلک کی, اواز سے دروازہ کھلا تھا اور وہ آیا تھا

"ایم سوری چندا! میں لیٹ ہو گیا۔" پولیس کے یونیفارم میں بال پیشانی پر بکھیرے ایک ہاتھ میں بوکے اور دوسرے ہاتھ میں ٹیڈی بیئر لئے وہ اپنی عزیزجان کو منانے کی تیاری کر کے آیا تھا پوری کی پوری

"جائے مجھے اپ سے بات نہیں کرنی" وہ ناک چڑا کے بولی تھی آنکھوں سے آنسو ہنوز جاری

تھے ہلکا سا میک اپ۔ گول مٹول سا چہرہ اور گول مٹول سا وجود، بال جو اب کندھے سے نیچے آتے تھے انہیں کھلا چھوڑے اس وقت بچوں کی طرح منہ بنائے وہ اسے بہت کیوٹ لگ رہی تھی

"آہ۔۔ میری جان۔۔ میرا ٹیڈی بیئر۔۔۔ روؤ نہیں ہم ابھی چلتے ہیں" اسکے ڈیل ڈول وجود کو باہوں میں بھرتا وہ اسکے ماتھے پہ بوسا دے کے کہہ رہا تھا۔۔

"نہیں مجھے نہیں جانا" وہ سوس سوس کر کہہ رہی تھی

۔۔ "یار یہ دکھو میں تمہارے لئے کیا لایا ہوں اور دیکھوں میں تمہیں گول گپے بھی کھلاؤں گا آج نکلتے ہوئے ہی ایک کیس آگیا تھا سو اس کی وجہ سے لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔ پلز جان مان جاؤ" وقار اب حریم کو لے کے کرسی پر بٹھ گیا تھا اور اسکو کرسی پر اپنی گود میں بیٹھا کہ وہ منا رہا تھا اور اسکے آگے بے اور ٹیڈی بیئر بھی پیش کر رہا تھا

"ٹھیک ہے اگر گول گپے کے ساتھ آپ اسکریم بھی کھلائے گے تو میں مانوں گی" وہ اب نیم رضا مند ہو چکی تھی

"او کے ڈن میری جان" وہ بھی چمک گیا تھا۔۔ اور لے کے چل دیا تھا



جب زرتاش کو حاصل کرنے کے لئے اسنے یہ کھیل، کھیلا تھا تب حریم کے بابا نے اسکا نکاح وقار سے کروایا تھا جو کہ اسکی طرف رشتہ لے کے آیا تھا۔۔۔

انہیں ویسے بھی حریم کو ایک سیف ہاتھوں میں دینا تھا سو۔۔۔ انکے لئے بے حد اسانی بن گئی تھی انہوں نے ہاں کرنے بھی دیر نہیں لگائی تھی البتہ حریم نے بہت شور مچایا تھا

جب اسکے بابا نے اسے اپنی قسم دے کہ ماننے کے لئے کہہ دیا تھا سو وہ مجبور ہو گئی تھی شادی کے شروع میں تو وہ وقار کا جینا حرام کر چکی تھی۔۔۔ کبھی اسکے ناشتے کو جلا دینا۔۔۔ کبھی شرٹس کو خراب کرنا

تو کبھی اسکے لیپٹاپ کا سٹیناس کرنا۔۔۔ الغرض وہ ہر طرح سے اسے زچ کرتی تھی مگر ابھی بھی ان میں ایک رشتہ قائم نہیں ہوا تھا وقار اسے وقت دینا چاہتا تھا

اسی دوران ان کی شادی کو ایک مہینہ ہو گیا تھا یہ لوگ اسلام آباد شفٹ ہو گئے تھے کیونکہ وقار کا وہاں ٹرانسفر ہو گیا تھا --- سوا سے وہاں لے جانا تھا۔۔

شادی کے ایک منٹہ اسکا رابطہ یزدانی صاحب سے نہیں ہو سکا --- سوا سے نہیں معلوم تھا کہ وہاں کیا ہو رہا تھا --- یہاں جب اسکی سالگرہ آئی تو وقار نے اسکے لئے سرپراز پلان کیا تھا

اسی دن اسکی دلی آمادگی کے ساتھ وہ اپنے رشتہ کو مقام دے گئے تھے -- اور ٹھیک دو ہفتہ بعد اسے قیامت خیز خبر ملی، تھی کہ اسکے بابا اس دنیا سے جا چکے ہیں

اسکی حالت بہت خراب ہو گئی تھی یہ وقار کی ہمت تھی کہ وہ اسے محبت سے واپس زندگی کی طرف لایا تھا --- اور اب چھ ماہ پہلے اسے یہ خبر ملی تھی کہ اللہ اسے اولاد جیسی نعمت سے نوازنے والا ہے ---

انکی زندگی اب جنت تھی -- بس ایک کسک تھی کہ وہ زرتاش سے نہیں مل پائی اس سے رابطہ نہیں رکھ پائی اب بھی وہ اسے یاد کرتی تھی --- اور روتی تھی

جبکہ وقار ہر ممکن کوشش کرتا تھا کہ اسکا ساتھ دے اسے خوش رکھے



وہ اوپر کمرے میں آئی تو الماری کے پاس ایک چھوٹا سا بکس پڑا ہوا تھا --- اسنے وہاں جا کہ پہلے اس بکس کو دیکھا جو کہ سیاہ رنگ کا تھا --- اور اسکے اوپر ریڈ ریبین تھا

اسنے آگے بڑھ کر وہ ربن کھولا پھر اس بکس کو کھولا تھا اس میں ایک کاغذ تھا اسنے اسے اٹھایا اور پڑھا

"To,
The reason of my life ... My love, see u at 8 o'clock in
this beautiful outfit ... wear it to enhance its beauty ♡
from your Zar ♡"

یہ سطریں پڑھ کہ اسکے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی --- اور اسنے ہاتھ بڑھا کہ اسکے لائے ہوئے سوٹ کو دیکھا تھا لال رنگ کی سلک کی ساڑی جو کہ بالکل پلین تھی ---

"ہاں مجھے اب ایک موقع دینا ہے خود کو ان خوشیوں کو -- ہاں آج مجھے غم کو پیچھے چھوڑنا ہے
----- مجھے اب موداؤن کرنا ہے --" اسنے عہد کیا تھا خود سے

اور تیار ہونے چلی گئی تھی کیونکہ گھڑی الریڈی آٹھ بج رہی تھی



اسنے ایک آخری نظر ہاں پہ ڈالی تھی جو کہ مکمل طور پر تیار کر چکا تھا --- پھر خود کو شاباش
دیتا وہ اپنے بیٹے کی طرف بڑھ رہا تھا جو کہ اپنی بڑی بڑی انکھیں کھولے
اشتیاق سے دیکھ رہا تھا

زریاب نے اگے بڑھ کر اسکو بے بی کوٹ سے اٹھایا اور اسکی انکھیں چومی --
"بابا کی زندگی! ماما کو منانے کی تیاری ہو گئی ہے --- اف دیکھو بابا کو اور بابا کی جان
کتنے گندے لگ رہے ہیں -" اب اسنے ایک نظر خود کو دیکھا تھا رف سے ٹراؤزر شرٹ میں وہ
عجیب لگ رہا تھا اور مازن کے بھی کپڑے چینج کرنے والے ہوئے ہوئے تھے

سو وہ دونوں اب کمرے کی جانب چل دیئے تھے --- وہاں پہنچ کر پہلے اس نے مازن کو شاور
دیا اور اسکو باہر لا کر بلیک سوٹ پہنایا تھا پھر اسکے بعد خود تیار ہونے کو چل دیا تھا

اج کی، شام ضروری تھی ان دونوں کے لئے وہ جانتا تھا۔۔۔ آج کے دن کا اسے دل سے انتظار تھا۔۔۔

ہم اتنے خوب صورت تو نہیں جان من ہاں مگر
جسے آنکھ بھر کر دیکھ لے اسے الجھن میں ڈال دے

بلیک تھری پیس میں نفاست سے بال، سیٹ کر کے اب وہ خوب سارا پر فیوم چھڑک کر مازن
کی، طرف ا رہا تھا۔۔۔

"چلو مازی اب ہو گئے تیار ہم اب چلتے ہیں ماما کے پاس" اسکے پھولے ہوئے سرخ گال چوم
کر بولا تھا

اور پھر وہ لوگ اسکے دروازے کی، طرف چل دیئے تھے۔۔۔۔



اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو

میں صدیوں سے ادھورا ہوں مجھے مکمل کر دو

ایک ہاتھ میں مازن کو پکڑے اسنے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھٹکھٹایا تھا --- زرتاش جو کہ اپنی تیاری کو فائل ٹچ دے رہی تھی --- اپنے جوتے کے سٹریپ بند کر کے دروازے کی سمت بڑھی

نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو

اسنے دروازہ کھولا تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے ساکت رہ گئے تھے -- سرخ سلک کی ساڑھی اسکے متناسب سراپہ پہ چھا رہی تھی

--- اپنے کمر تک لمبے بالوں کو کرل کئے --- اور ہونٹوں پر سرخ لب سٹیک لگائے --
کانوں میں اویزے ڈالے آج سہی معنوں میں وہ اسے اپسرا لگ رہی تھی بلکل اسکی فیری لگ رہی تی

دھوپ ہی دھوپ ہوں میں ٹوٹ کے برسو مجھ پر
میں تو صحرا ہوں مجھے پیار کا بادل کر دو

اسنے بھی اسے دیکھا تو مسمرائز ہو گئی تھی --- سیاہ رنگ کے تھری پیس میں وہ پیارا لگ رہا تھا
-- یہ وہ پیارا شخص تھا جو اسکے دل میں سمایا تھا --- پہلے کی بات اور تھی تب حقوق اسکے
نام نہیں تھے اب کی بات اور ہے اب وہ جو بھی ہے جیسی بھی ہے خود اور اپنے حقوق
سمیت اسکی ہے

اپنے ہونٹوں سے کوئی مہر لگاؤ مجھ پر
اک نظر پیار سے دیکھو مجھے گھاٹل کر دو

زریاب نے آگے پھر کے اسکے تل پر بوسا دیا تھا اور پھر پیچھے ہو کہ ایک ہاتھ اسکے آگے پھیلا دیا تھا
-- جسے اسنے جھجکتے ہوئے تھام لیا تھا -- اب وہ لوگ ہال کی جانب جا رہے تھے مازن نیند
کی آغوش میں اتر رہا تھا ---

اسکے سائے میں میرے خواب مہک اٹھے گے

میرے چہرے پہ امیدوں بھرا انچل کر دو

اسنے نظر بھر کر اس پیارے شخص کو دیکھا تھا جو اسکی اولاد کو سینے سے لگا کہ پھر رہا تھا ---
ہاں آج جب وہ اسے کچھ مانگے گا تو وہ اسے دھتکارے گی نہیں --- وہ اسے معتبر بنائے گی
-- اسنے دل سے عہد کیا تھا



وہ اسے لے کے ہال میں آیا تھا جہاں سارا ہال ریڈ بالون سے بھرا ہوا تھا اسنے آ کے مازن کو
بے بی کوٹ میں لیٹایا اور مڑ کر اسکے پاس آیا جو ساکن کھڑی تھی آگے بھر کر اسکا ہاتھ تھاما
تھا

سارے ہال میں اسکی اور اپنی تصویریں لگی ہوئی تھی جو نکاح کے دن کھینچی تھی --- ہر طرف
وائٹ کارٹن اور سکے سامنے ایک ٹیبل جس پر ایک کیک تھا اور ساتھ اک ڈبیہ

تم کو پایا ہے کہ جیسے کھویا ہوں
کہنا چاہوں بھی تو تم سے کیا کہوں
کسی زبان میں بھی

وہ لفظ ہی نہیں
کہ جن میں تم ہو کیا تمہیں بتا سکوں
میں اگر کہوں تم سا حسین
کائنات میں نہیں ہے کوئی
تعریف یہ بھی تو
سچ ہے کچھ بھی نہیں
تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

اس گانے کے بول اور ماحول نے ایک عجیب سا فزو طاری کر دیا تھا۔۔۔

"جب مینے اپ کو پہلی بار دیکھا تھا تو دل دھڑک اٹھا اور اتنی شدت سے دھڑکا تھا کہ میں اپ پر توجہ دینے کے لئے بے بس ہو گیا تھا۔۔۔ اپکی معصومیت۔۔۔ اپکا انداز مجھے یو لگا تھا کہ، اپ میری کسی کی، گئی اچھائی کا صلہ ہیں۔۔۔ پھر مینے اپکی انفونکالی اور اپ کے بارے میں جانا اس کے رخسار کو سہلاتا وہ اسے ٹیبل کے پاس لا رہا تھا۔۔۔

"پھر جب افسے بات کی تو یقین ہو گیا کہ اپ میری ڈسٹنی ہیں۔۔۔ مگر جب اپکی شادی کا پتا

چلا تھا تو دل ساکن ہو گیا تھا میں رویا تھا کہتے ہیں کہ مرد روتا نہیں ---، وہ روتا ہے -- ضرور روتا ہے جب اکی ضروری چیز کھو جائے اس سے دور ہو جائے میرے لئے تو آپ میری کل حیات تھی میرے جینے کی وجہ "اب وہ اسکے سامنے گٹنو کہ بل بیٹھ گیا تھا اور ہاتھ میں وہ ڈبیہ تھی جسمیں ایک ڈائمنڈ کی انگھوٹی تھی

"اب ایک بار پھر اللہ نے نوازا ہے آپ کو میری زندگی میں شامل کر کے --- میں چاہتا ہوں کہ آپ سب کچھ بھول جائے اور یاد رکھے تو صرف مجھے میرے بیٹے کو --- کیا آپ ہم، باپ بیٹے کو ایک موقع دے گی "اسکی، انگھوٹوں سے انسو جاری تھے اور روتو زرتاش بھی رہی اور پھر یکلخت زمین پر اسکے برابر بیٹھ کر اپنا ہاتھ اسکے آگے کر گئی تھی

تم ہوئے مہربان

تو ہے یہ داستان

اب تمہارا میرا

ایک ہے کاروان تم جہاں میں وہاں

میں اگر کہوں

ہمسفر میری

اپسرا ہو تم یا کوئی
پری تعریف یہ بھی تو
سچ ہے کچھ بھی نہیں
تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

- زریاب نے اسے انگھوٹی پہنائی تھی اور پھر زرتاش نے اوپر ہو کہ اسکی پیشانی پر لب رکھے تھے

"آپ میرے لئے خدا کی عنایت ہے --- زرتاش ابرار کو زرتاش زریاب حیدر بنا کہ خدا نے نوازا
ہے --- اتنا نوازہ ہے کہ اسکی اس نوازش کا شکر وہ کر پور ارب سجدے کر کہ بھی پوری طرح
ادانہ کر سکے " اب وہ اسکی انکھیں چوم گئی تھی جب کہ اسنے سرشار ہو کہا سے گلے لگایا تھا

کسی زبان میں بھی وہ
لفظ ہی نہیں کہ
جن میں تم ہو کیا
تمہیں بتا سکوں



از قلم ماہ نور فاطمہ

سیکنڈ لاسٹ

چہرے پہ میرے زلف کو پھیلاؤ کسی دن
کیا روز گرجتے ہو برس جاؤ کسی دن

مازن کو کاٹ میں لیٹا کر وہ اب اسکی طرف آیا تھا جو کنفیوژ سی لگ رہی تھی -- زیب اسکے
قرب گیا اور اسکے بچ ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا --- اور اسکی آنکھوں میں دیکھ
کے بولا

"ریلکس فیری"

رازوں کی طرح حسن کی بارش میں نہالوں
بادل کی طرح جھوم کے گھر آؤ کسی دن

"میری جان -- میری زندگی میری حیات ہو اپ --- آپ کے بغیر سانس لینا اس دنیا کا سب سے مشکل کام بن گیا ہے میرے لئے -- میری زندگی میں لوگوں کی تعداد بہت کم تھی -- میری دنیا میرے بابا , اما , بی جان , اور سونو پر محیط تھی " وہ اب کہتا ہوا اسے نرمی سے اپنے ساتھ لگائے بیڈ پر لا رہا تھا -- جو کہ سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا ۔

خوشبو کی طرح گزرو میری دل کی گلی سے
پھولوں کی طرح مجھ پر پر بیکھڑ جاؤ کسی دن

" اما بابا کے جانے کے بعد میری دنیا -- بہت محدود ہو گئی تھی پھر میں نے آپ کو دیکھا -- آپ میرے نصیب میں تھی یہ نہیں میں نہیں جانتا تھا -- مگر بس یہ جانتا تھا کہ میرا عشق پاکیزہ تھا -- اور دیکھے اللہ نے اپکو لکھ دیا میرے نصیب میں -- جس دن سے آپ میری دسترس میں آئی ہیں میں خود کو خوش قسمت سمجھنے لگا ہوں " وہ اب اس کی آنکھیں چوم رہا تھا اور پھر اسکی تھوڑی کے خم پر جھکا تھا جبکہ اس دوران وہ اسکی بازو کو شدت سے پکڑے ہوئے تھی -- اسکا لمس زرتاش کے دل کو دھڑکا رہا تھا

گزریں جو میرے گھر سے تو رک جائیں ستارے
اس طرح میری رات کو چمکاؤ کسی دن

"میں آج اظہار کرنا چاہتا ہوں --- لفظوں سے --- عمل سے --- گو کہ ہر انداز سے --- کیا مجھے
اجازت ہے - " وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کہ بول رہا تھا اور جھک کر اسکے ہونٹوں پر بوسہ دے
گیا تھا --- جبکہ وہ دھڑکنوں کو سبھال نہیں پا رہی تھی --- یکلخت اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے
تھے وہ اتنی تو نیک نہ تھی جو اسے اتنا نوازا گیا تھا ---

جبکہ وہ یہ نہیں جانتی تھی --- کہ اللہ تو ستر ماں سے بھر کر پیار کرتا ہے --- اور ماں تو اپنی ہر
اولاد کو بہتر سے بہتر ترین سے نوازتی ہے --- اسی طرح اللہ بھی ہمیں ہر بہترین چیز سے نوازتا
ہے

میں اپنی ہر سانس اسی رات کو دے دوں
سر رکھ کے میرے سینے پہ سو جاؤ کسی دن

وہ سوالیہ نظریں اس پر ٹکائے ہوئے تھا جبکہ وہ آنکھوں میں شکر کی نمی لئے اسے دیکھ رہی تھی

اور پھر یکلخت اسکی تھوڑی پہ بوسا دے کہ وہ اسکے سینے میں سر چھپا گئی تھی جبکہ وہ مسکرا
کہ سائیڈ کا لیمپ اوف کر چکا تھا۔۔



میں جذب کر لوں ساری تھکاوٹیں تیری
تو ایک بار میرے بازوؤں میں آ تو سہی

باہر سورج آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔ کمرے میں ماحول ابھی ابھی خوابناک تھا۔۔۔ زرتاش
اور زریاب دونوں سوئے تھے اور انکی پوزیشن کچھ یوں تھی۔۔۔

کہ زریاب نے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا ہوا تھا جبکہ اسکا ایک ہاتھ زرتاش کے پیٹ پر تھا تو
ایک ٹانگ اسکی ٹانگ پر۔۔۔ جبکہ وہ سکون سے سو رہی تھی۔۔

جب مازن صاحب کی پیاری آواز نے اسے جاگنے پر مجبور کیا تھا۔۔ لارڈ صاحب ساری رات
سوئے ہوئے تھے مگر جب بھوک لگی تو انکی آنکھ کھل گئی تھی جبکہ مازن کی آواز گونجی تو
انہیں جاگنا پڑا

اسنے انکھ کھول کر اعتراف میں دیکھا تو مازن زور و شور سے اپنا بینڈ بجائے جا رہا تھا۔۔۔ اسنے اپنے ساتھ لیٹے اس پیارے سے شخص کو دیکھا تھا جو سچے دل کا مالک تھا۔۔۔ اپنے خالص جذبہ بات لئے اسکے سنگ تھا

سرخ و سفید رنگت۔۔ چہرے پر ہلکی داڑھی اسکی گھور سیاہ آنکھیں اس وقت بند تھیں ماتھے پر بیکھڑے ہوئے بال وہ نہایت وجیہ لگ رہا تھا۔۔۔ وہ اسکی پیشانی پر بوسہ دے گئی تھی

اسنے اہستہ سے اسکا ہاتھ ہٹایا تھا جبکہ وہ کسمسا کہ پھر سو گیا تھا۔۔۔ آج وہ واقع پر سکون نیند سویا تھا۔۔۔ اور پھر اپنے بیٹے کے پاس گئی تھی جو صبح صبح ہی اپنا الارم بجا رہا تھا

اسنے اسے بے بی کاٹ سے اسے اٹھایا اور اسکی سرخ ناک چومی جو رو کہ سرخ ہو گئی تھی

"مما کی جان کو بھوک لگ گئی ہے ابھی میں کھانا دیتی ہوں۔۔۔ میرے چنڈا آجاؤ فریش ہو جاؤ تاکہ پھر میں اپکو کھانا دوں" وہ اس سے کہہ رہی تھی، جو، ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور پھر اسے لے کہ فریش ہونے چلی گئی تھی

زریاب کی نیند اسکی باتوں سے کھل گئی تھی۔۔۔ وہ بس انکھیں موندے ان ماں بیٹے کے باہر
آنے کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔۔ جب وہ لوگ باہر آئے۔ تو وہ اسے دیکھنے لگ گیا تھا۔ زرتاش اور
زریاب فجر کی نماز پھ کر ہی سوئے تھے۔

اس ٹائم گلابی رنگ کی، شلور قمیض میں مازن کو سفید رنگ کی شلوار قمیض پہناتی وہ اسے کوئی
حور لگ رہی تھی۔۔۔۔ اب وہ مازن کو فیڈ کروا رہی تھی جبکہ زریاب اپنی انکھیں موند گیا تھا

اسے فیڈ کروا کر فارغ ہوئی تو سیدھا لیٹے ہوئے زریاب کے سینے پر اسے لیٹا گئی تھی جبکہ
زریاب نے بر وقت اسے تھاما، تھا

"اٹھ گیا میرا شیر۔۔۔" اسکے سر پر بوسہ دیئے وہ کہہ رہی تھی۔۔۔ جبکہ زرتاش نیچے ناشتہ
بنانے چلی گئی تھی۔۔۔



وہ نیچے آہ ایک گھنٹہ میں ناشتہ بنا چکی تھی اج اسنے الو کے پڑاٹھے، بھی بنائے تھے جو کہ
زریاب کو بے حد پسند تھے اب وہ ٹیبل لگا کہ ان باپ بیٹے کا انتظار کر رہی تھی

کچھ لمحے بعد وہ دونوں اُٹے تھے دونوں باپ بیٹہ ایک جیسے کپڑوں میں شہزادے لگ رہے تھے۔۔ انے انہیں دیکھ کہ اسنے بے اختیار ہی ماشاء اللہ کہا تھا۔۔۔ اور پھر وہ اگے بھر کر اسکی گود سے اپنے شہزادے کو لینے گئی تھی

جو اسے دیکھ کے ہی آں آں کر رہا تھا کہ بس مجھے اٹھا لو جب وہ اس کے پاس ائی تو زریاب نے جھک کہ اسکی پیشانی پہ بوسا دیا تھا اور پھر اسکے پاس سے اکہ چئیر پر بیٹھ گیا تھا

"دیکھیں زراج میں نے آلو کے پڑاٹھے بنائے۔۔۔ کھائیں اور بتائیں کہ کیسے لگے؟" وہ معصومت سے کہہ رہی تھی بکل پہلے جیسے من موجی ہو گئی تھی وہ۔۔۔ زریاب بے پناہ خوش تھا۔۔۔ وہ اسکی پلیٹ میں پڑاٹھے رکھنے اسکے قرب ائی تھی۔۔ مازن بے بی کوٹ میں تھا

جب وہ اسکی پلیٹ میں پڑاٹھا رکھ کہ جانے لگی تو اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی گود میں بیٹھا لیا تھا

"فیری آپ کے بغیر کیسے کھاؤں؟ ایئں مل کے کھاتے ہیں" وہ پہلا نوالہ اسکے منہ میں ڈالتا ہوا کہہ رہا تھا جبکہ وہ بوکھلا گئی تھی

"جاناں مجھے نہیں کھلائے گی" آپے لہجہ میں شرارت لئے وہ گویا ہوا تھا --- جبکہ وہ پزل سی پلیٹ سے نوالہ بنانے کے لئے روکی تھی جب وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتا اسپر جھک گیا تھا --

"یم ٹیسز ڈلشیز" وہ شرارت سے اسکی حالت پر خط اٹھا رہا تھا جبکہ وہ شرم سے سرخ ہو گئی تھی

"آپ بہت برے ہیں" مازن بھی یہی ہے "وہ اسکے سینے پر سر رکھے کہہ رہی تھی --- جبکہ وہ کھلکھلا کہ ہنس دیا تھا

"مازن کو پتا ہے کہ اسکی مام بہت کیوٹ ہیں اور اسکے بابا ماما کے دیوانے ہیں" وہ اسکی چھوٹی سی ناک دبا کہ بولا تھا جبکہ وہ کھلکھلا کہ ہنس دی تھی اور پھر ڈائینگ ٹیبل ان تینوں کی ہنسی سے رونق افروز ہو گیا تھا



"سرمال پہنچ گیا ہے" یہ ایک ہال نما کمرے کا منظر ہے جہاں ایک آفیس سا بنا ہوا تھا اور ایک عدد ٹیبل -- صوفہ اور حرام شہ کی بوتلیں لگی ہوئی تھی -- صوفہ پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے سیاہ رنگ کا تھری پیس پہنا ہوا تھا --- اور اسکے سامنے بوڈی گارڈ کے لباس پہنے ایک

شخص کھڑا تھا

"ہممم صیچ تم اور صارم چلے جانا ---" وہ اسے حکم دیتا ہوا کہہ رہا تھا --- جبکہ، سامنے کھڑا شخص "جی سر" کہہ کہہ، کمرے سے چلا گیا تھا --- اب وہ اٹھ کہہ حرام شہ سے گلاس بھر رہا تھا

چل آ ایک ایسی نظم کہوں
جو لفظ کہوں وہ ہو جائے
بس اشک کہوں تو اک انسو
تیرے گورے گال کو دھو جائے

میں آ لکھوں تو آ جائے
میں بیٹھ لکھوں تو آ بیٹھے
میرے شانے پر سر رکھے تو
میں نیند کہوں تو سو جائے

میں کاغذ پر تیرے ہونٹ لکھوں
تیرے ہونٹوں پر مسکان آئے
میں دل لکھوں تو تمہارے
میں گم لکھوں تو کھو جائے

تیرے ہاتھ بناؤ پنسل سے
پھر ہاتھ پہیرے ہاتھ لکھوں
کچھ الٹا سیدھا فرض کروں
کچھ سیدھا الٹا ہو جائے

(courtesy yamama khan ♡)

ڈھلتے سورج کو دیکھ کہ وہ ماضی میں گیا تھا۔۔۔ اس رات جب سنان زرتاش کو رامز کے حوالے
کرنے جا رہا تھا تو راستہ میں انکا ایکلڈینٹ ہوا تھا اور وہ اتنا زبردست تھا کہ سنان کو بہت سیریز انجری
اٹی تھی

چونکہ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا سو اسکو دماغ پر بھی چوٹیں اٹی تھی۔۔۔ وہ شدید زخمی ہوا تھا اور

جب تک اسکو اپریشن تھیر تک پہنچایا گیا تھا اسکی ہمت جواب دے گئے تھے

وہ شدید درد میں تھا --- بارہ گھنٹے کے طویل اپریشن کے بعد وہ ادھا زندہ تھا -- وہ کوما میں چلا گیا تھا -- اس وقت اسکے پاس صرف پاشا تھا یا صارم ---

ادھر پارٹی والی رات پولیس کی ریٹ پڑی تھی اور اوفیسر شہیر مع زریاب وقار اور انکی پوری ٹیم کے وہاں موجود تھے -- انھوں نے رامز اور لیزہ کو پکڑ لیا تھا -- اور انہیں سیل میں بھیج دیا گیا تھا

جب جبکہ اس کیس کے بعد زریاب فوراً نچرائی جے لئے نکل گیا تھا اسے ارجنٹلی وہاں بلایا گیا تھا کیونکہ اس علاقہ کی کنڈیشن بہت خراب تھی

جبکہ اسے ٹھیک ہونے میں چھ ماہ کا عرصہ لگا تھا اور پھر اسنے دوبارہ صارم کو ساتھ ملا کہ بذنس شروع کیا تھا مگر اب کی بار وہ زیادہ محتاط تھا کیونکہ لیزہ سب بتا چکی تھی پولیس کو

اسے کبھی کبھی وہ یاد آتی تھی مگر اب نہیں جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہا اسنے غداری کی

تھی جو اسے سے دور ہو گیا تھا۔۔ جبکہ زرتاش کو وہ یاد کرتا تھا صرف اسوجہ سے کہ وہ خوب صورت تھی اج اگر اسنے وہ حماکت نہ کی ہوتی تو وہ اسکے پاس ہوتی

ہاں برے انسان کو اگر موت نہ دی جائے تو اس میں اور فرعون میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔۔

اور سنان ایسا ہی انسان تھا



سائبان

از قلم ماہ نور فاطمہ

لاسٹ اپی

"اسلام علیکم بی جان" وہ لوگ ابھی گھر پہنچے تھے کیونکہ کل سے زیاب نے اپنی ڈیوٹی جوائن کرنی تھی۔۔۔ ہال میں بی جان عصر کی نماز کے بعد تسبیح لے کہ بیٹھی ہوئی تھی

زیاب اور زرتاش نے آتے ساتھ انہیں سلام کیا تھا۔۔ ان دونوں کے چہروں سے پھوٹتے خوشی کے رنگ دیکھ کہ وہ شاد ہو گئی تھی ایک سال کے عرصہ بعد انکا پوتا خوش نظر آ رہا تھا

انہوں نے بے اختیار انکی خوشی کی دعا مانگی تھی اور زریاب کی پیشانی چومی تھی
"وعلیکم السلام گڈے۔۔!"

اسکے بعد انہوں نے آگے بھر کر زرتاش کی پیشانی چومی تھی۔۔۔ اور انکی گود سے مازن کو اٹھایا

"تم لوگ اے تو میرے گھر کی رونق آئی میں نے اپنے بچوں کو بہت مس کیا تھا" وہ اب
مازن کو گود میں لے کر بیٹھ گئی تھی جو کہ اب خوشی کی کھلکھلاتا انکے کندھے میں منہ چھپا رہا
تھا۔۔ یہ بھی ایک اظہار کا طریقہ تا یہ بتانے کا کہ اسنے بہت مس کیا بی جان کو

"ہم نے بھی اپکو بہت مس کیا تھا۔۔" زرتاش لاڈ سے انکے گلے میں بانہیں ڈالی۔۔ جبکہ
مازن نے کھلکھلا کہ انکو دیکھا تھا

"ہاں چندا میرا مازی جان مجھے احساس دلا رہا تھا کہ آپ نے مجھے بہت مس کیا۔۔" وہ لاڈ
سے مازن کی ماتھا چوم کے کہہ رہی تھی۔۔۔ جب اچانک موسوف کو یاد آیا کہ فیڈر پینے کا وقت
ہو گیا ہے۔۔۔ بس پھر جناب کا باجا شروع ہو گیا تھا

"ارے ارے کیا ہو گیا ہے --- میرے چننا کو بھوک لگی ہے, -- جاؤ تاشی اسے دودھ پلاؤ"

وہ تاشی کو اسے دے کہ کہہ رہی تھی جبکہ زریاب صوفہ پر بیٹھا نرم نگاہوں اپنی عزیز جان بیوی اور اسکے وجود کے حصہ کو دیکھ رہا تھا جو اسے بھی جان سے عزیز تھا

وہ آنکھیں مسلتے اور روتے ہوئے مازن کو لے کے اوپر کی جانب چلی گئی تھی -- جبکہ اب بی جان نے اپنے گڈے کو اپنے پاس بلایا تھا --- وہ سکون سے انکے پاس آ کے انکی گود میں سر رکھ گیا تھا

جبکہ وہ اب اسکے سر میں انگلیاں چلا رہی تھی --- اور اسکے چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھ رہی تھی --- جبکہ وہ انہیں دیکھ رہا تھا اور پھر انکے ہاتھوں کو پکڑ کر عقیدے سے چومتا وہ اپنی آنکھوں سے لگا گیا تھا -- اور وہ اسکے بولنے کی منتظر تھی --

"بی جان --- جو خوشی اپنے مجھے دی ہیں --- میں اسکا شکر کیسے ادا کروں میں نہیں جانتا" وہ ایک جذب سے کہہ رہا تھا --- جبکہ اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا راج تھا

"چندا کونسی خوشی" وہ مسکراہٹ دبا کہ بولی تھی --- حالانکہ جانتی تھی کہ ایک سال سے مضطرب رہنے والا اور شادی کے نام سے بھاگنے والا انکا بیٹا اتنا مطمئن کیوں ہے -- مگر اسکے منہ سے سننا چاہتی تھی

"بی جان --- زرتاش وہی ہیں --- میری فیری -- میری عشقا -- میری عقیدت -- میرا سب کچھ -- میں اس پاک ذات کے بعد اپکا شکرگزار ہوں کہ اللہ نے اپکو وسیلہ بنایا اور آپ اس وسیلے کی امیں بنی --" وہ اب اٹھ کر انکے سامنے گٹنوں کے بل بیٹھ کہ انکے دونوں ہاتھوں کو عقیدت سے تھامے کہہ رہا تھا ---

جبکہ وہ مسکرا دی تھی اور جھک کہ اسکی روشن پیشانی چومی تھی ---

"میری جان اس امانت کے لئے میں نے اللہ سے دعائیں مانگی تھی کہ اگر اسکے نصیب میں بہتر ہو تو میرے حیدی سے اسے ملا دے -- میں جانتی تھی -- میرے حیدی کا عشق پاک ہے اور خدا کو پاکیزگی ہی پسند ہیں -- میں جانتی تھی میرے گڈے کی نیت صاف ہے --- جنکی نیت صاف ہوتی ہیں -- اللہ انکے معاملے میں کن کہنے میں وقت نہیں لگاتا" وہ اب اسکا چہرے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر کہہ رہی تھی

"اسکو زندگی کی طرف لانے میں آخر تم کامیاب ہو ہی گئے وہ بدل گئی ہے۔۔ تمہاری سنگت میں۔۔ آج سے ایک سال پہلے جب وہ ائی تھی تو۔۔ گھنٹوں خاموش رہتی تھی۔۔۔۔۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتی تھی۔۔۔ اور مازن کے بعد بس ضرورت ہوتی تو بول لیتی تھی۔۔۔ اسکی خوبصورت آنکھیں ویران تھی۔۔ مگر آج میں نے ان میں چمک دیکھی ہے۔۔۔" اب وہ زرتاش میں ائے بدلاؤ کو نوٹ کر رہی تھی۔۔ جواج مسکرا رہی تھی جسکے چہر کی، مسکراہٹ اسکے دلی سکون کا پتا دے رہی تھی

"جی بی جان محنت تو لکی ہیں۔۔۔ مگر کامیاب ہو ہی گیا ہوں"

"اب جویننگ کب ہیں" اب وہ ڈیوٹی بابت کہہ رہی تھی۔۔۔

"انشا اللہ کل سے۔" تبھی اسکا فون بجاتا تھا جسے دیکھ کر اسکے نرم تاثرات سرد میں بدل گئے تھے۔۔۔

وہ فون سننے کے لئے باہر چلا گیا تھا پھر کچھ دیر بعد انداز آکر کمرے کی جانب بھر گیا تھا



و اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا --- اپنے پسندیدہ مشروب کو پی رہا تھا جب نوک کر کہ پاشا آیا تھا --- اج کی رات اسنے اور صارم نے مال ایکسپورٹ کرنا تھا ---

"سر وہ ڈیٹیل مل گئی ہیں " ایک افسر اسکے کام میں ٹانگ اڑا رہا تھا --- جسکی ڈیٹیل اسنے نکالنے کے لئے کہی تھی --- اور ابھی پاشا اسی کی ڈیٹیل لایا تھا ---

وہ ایزی چئیر کا رخ اب لان کی طرف سے ہٹ کر اسکی طرف کر چکا تھا اور پاشا نے ڈیٹیل اسکی ٹیبل پر رکھ دی تھی ---

"ٹھیک ہے تم ابھی جا کہ مال کو دیکھو --- اس معاملے کو میں ہینڈل کر لوں گا ---" وہ ایک نظر ڈیٹیل پر ڈالتا اسے جانے کا کہہ رہا تھا

"جی سر " وہ جانے کے لئے پلٹا تھا جب ایک بار پھر سنان کی آواز نے اسے روک لیا تھا

"PASHA BE vigilante " اسکا لہجہ سرد تھا وہ کسی بھی قسم کی گستاخی نہیں

چاہتا تھا

"یس سر" وہ سر ہلا کہ باہر چل دیا تھا۔۔۔ جبکہ اب وہ عجیب سی مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا

"آہ۔۔۔ پیارے پولیس والے۔۔۔ تمہاری خیر خبر تو آج لے کے رہوں گا"

اور اپنے پسندیدہ مشروب کا کلاس لبوں سے لگا گیا تھا۔۔۔۔ اور اسکے ارادے قطعاً نیک نہیں تھے



دل کا رشتہ بڑا ہی پیارا ہے

دل کا رشتہ بڑا ہی پیارا ہے -

کتنا پاگل یہ دل ہمارا ہے

ہم تو اک دوسرے پہ مرتے ہیں

ہم تو اک دوسرے پہ مرتے ہیں

جانتا یہ جہان سارا ہے

دل کا رشتہ بڑا ہی پیارا ہے

وہ اندر آیا تھا تو مازن سکون سے بیڈ سو رہا تھا جبکہ زرتاش ہاتھ لے کہ باہر آئی تھی۔۔ اس وقت

وہ گرین کلر کے کپروں میں اپنے سیاہ بالوں کو کھولے بغیر کسی میک اپ کے اپنے شہدابی
مکھڑے کے ساتھ اسکے دل کے تارچھو رہی تھی

اور یہ گانا زرتاش نے ہی لگایا تھا اسے یہ گانا بہت پسند تھا --- زیاب نے ایک نظر اس
پری پیکر کو دیکھا اور پھر گھڑی کی طرف اسوقت چھ بج رہے تھے --- گہرا سانس ہوا کہ سپرد کرتا
وہ اسکی طرف بڑھا تھا دل کی حالت ایک بار پھر عجیب ہو رہی تھی

زرتاش اسے دیکھ کہ بوکھلا گئی تھی --- زیاب کی آنکھوں میں چمک وہ دیکھ چکی تھی --- اب
اسے اپنی خیر نہیں لگ رہی تھی مگر اسکے چہرے کو دیکھ کہ لگ رہا تھا جیسے وہ بے چین ہے

میری پلکوں کو چوم کہ دلبر
میری پلکوں کو چوم کہ دلبر
آپ نے حسن یہ سنوارا ہے
آپ نے حسن یہ سنوارا ہے
کتنا پاگل یہ دل ہمارا ہے
دل کا رشتہ بڑا ہی پیارا ہے

وہ اسکے قریب جا کہ جھک کر اسکی خم دایلوں پر بوسہ دے گیا تھا --- جبکہ وہ اب ساکن
کھڑی تھی یہ شخص اپنے ہر انداز سے اسے سٹل ہونے پر مجبور کر دیتا تھا -- اب زریاب اسکی
پیشانی پر بوسہ دے رہا تھا --- اور پھر اسکی تھوڑی کے خم پر جھکا تھا --

دیکھتا ہوں جہاں تم ہی تم ہو
دیکھتا ہوں جہاں تم ہی تم ہو
اور نظاروں میں کیا نظارا ہے
اور نظاروں میں کیا نظارا ہے
کتنا پاکل یہ دل ہمارا ہے
دل کا رشتہ بڑا ہی پیارا ہے

"میں واقع ہی اپکا پاگل دیوانہ ہوں --- آپ کبھی بھی مجھ سے دور مت ہوئے گا --- میں جی
نہیں پاؤں گا اگر آپ کبھی دور ہوئی تو میں سچ میں مر جاؤ گا --- " وہ اسے گلے لگائے شدت
سے کہہ رہا تھا ---

"آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں --- زر میں آپکے پاس ہوں اور پاس ہی رہوں گی ---" وہ معصومیت سے گویا ہوئی تھی --- جبکہ وہ ایک بار پھر اسکی پیشانی پر بوسہ دے کہ پیچھے ہٹا

"کہی جا رہے ہیں" وہ اس سے کہہ رہی تھی جو کہ اب بلیک پینٹ اور بلیک ٹائیٹ شرٹ نکال کہ چیلنج کرنے جا رہا تھا --- وہ بغیر جواب دیئے ہی چیلنج کرنے چا گیا تھا جبکہ وہ بے چین ہو گئی تھی --

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تھا -- اور آکے مازن کی پیشانی پر بوسہ دے کہ تاشی کی طرف مڑا تھا

"میں کچھ کام سے باہر جا رہا ہوں --- اپنا مازن اور بی جان کا خیال رکھیئے گا --- اور ہاں کھانا میں باہر سے ہی کھاؤں گا --- پریشان مت ہوئیئے گا اور میرے لئے دعا کریئے گا" وہ نرمی سے اس کی آنکھیں چوم کہ کہہ رہا تھا جسمیں پریشانی چھلک رہی تھی

"فی امان اللہ" وہ سر ہلا کہ اسے کہہ رہی تھی جبکہ کمرے سے باہر نکلتے ہی زیب کے تاثرات میں بدلاؤ آیا تھا --



"پاشا تو نے سب ٹھیک سے چیک کیا ہے سب کلیئر ہے" صارم پاشا سے کہہ رہا تھا وہ لوگ مال کو لے کے لاہور کی حدود سے باہر جانے والی سڑک پر تھے یہاں سے عمو من ٹرکس ہی گزرتے ہیں جن میں سے ایموٹ اور ایکسپورٹ کا سامان ہوتا ہے ۔

"جی سر۔۔" اسنے مال کو سبزیوں اور پھلوں کے ٹوکڑے میں کچھ اس طرح چھپایا تھا کہ وہ دکھ نہیں سکتا تھا

اب وہ لوگ باہر کی طرف آگئے تھے یہاں سے سڑک سنسان ہونا شروع ہو جاتی ہے ۔۔۔ بس ہیوی ٹرک ہی گزرتے ہیں باقی ٹریفک ایکادوکا ہی ہوتی ہے ۔۔۔

"سنان نے اس پولیس والے کا کیا کرنا ہے" صارم خاموشی میں بور ہو رہا تھا ججھی بول پڑا ۔۔۔

"سریہ بات انہوں نے مجھے نہیں بتائی ۔۔۔ وہ بس اتنا کہہ رہے تھے کہ اس معاملے کو وہ خود دیکھے گے ۔۔ انہیں ویسے بھی بہت پسند ہے حریفوں کو ہارانا" وہ اب تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے آخر میں مسکرایا تھا

"ہممم یہ تو ہے --- سنان ہے بڑا جیدار بندہ --- کیسے اکیلے اتنی تکلیف سے اٹھنے کے بعد بھی اسنے بزنس کو سنبھالا" ابھی وہ ات ہی کر رہے تھے جب ایک گاڑی اسکے سامنے آئی تھی --- انہیں مجبوراً بریک لگانی پڑی جبکہ اسکے بعد قطار میں پانچ گاڑیوں نے انکو اپنے حصار میں لیا تھا

صارم اور پاشا کے پاس بھی گاڑز تھے --- وہ سب جان گئے تھے کہ کئی انہیں بھنک پڑ گئی ہے --- انھوں نے دکھا تھا کہ گاڑیاں عام تھیں یعنی پولیس کی نہیں لگ رہی تھی نہ ہی کسی اور فورس کی ---

اب اس گاڑی میں سے لوگ نکل رہے تھے جنہوں نے بلیک پینٹ اور بلیک شرٹ پہنی لی ہوئی تھی جبکہ اپنے چہرے کو رومال سے چھپایا ہوا تھا --- یوں لگ رہا تھا کہ وہ لوگ تیاری کر کے آئے ہیں

پاشا اور صارم نیچے اترے تھے اور اپنے پیچھے گاڑز کو بھی اترنے کا کہا تھا --- گاڑز کو ملا کہ ان لوگوں کی تعداد سات بن رہی تھی جبکہ حریف تعداد میں ان سے تیگنے تھے ---

"کون ہو تم لوگ دیکھو اگر کوئی حریف ہو تو آؤ سیٹلمنٹ کرتے ہیں --- یوں کام میں روکاؤٹ

نہ ڈالو "صارم پرسکون لہجہ میں گویا ہوا کیونکہ یہ مال کم از کم پانچ کڑوڑ کا تھا اور ان کا معاوضہ تیس کڑوڑ تھا ---

"ہاں ضرور او سیٹلمنٹ کرتے ہیں --- مگر شرط یہ ہے کہ جتنا ہم چاہے گے اتنا تمہیں دینا ہوگا " ان میں سے ایک سرد لہجہ میں بولا

"ہاں ہاں کیوں نہیں --- جتنا دل کرے اتنا لو مگر ابھی جانے دو اس سے پہلے کے پولیس کے کتوں کو ہماری خبر ملے " وہ کوفت زدہ لہجہ میں بولا تھا

"ہاں ہاں جانے ضرور دیں گے مگر تب جب تم جانے کے لئے بچو گے بھی " وہ یہ کہتا پھرتی سے اگے بھرتا اسکے منہ پر زوردار پنج مار گیا تھا --- جبکہ اب وہ لوگ گتھم گوتھا ہو رہے تھے مگر گنز کے زریعے انہوں نے ایک دوسرے پر فائرنگ کی تھی چونکہ حریف کی تعداد زیادہ تھی اسی لئے وہ لوگ گاڈز کو مار چکے تھے

جب کہ اب باری تھی صارم کی جس نے ڈیپریشن سے نکالنے کے چکروں میں کئی بچوں اور لوگوں کو ڈرگز کا عادی کر دیا تھا جس نے برائیت سٹوڈنٹس کا فیوچر ڈارک کر دیا تھا --- حریف

نے اب کی مار دوبارہ فائرنگ کی تھی جس کے جواب میں وہ فائرنگ کرنے کے لئے گن کا ٹریگر دبا چکا تھا مگر گولیاں دغا دے گئی تھی جبکہ حریف پوری تیاری سے آیا تھا۔۔۔

اسنے ایک بار پھر فائر کیا تھا جو کہ صارم کو لگا تھا جبکہ حریف کے ساتھی نے فائرنگ کی تھی جو کہ پاشا کا بازو زخمی کر گئی تھی۔۔۔۔ اور وہاں صارم کی ٹانگ پہ گولی لگی تھی وہ لوگ بیک وقت درد سے کراہ رہے تھے۔۔۔ جب حریف میں سے دو لوگ آگے ائے تھے جنہوں نے انکے پاس آ کے انہیں بالوں سے پکڑا تھا

"ہممم تو کیا بکواس کر رہا تھا تو۔۔۔ کہ پولیس کہ کتے نہ ا جائے۔۔۔ پولیس میں کتے نہیں بلکہ شیر ہوتے ہیں۔۔۔ جس طرح شیر اپنی سلطنت کی حفاظت کرتا ہے۔۔۔ اسی طرح ارض پاک کا ہر ایک سپاہی۔۔۔ اپنی قوم کی اور اس ملک کی حفاظت کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔۔۔" وہ صارم کے منہ پہ گونسوں کی پارش کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ اسکی مار کھا کہ ادموہا ہو گیا تھا پاشا کا بھی یہی حال تھا دوسرا جوان اسے بھی مار رہا تھا

"ابھی تو تو۔۔۔ جا کہ جھنم کی سیر کر اور پریشان نہ ہوئیں تیرا وہ بوس بھی جلد تیرے پاس ہی پہنچے

گا " وہ اسے اپنے باقی سپاہیوں کی طرف پھینکتے ہوئے کہہ رہا تھا --- جو کہ اسے ٹاپچر روم کی طرف لے جانے کے لئے جارہے تھے

دونوں نوجوانوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تھا اور پھر ویکٹری کا سائن دے کر، ایک دوسرے کے گلے لگے تھے --- تبھی صارم کا گرا ہوا فون بج اٹھا تھا

پہلے نوجوان نے کال پک کی تھی اور جو خبر اسے سننے کو ملی تھی وہ اسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچنے کے برابر تھی --- اسنے بے اختیار آسمان کی طرف دیکھا تھا --- اور ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کے اندر آنے والی نمی کو جھپک کر اندر کرتا وہ اللہ نے خیر کی دعا کر رہا تھا --- اور پھر چند سکند لگے تھے اسے گاڑی کی طرف جانے اور گاڑی بھگانے میں -



شام کے وقت کھانا کھا کر اوپر ائی تھی بی جان کو وہ پہلے ہی کھانا دے چکی تھی --- اور اب مازن کے ساتھ اوپر تھی --- بیڈ پر لیٹا مازن اپنے ہاتھ پیر چلا رہا تھا --- آج کا کھانا اسنے بنایا تھا کیونکہ سونو امتحانات کے لئے دوسرے شہر میں گیا ہوا تھا ----

ابھی وہ فارغ ہوئی تھی باقی سارے کام سے اور اب مازن کے برابر ہی میں بیٹھی وہ مازن کے ساتھ باتیں کر رہی تھی جس کے جواب میں وہ آوازیں نکال رہا تھا ---- جبکہ وہ اسے گدگداتے ہوئے ہنسا رہی تھی ----

گھڑی اس ٹائم رات کا دس بج رہی تھی --- بی جان میڈسن کی وجہ سے سو رہی تھی جبکہ وہ سخت بور ہو کہ اپنے زر کا انتظار کر رہی تھی --- جب اچانک لائٹ بند ہو گئی تھی -- ویسے گھر میں یو پی ایس تھا مگر یو پی ایس بھی بند ہوا ہوا تھا ----

وہ چلا ہی نہیں تھا اور یہی بات اسے خوب میں مبتلا کر رہی تھی --- اسنے ہاتھ بڑھا کہ مازن کو اپنی گود میں لیا تھا جو کہ چیخ چیخ کہہ رہا تھا --- اور وہ دیوار کا سہارا لیتے کھڑکی کھولنے لگی تھی

مازن کے ساتھ ساتھ اسکی ماں بھی رو رہی تھی کیونکہ ایسی سچویشن میں خاصہ ڈر جاتی تھی اندھیرے سے آج بھی اسے خوف آتا تھا --- ابھی وہ کھڑکی کھول کہ کھڑی ہی ہوئی تھی

اب اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تھی اور ساتھ ہی اس جانلیوا پرفیوم کی خوشبو سونگتے ہی اسکی جان خلق میں اٹک گئی تھی --- اب وہ محسوس کر رہی تھی کہ کسی نے اسکے منہ

پر رومال رکھا ہے۔۔ اورمازن اسکے ہاتھ سے چھن چکا ہے



زریاب اور وقار دونوں خوفی طور پر اس مشن پر کام کر رہے تھے انہیں جانکاری ملی تھی جس گینگ کو انہوں نے پکڑا تھا اوہ پھر ایکٹو ہو گئی ہے اس وقت کی اطلاعات کے مطابق انکا بوس مر چکا تھا

مگر وہ مرا نہیں تھا بلکہ کوما میں گیا ہوا تھا۔۔۔ جب اسے ہوش آیا تو ایک مہینہ پوری طرح سے ٹھیک ہونے میں لگا تھا اور پھر اسنے ایک بار پھر کام شروع کیا تھا

وہ لوگ شروع دن سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھے۔۔۔ مگر ان کے پاس اسکے خلاف ثبوت نہیں تھے اس لئے انہوں نے چھ ماہ کے عرصہ میں ثبوت اکٹھے کئے تھے اور اب دو ہفتہ پہلے ہی زریاب ہنجرائی سے ائی اتھا

اور باقی ہنگاموں سے فارغ ہو کہ اج انہوں نے انکا مال پکڑا تھا۔۔۔ زریاب صارم جبکہ وقار پاشہ کو مار رہا تھا جب وہ لوگ ٹاریچر روم میں گئے تو صارم کا فون بجاتا تھا۔۔۔۔

زریاب نے جھک کہ اٹھایا تھا جہاں سنان کا نام جگمگا رہا تھا۔۔ اس شخص سے تو بہت حساب نکلتے تھے

"ہیلو ہاں صارم تم لوگ کہاں تک پہنچے ہو۔۔۔ ان لوگوں کی کالز آرہی ہے۔۔۔ اب تک گئے نہیں تم لوگ" اسکی بے تاب از سپیکر میں گونجی تھی

"سنان صاحب مابذلت کو زریاب حیدر خان کہتے ہیں۔۔۔ اپکا صارم تو کب کا پہنچ گیا ہے۔۔۔ مگر اپنے ڈیلرز کے پاس نہیں بلکہ ہارے مہمان خانے میں اور جلد اپکی بھی بوکنگ کرنی ہے" تمسخرانہ لہجہ میں گویا ہوتا زریاب اسے طیش دلانے کی بھرپور کوشش میں تھا مگر سنان کی بات پر اسکی دل کی دھڑکن رکنے کو تھی

"اوو تو آج زریاب حیدر خان۔۔۔ ہمیں اپنے مہمان خانے میں لے جانے کی کوششوں میں ہیں۔۔۔ مگر وہ کیا ہے نہ کہ پہلے میں ذرا اپنے مہمان نپٹالوں جاننا چاہیئں گے کہ یہ کون ہیں" اسکا لہجہ زریاب کو ٹھٹکا گیا تھا

"یہ پری سپیکر زریاب حیدر نہ نہ سنان داؤد کی ایکس وائف ہے اور ساتھ ایک معصوم سا بچا بھی

ہے جو اس وقت رو کہ خود کو ہلکان کر چکا ہے --- جبکہ اسکی کئی لیس ماں بے ہوش ہے اور
باپ -- سنان داود کو دھمکیاں دینے میں مصروف --- تو سرکار اپ بھی ملنا چاہتے ہونگے ان
سے " اسکی بات نے زریاب کے قدموں تلے زمین کھینچ لی تھی --- اور روتے ہوئے مازن کی
آواز اسکی جان نکال گئی تھی

" ائی سوئیر --- سنان آج اس دنیا میں تیرا آخری دن ہوگا " وہ دانت پیس کہ گویا ہوا انکھیں
ضبط سے لال تھی --- جبکہ اسکی ابت سن کہ وہ قہقہہ لگا کہ ہنس دیا تھا ---

" نہ نہ آیس پی --- اگر تو وقت کی پابندی نہ کر سکا تو تیری بیوی اور میری سابقہ بیوی اللہ کو
پیاری ہو جائے گی اور یہ بلا بھی جس نے رو کہ سر درد کر دیا ہے سو چلدی آجا اور ہاں اکیلے
ائی --- وہ بھی نہایت --- تیری تھوڑی سی بھی چلاکی تیرے گھر میں قل کی بریانی بنوانے کی
وجہ بن سکتی ہے --- اور ہاں اڈیس میں فارورڈ کر رہا ہوں " اسنے یہ کہہ کہ فون بند کر دیا تھا
جبکہ زریاب نے آسمان کی طرف دیکھا تھا اور دعا کی تھی کہ آج نہیں اب نہیں اب وہ کہی
نہیں جانے دے گا اپنی فیری کو اور پھر گاڑی تک جاتے اسے چند سیکنڈ لگے تھے اور گاڑی
ہوا سے بات کر رہی تھی ---



وہ جلد از جلد اسکے بتائے اڈریس پر پہنچ رہا تھا۔۔۔ ابھی تھوڑا راستہ باقی تھا اسکے مطالبہ کے مطابق وہ نہایت آیا تھا۔۔۔ جبکہ دوسری طرف صوفہ پر تاشی کا بے ہوش وجود تھا اور پاس مازن

سنان کے ہاتھ میکانگی کے عالم میں مازن کی طرف گئے تھے اور اسنے اسے اٹھایا تھا جو رو رو کہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنے کندھے سے لگا رہا تھا اور خود بھی حیران تھا کہ یہ بے خودی کیوں

اسے یاد تھا جب لیزے کو اسنے بے بی پلان کرنے کے بارے میں کہا تھا تو اسنے یہ کہہ کہ منع کر دیا تھا کہ وہ اسکی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتی جبکہ۔۔۔ اس بچے سے اسے الگ انسیت ہو رہی تھی

مازن اسکے پاس جا کہ کچھ بہلا تھا مگر اسنی ہچکیاں ابھی بھی جاری تھی۔۔۔ اتنی دیر میں دروازے پر نوک ہوا اور اسکے پیچھے کا سوالی وہ جانتا تھا کہ کون ہے ا

اسی لئے مازن کو لیٹاتا۔۔۔ وہ دروازے کے پاس گیا تھا۔۔۔ جبکہ مازن نے پھر تیز آواز میں رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔ دروازہ کھلا تو اندھی طوفان بنا زریاب اسکے پر پہ در پہ مکہ مار چکا تھا۔۔۔

"یو باسٹرنڈ تیری ہمت کیسے ہوئی --- میری بیوی اور بیٹے کو لانے کی --- آئی ویل کل یو" وہ
اسے مارنے کے لئے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا چکا تھا --- جب اس نے ڈاج کیا تھا

"وہ میری بھی سابقہ بیوی ہے --- میری ہی اترن کو اپنی کہہ رہا ہے" وہ جو مازن کی طرف بھر
رہا تھا اسکی بات پر مڑا اور مازن کو اپنے ساتھ لگا کہ غضبناک لہجہ میں گویا ہوا, ---

"تو ایک نمبر کا ذلیل انسان ہے تجھ میں شرم , , رحم , انسانیت یہ جذبات ہے ہی نہیں ---
یقیناً تیرے ماں باپ بھی تیرے جیسے ذلیل" ابھی اسکی بات پوری نہیں ہوئی تھی جب وہ
چخ کہ بولا

"خبردار ایس پی اگر تو نے میرے ماں باپ کو کچھ کہا --- وہ لوگ پاک تھے نیک تھے شریف
تھے ایماندار تھے اور سالی اسی ایمانداری کا صلہ انہیں موت اور مجھے یتیمی مسکینی اور درد کی
ٹھوکروں کی صورت میں ملا ہے ---" اسکے لہجہ میں پڑمردی آگئی تھی

"ہونہر ایک برے انسان کا واسطہ نیک لوگوں سے کیسے ہوگا --- اگر وہ نیک تھے تو تم کیوں

نہیں وہ خود کی اولاد کو ہی پہچان نہیں سکا " اب سنے تیر پھینکا تھا جو سیدھا اسکے دل پہ لگا تھا وہ ایک پل کو ساکت ہوا تھا پر اپنا انجام جانتا تھا یہاں نے نکل بھی جاتا تو مازن کو پال نہیں سکتا تھا لہذا اسے دو کھڑی پیار کر چکا تھا یہی کافی تھا وہ سگدل تھا تبھی اولاد کو بھی نظر انداز کر گیا تھا

"میرے ماں باپ نیک تھے صالح تھے --- میرے بابا میرے ایڈل تھے --- انتہائی ایمانداری حق احلال کی کمانے والے --- اور میری ماں پانچ وقت کی نمازی --- دین اسلام کے اصولو پر تربیت کرنے والی --- میری زندگی اپنی بہترین ڈگر پر چل رہی تھی اور جب میں دس سال کا ہوا --- تب --- تب ایک دن اسی ایمانداری کی وجہ سے میرے بابا پر الزام لگا دیا گیا تھا کہا انہوں نے پیسوں کی ہیر پھیر کی ہے حالانکہ جس نے کی تھی وہ بری ذمہ تھا اور بابا مجرم --- جب واپس آئے تو دل برداشتہ ہو گئے اور پھر دو دن بعد جب میں رات سوکہ اٹھا تو مجھے اپنی جان سے پیاری ماں اور دوست جیسے بابا کے مردہ وجود ملے صرف اسی اچھائی کی وجہ سے ا --- ہاں اس دن مجھے اچھائی سے نفرت ہو گئی تھی --- کیا ملا تھا انہیں یہ سب ایمانداری کر کے "بات کرتے کرتے ہوئے ہانپ گیا تھا مازن تھکن کی وجہ سے سو گیا تھا جسے اس نے لیٹا دیا تھا اور اب غصہ ناک تاثرات لئے اس کو گھور رہا تھا

"جانتے ہو انسان سے بھر کر اس دنیا میں مطلبی اور کوئی ہے ہی نہیں - تمہیں یہ نظر آیا کہ

اچھائی کہ صلہ میں تمہارے والیدین مارے گئے مگر یہ کیوں نہیں دیکھ رہے کہ انہوں نے اللہ کا حکم نہیں جھٹلایا بلکہ آخر دم تک اسکے احکام مانے --- وہ اللہ کے نیک بندے تھے --- مجھے سمجھ نہیں آتا انسان ہر بات میں پازٹیوٹی کیوں نہیں ڈھونڈتا --- " وہ اب اسکے مقابل کھڑا تھا

" اچھا پھر جو در در کی ٹھوکر میرا نصیب بنی -- تمہارے مطابق ہر اچھے انسان نے مجھے اچھائی کرنے سے بھی روک دیا میں عزت اور حق حلال کمانا چاہتا تھا --- مگر ان لوگوں نے مجھے دتکارا --- اور آخر میں مجھے برائی کا راستہ چننا پڑا " اب وہ بھی غصہ سے چیخ کہہ رہا تھا جبکہ اس طرح سے چیخنے سے زری کے حواس بیدار ہو گئے تھے وہ پہلے خود کو انجان جگہ پہ پا کہ غائب دمانی سے دیکھ رہی تھئی اور پھر شناسا ہوئی ---

" واہ واہ سنان -- یعنی کرے کوئی اور بھرے کوئی, --- تمہیں راستہ چننے پر مجبور کیا گیا --- نہیں تمہیں صرف شیطان نے بہکایا تھا - تم خود گئے تھے اس راستہ میں --- یہ بھی ایک المیہ ہے کہ انسان خود کا کیا شیطان کے ذمے ڈال دیتا ہے --- حالانکہ --- شیطان بس سبجیشن دیتا ہے -- اختیار اس پر انسان کا ہی ہوتا ہے --- مگر ہم اپنے حصہ کا بوجھ شیطان پر ڈال دیتے --- بلکہ اسی وجہ سے اللہ نے انسان کو نیکی اور بدی کا راستہ چننے کی صلاحیت دی ہے --- اسی لئے وہ اشرف المخلوقات ہے --- انسان زندگی کو پھولوں یا کانٹوں کا بستر خود

بناتا ہے ---- تمہارے پاس اختیار تھا مگر تم اسکو ضائع کر کے اس دگر پر چلے جہاں واپسی کا کوئی راستہ ہی نہیں --- " وہ ایک لفظ پر زور دے رہا تھا جبکہ حقیقت کا آئینہ سنان کو طیش دلا گیا تھا

" مین تو موقع بقول تمہارا ضائع کر چکا ہوں اور اب تمہیں بھی نہیں چھوڑنگا --- " اسنے کہتے ساتھ ہی -- اسے پنج مارا تھا وہ لوگ گھتم گھتا ہو رہے تھے جگہ تاشی چیخوں کا گلہ گھونٹنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھ گئی ---- مازن بے خبر سا سو رہا تھا --- جب سنان کو زریاب نے نیچے گرایا تو اسنے اپنی پوکٹ سے گن نکالی اور ہاٹھ کھڑا ہوا --- اسے چھینتے وقت ہی بے دھانی میں ٹریگر دبا تھا اور گولی ار پار ہوئی تھئی ساتھ ہی پولیس کا سائرن بجاتا تھا --- اور زریاب سنان دونوں ساکت ہو گئے تھے

پولیس نے فوراً آے سنان کو اریسٹ کیا تھا جب کہ انکا آفیسر ایس پی زریاب دیوانہ وار اپنی بیوی کو اٹھا رہا تھا جسکا وجود خون سے تر تھا ---



5 ماہ بعد

وہ لوگ بادشاہی مسجد کے پاس بنے ہوٹل کی چھت پر کوئی پینے ائے تھے سردیوں کی امداد تھی

سوموسم بہت سہانا تھا --- مازن اب کروئینگ کرتا تھا -- مازن نے بلیک رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جبکہ زریاب نے بلیک رنگ کے شلوار قمیص پر سیاہ ہی چادر اوڑھ رکھی تھی

اور اسکے سامنے بیٹھی وہ پری آج بھی اتنی ہی پیاری تھی سیاہ رنگ کے کپڑوں میں زریاب کی لائی ہوئی اجرک میں وہ کیوٹ لگ رہی تھی

پانچ ماہ پہلے اس دن اسے کندھے پر گولی تھی --- بروقت علاج سے وہ خطرے سے باہر تھی اور ایک ویک میں ریکور کر گئی تھی --- جبکہ اس دوران وہ حریم سے بھی ملی تھی جسکے گھر دو ماہ پہلے ام انہیا آئی تھی --- اللہ نے ان دونوں کو بیٹی کی نعمت سے نوازا تھا اور سنان کو قید بامشت کی سزا ہوئی تھی جو جلد پھانسی میں بندلنے والی تھی

جبکہ زراتاش کے گھر والوں کے حال انتہا کے برے تھے بڑی چاچی کو فالج ہو گیا تھا جبکہ شایان جو بیوی بیاہ کے لایا تھا وہ امیر گھر کی تھی اور اسکے گھر والوں کو تھوکنہ بھی پسند نہیں کرتی تھی ---

وہ انہیں لے کے الگ ہو چکی تھی -- جبکہ فاریہ اپنے شناسا کے ساتھ رات کے اندھیرے میں

انکے اور اپنے نصیب پر کالک مل گئی

چھوٹی چچی کی بہو انہیں دن میں تارے دیکھتی تھی گھر کا سارا کام وہ اور بڑی چچی کرتی تھی --
اور وہ سکون سے اپنے بچے سنبھالتی تھی

جبکہ سامعہ کی جس امیر گھرانے میں شادی کروائی تھی دراصل وہ --- جسم فروشی میں ملوث
تھے --- اور انکے سامنے شریف بن کے آئے تھے اصل بھید تو بعد میں کھلا تھا

اور اس پر زندگی تنگ کر دی گئی تھی --- کاروبار بھی انکا ٹھپ ہو گیا تھا سواب وہ اپنے
بچوں کے محتاج ہو گئے تھے جو انہیں اتنی ہی عزت دیتے تھے جتنی وہ لوگ زری اور اسکی ماں
کو دیتے تھے

اور انکا ٹرانسفر بھی یہاں ہو گیا تھا --- مازن صاحب اب کرو لینگ کر کے پورے گھر میں ماں
کی پریڈ کراتا تھا جبکہ وہ اسکے پیچھے بھاگ بھاگ کہ تھک جاتی تھی --

ابھی وہ اپنے پسندیدہ منظر انے پسندیدہ بندے کے ساتھ دیکھ رہی تھی اور دل سے اس بات پر

ایمان لائی تھی کہ غروب ہوتا سورج اک نئی امید، اک نئی آس - اک نیا دن - اک نئی زندگی کے
آغاز کا سندیسہ دیتا ہے

زندگی میں اچھا برا وقت سب پر اتا ہے --- کیونکہ زندگی کا نام ہی آزمائش ہے --- کوشش
کرے کہ اس میں پورے اترے تاکہ دنیا و آخرت سنور سکے

"فیری کیا سوچ رہی ہے" اپنی کندھے پر سر رکھے سوچ میں ڈوبی اپنی بیوی سے زریاب نے
پوچھا تھا

"YOU ARE THE BEST THat ever occoured in my life" وہ

اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کہہ رہی تھی جبکہ مازن بڑ بڑا سے دیکھ رہا تھا

"مجھ سے نہیں پوچھے گی کہ میں کیا سوچ رہا ہوں" وہ شرارت سے گوا ہوا تھا ---

"کیا" وہ تاثرات نوٹ کئے بغیر بولی تھی --

"اب مجھے بھی ایک پیاری سی معصوم سی اچکے جیسی ازن چاہیئے --- کیا خیال ہے " وہ
معنی خیزی سے بولا تھا

"زیاب آپ کبھی نہیں سدھرے گے " وہاں کے دائیں کندھے پر مکہ مار کے بولی تھی جبکہ چند
لمحوں بعد باداشی مسجد کے سامنے ان تینوں کے قہقہہ گونجے تھے جس میں مازن کے دو دانت
والی، مسکراہٹ بھی شامل تھی

ختم شد
♡